دیہاتی سقراط

از

یف - ایل - برین صاحب ایم - سی - آئی - سی - ایس

بمعہ دیباچہ

از

ز ایکسیلینسی رائٹ آنریبل لارڈ ارون جی - ایم - ایس - آئی
جی - ایم - آئی - ای - وائسرائے کشور ہند

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس
بمبئی - مدراس - کلکتہ - لاہور

سنہ ۱۹۳۰ء

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
۲	دیباچہ از ہزایکسیلنسی رائٹ آنریبل لارڈ اروِن
۵	تمہید از مصنف .. ..
۹	چار چیزیں .. ..
۱۹	ٹپ یا بنجار .. ..
۲۶	ذات اور چھوت .. ..
۳۵	زیور اور عورت کی مناسب عزت ..
۵۲	پانی - جلانے کی لکڑی اور کھات ..
۶۳	گاؤں کی صفائی اور امداد باہمی ..
۷۲	ناچاری یا آپ ہی ہوئے .. ..
۷۵	گاؤں کے کتے .. ..
۸۱	اپنی عورتوں کی عزت کرو .. ..
۹۱	اچھی روایات اور مدرس کا نمونۂ کمال
۱۰۲	گاؤں کا نمبردار .. ..
۱۰۸	مقدس جنگ .. ..
۱۱۳	ملازمان سرکار .. ..
۱۲۴	انسان کی بلندی اور فضیلت .. ..
۱۳۲	انسان اور حیوان .. ..
۱۳۷	تین مالک .. ..
۱۴۵	تربیت .. ..

صفحہ	مضمون
۱۵۳	حالت سنوارنے کا خرچ .. ..
۱۶۳	بہشتی زمینداری .. ..
۱۷۰	روح خدمت .. ..
۱۷۶	سونے چاندی کو آگ لگانا ..
۱۸۳	بربادی اور فضول خرچی .. ..
۱۹۱	خراب سانڈ .. ..
۱۹۵	دو خزانے .. ..
۱۹۹	تقدیر یا مالک کی مرضی .. ..
۲۰۳	آرام دہ دیہات .. ..
۲۱۴	بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ٹی .. ..
۲۲۴	بچوں کے نیچے .. ..
۲۳۱	معمہ یا پہیلی .. ..
۲۳۴	جی ہاں اور مشترک تعلیم } .. .. ..
۲۵۰	اللہ بیلی .. ..
۲۵۵	روانگی .. ..

نذر

یہ کتاب میں ضلع گڑگانوں کے
میینداروں کی نذر کرتا ہوں —
ن میں مَیں نے اور میرے اہل خانہ نے
ئی سال رہ کر ان کے کاروبار
ور تفریحات میں شمولیّت کی مسرّت
اصل کی ہے ✣

کے زمیندار بھی اسی طرح اس صداقت کو قبول کرنے کو تیار ہوں گے +

129/e

لیکن ہمیں لوئیس ڈکنسن کے "غیر فانی جان چائنا مین" کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ جس نے ظریفانہ اور مؤثر طریقہ پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ جس چیز کو ایک انگریز سفید کہتا ہے۔ اُسے ایک چینی سیاہ کہیگا۔ اور دونوں میں سے کوئی بھی بظاہر نہ سچا ہے نہ جھوٹا۔ اس لئے لازمی ہے کہ ترقی کی رفتار سست ہو۔ پس ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس بات کی جانچ پڑتال کر لیں۔ کہ ترقی راہ راست پر ہے۔ اور اس کی بنیاد مستحکم ہے۔ تاکہ لوگ جان جائیں کہ جو تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ وہ درحقیقت انہیں کے اپنے فائدہ کے لئے ہیں۔ اور پھر وہ اپنے پر جوش رہنماؤں کے جانے کے بعد بھی ان کو جاری رکھیں +

مجھے یاد ہے کہ سقراط کو اس کے ہمعصروں نے اس لئے ہلاک کر دیا تھا۔ کہ وہ انہیں صاف صاف باتیں اکثر اُن کے منہ پر کہہ دیا کرتا تھا کہ تم غلطی پر ہو اور میں راستی پر ہوں۔ مجھے مسٹر برین کے متعلق یہ خوف نہیں ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے اور اُن کی اہلیہ صاحبہ نے اپنی طاقت کو صرف نصیحت آموزی تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ عملی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ جو کچھ وہ سکھاتے ہیں

وہ ہر معمولی زمیندار کر سکتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی ہے۔ کہ ابھی سے بعض مقامات میں زمیندار ان کی مثال کی تقلید خود بخود کرنے لگے ہیں۔ اور بعض مقامات میں مجالس امداد باہمی اور دیگر وسائل کے ذریعہ یہ کام سر انجام پا رہا ہے۔ میں اس بات کا قائل ہوں۔ کہ اگر ایک بار ہم زمینداروں کو اس بات کا یقین دلا دیں۔ کہ ان کی سرسبزی اور خوش حالی کی ترقی کی کُنجی اُن کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ تو ہندوستانی زندگی کی جدید تعمیر کے میدان میں یہ ایک بہت بڑی پیش قدمی ہوگی +

مسٹر برین کی کتاب اس سمت میں ایک صاف اور بہت ضروری رہنمائی کا کام دیتی ہے۔ اور میں پورے اعتماد سے سفارش کرتا ہوں۔ کہ جن لوگوں کو ہندوستان کے کاشتکاروں کی بہبودی مد نظر ہے۔ وہ اس سے فائدہ اُٹھائیں +

۲۱۔ جنوری ۱۹۲۹ء

اروِن

تمہید از مصنّف

سقراط ایک نہایت اُجڈ پیر مرد ہے۔ اور چونکہ
اس کی نسبت سب جانتے ہیں کہ نیک ہے۔ اور
اُس کی سیدھی اور صاف باتیں گو بظاہر تلخ مگر
در حقیقت سچی ہوتی ہیں۔ اس لئے زمیندار اس
سے نہیں بگاڑتے ورنہ باوصف اس کے بڑھاپے
اور معتبر صورت کے اگر وہ اُسے مارتے۔ اور
گالیاں نہ دیتے تو گاؤں سے ضرور ہی نکال
باہر کرتے +

ہم سب کو ایک سقراط اور اُس کی ڈانس
کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہمیں ہوشیار کرے۔ اور
صداقت کی حقیقت بتائے۔ جس طرح گاؤں کا بچہ
مٹی میں لتھ پتھ ہوتا ہے۔ ہم ریاکاری اور
مکاری سے آلودہ ہیں۔ اور ہم اپنی خامیاں
قصور اور متضاد باتیں منافقت اور ملائم گفتگو
میں بعینہٖ اس طرح چھپاتے ہیں۔ جیسے ایک
زمیندار اولاد کی غلاظت اور بیماری کو زیور
سے +

سقراط کبھی یہ برداشت نہ کریگا۔ وہ خود بیلچہ
کو ہمیشہ بیلچہ ہی کہیگا۔ وہ پختہ ارادہ کر لیتا
ہے۔ کہ جس گاؤں میں جائے۔ اس کو ترقی دے۔

اور ترقی دیئے بغیر وہ نہیں رہتا۔ گرہوں کی طرف
دیکھو اب عالمگیر ہیں۔ ٹٹیوں کے انتظام کی طرف
نگاہ کرو۔ اب بہت سے دیہات میں موجود ہیں۔
نکاح کے رجسٹروں کو تو قریب کوئی جگہ اُن
سے خالی نہیں ہے۔ گہنے بنوانے کو تو بائیوں اور
گہنوں میں بہت کمی ہو رہی ہے۔ "بوائے
سکاوٹ" کیسے مسرور دکھائی دیتے ہیں۔ لڑکیاں
مدرسوں میں داخل ہیں اور لڑکوں کے ساتھ ان
کے مدرسوں میں پڑھتی ہیں۔ چیچک اور طاعون
کے ٹیکے پسند عام ہیں۔ پانی چڑھانے کو پمپ
رائج ہیں۔ لوہے کے ہل استعمال ہوتے ہیں۔ تخم ریزی
کے لئے ۸ الف بیج بوئے جاتے ہیں۔ نئی قسم کا
ایکھ کھیتوں میں نظر آتا ہے۔ ایک ہزار بینک
ہیں۔ جن میں راس المال پچیس لاکھ روپیہ ہے۔
ان کے علاوہ پھلوں کی نمائش۔ گاؤں کے جلسے۔
ڈرامے (ناٹک)۔ جادو کی لالٹین کے ساتھ لیکچر۔
رورل سکول (دیہاتی مدرسہ)۔ ڈومیسٹک سکول۔
(خانگی مدرسہ) حصار کے سانڈ۔ جان ہال۔ زنانہ
باغ۔ عورتوں کا کلب۔ بچوں کی کھیلیں اور ٹینس
کلب جس میں ہندوستانی اور انگریز دونو مل کر
کھیلتے ہیں۔ ایسی چیزیں ہیں۔ جن کو کوئی نظر انداز
نہیں کرسکتا۔ یہاں ہم صرف چند چیزوں کا ذکر کرتے
ہیں۔ ان کے علاوہ کئی اور ہیں۔ جن کا بیان کرنا

مشکل ہے۔ سب سے بڑی بات جو قابل ذکر ہے۔ وہ یہ ہے۔کہ یہ ضلع بیدار ہو گیا ہے۔ وہ سماعت اور عمل کے لئے اپنی حالت سدھارنے کو تیار ہے۔

سقراط اکثر ناقابل برداشت دردِ سر بن جاتا ہے۔ اس کی گفتگو بہت صاف ہے۔ اور ہمیشہ اپنی باتیں بار بار دھراتا رہتا ہے۔کیا کرے۔ مجبور ہے۔ بُرائیوں کے علاج جو اُس نے تجویز کئے ہیں۔ بہت آسان ہیں۔لیکن جب تک وہ بار بار نہ زور دے۔ اور اُن کے مختلف پہلو نہ دکھائے کوئی ان پر توجہ نہیں کرتا۔ اور بعض اوقات تو جب تک وہ سخت بد اخلاقی اور پرلے درجہ کی ترش روی نہ برتے۔ گاؤں خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتا۔ سقراط کو گو غصہ جلد آ جاتا ہے۔ لیکن زمیندار سلیم الطبع ہیں۔اور بوڑھے دوست کی زبان درازی اُنہیں بہت جلد بھول جاتی ہے ✦

اس کتاب میں کوئی ایسی بحث نہیں ہے۔ جو گاؤں کی بات چیت اور لیکچروں میں سو بار بیان نہیں ہو چکی ✦

سقراط کا سراسر مدعا یہ ہے کہ زمیندار غور و خوض کے عادی ہو جائیں۔ زمانہ بدل چکا ہے۔ اور وہ رسمیں جو اچھی یا کم سے کم بلا ضرر تھیں۔ اب ضرر رساں اور برباد کن ہیں۔ ہمیں ان تمام

رسموں اور عادتوں کو پرکھنا چاہیئے - کہ آیا موجودہ
وقت میں وہ ہماری صحت اور آرام کے لئے مفید
ہیں یا ہمارے گاؤں اور کھیتوں کی بہبودی کے
لئے کار آمد ہیں؟ جو ان میں اچھی ہیں - انہیں بیشک
جاری رکھو اور چاہے کچھ ہی ہو - انہیں نہ چھوڑو -
لیکن بُری رسموں کو فوراً جڑ سے اکھیڑ دینا چاہیئے -
اور ان کی بیخ کنی کرکے وہ طریقے سیکھنے چاہئیں -
جن سے ہمیں فائدہ پہنچ سکے - اگر سقراط نے یہ
کرکے دکھا دیا ہے - تو اُس نے اپنا وقت ضائع
نہیں کیا - اور زمینداروں کو اس کی سخت کلامی
کا کبھی افسوس نہ ہوگا ٭

ایسٹ ووڈ - رائی پرو مارفوک
جون ۱۹۲۸ء
الیف - ایل - برین

چار چیزیں

ایک دن سقراط ضلع گڑگاؤں کے کسی گاؤں میں جا نکلا۔ وہاں اُسے کئی دیہاتی ملے۔ رام رام کے بعد اُس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ وہ بولے کہ ہم اس گاؤں کے زمیندار ہیں +

سقراط نے اِدھر اُدھر دیکھا تو مفلسی اور غلاظت کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دیا۔ یہ گاؤں ایسے علاقہ میں تھا۔ جہاں آب پاشی کا انتظام نہ تھا۔ اس لئے فصل اکثر ہوتی ہی نہ تھی۔ سقراط نے حسب معمول زمینداروں سے یہ سوال کئے +

سقراط۔ زمیندار وہ ہیں جو اپنی زمین سے نفع کمائیں کہو یہ بات درست ہے نا؟

زمیندار۔ جی ہاں درست ہے +

سقراط۔ "تو پھر تم دولت مند ہو"!

زمیندار۔ ہم اور دولت مند۔ بوڑھے میاں ہوش کی دوا کیجئے۔ یہ کیسا احمقانہ سوال ہے + (گاؤں والوں نے ابھی تک سقراط کو پہچانا نہ تھا) +

سقراط۔ ابھی ابھی تم نے کہا تھا۔ کہ ہم زمیندار ہیں۔ تو پھر تم کیسے زمیندار ہو۔ شاید تم نے سچ نہیں کہا +

(گاؤں والے شرمندہ ہوئے۔ اور سمجھ گئے کہ یہ شخص سقراط ہے) +

زمیندار۔ جناب سقراط بیشک یہ ہماری غلطی تھی۔
که ہم نے بیوقوفی سے اپنے تئیں زمیندار بیان
کیا + (اب زمیندار چکرائے اور سوالوں کا جواب
سوچ سمجھ کر دینے لگے) +
سقراط۔ "تو پھر دوستو بتاؤ کہ تم ہو کون"؟
زمیندار۔ اور کچھ نہیں ہیں تو انسان تو ہیں" +
سقراط۔ البتہ۔ مگر انسان حیوانوں سے بہت افضل
ہیں۔ کیوں اس میں کچھ شک ہے +
زمیندار۔ "شک کیسا۔ انسان ضرور حیوانوں سے
افضل ہیں" +
اس موقعہ پر سقراط نے ایک چھوٹا بچہ دیکھا
جو بہت میلا کچیلا اور گندہ تھا۔ یہ بچہ ایک
پلے سے کھیل رہا تھا۔ اور پلا صاف ستھرا تھا +
سقراط۔ "یہ بچہ بہت میلا ہے" +
زمیندار۔ "جی ہاں حضور! مجھے اندیشہ ہے۔ کہ
اس علاقہ میں بچوں کو بہت کم نہلاتے ہیں۔
ہم لوگ غریب ہیں۔ ہماری عورتیں کھانا پکاتی
ہیں۔ چکی پیستی ہیں۔ دانہ دلتی ہیں۔ اور گوبر
تھاپتی ہیں۔ اس لئے انہیں فرصت نہیں ہوتی۔
کہ بچوں کو نہلائیں جو امیروں کا کام ہے" +
سقراط: "دیکھو تو سہی یہ پلا کتنا صاف ہے +
زمیندار۔ جناب اس کی ماں دن میں کئی بار اسے
چاٹتی ہے۔ اور کیا مجال کہ کہیں دھبے کا نام

رہنے دے"+

سقراط۔ "مگر ابھی ابھی تم نے کہا تھا کہ انسان حیوانوں سے بہتر ہے کیا ایک گندہ بچہ ستھرے حیوانوں سے اچھا ہے"+

زمیندار۔ "معاف فرمائیے گا ہم سے پھر غلطی ہو گئی۔ کم سے کم صفائی میں ہم حیوانوں سے بہتر نہیں ہیں"+

سقراط۔ "مگر انسان تو پڑھے لکھے ہیں۔ اور یہ بات حیوانوں کو کہاں نصیب"+

زمیندار (جلدی سے) "جی ہاں حضور۔ انسان لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ اور اُن کے پاس بہت سی کتابیں ہیں"+

سقراط۔ "کیا تم پڑھ سکتے ہو"؟

زمیندار۔ "جی نہیں میں تو اَن پڑھ ہوں"+

سقراط۔ "اور تم"+

دوسرا زمیندار۔ "میں بھی بے علم ہوں"+

سقراط۔ "اور آپ"+

تیسرا زمیندار۔ "میرا بھی یہ ہی حال ہے"+

سقراط۔ "شاید آپ بھول گئے۔ ابھی ابھی آپ نے کہا تھا۔ کہ ہم انسان ہیں۔ کیا آپ نے نہیں کہا تھا"؟

زمیندار۔ "ہم سے بھول ہو گئی۔ ہم حیوان ہیں اور جاہل"+

سقراط۔ "مگر گائے حیوان ہے اور وہ اپنے بچھڑے

کو بہت صاف ستھرا رکھتی ہے - اور تم اپنے
بچوں کو صاف نہیں رکھتے - پھر تم حیوان کیسے
ہوئے" +
ندار - "اس کا جواب ہم کیا دیں اور کیا کریں؟
راط - اگر تمہیں یہ دعوٰی ہے کہ تم انسان ہو -
تو پہلی بات جو تمہیں کرنی چاہیئے - وہ یہ ہے
کہ اپنے دیہات اور بچوں کو صاف رکھو - گاؤں
کی صفائی کا یہ طریقہ ہے کہ ہر روز ہر قسم کا
کوڑہ کرکٹ گاؤں سے باہر لے جاؤ اور اُسے
ایسے گڑھوں میں ڈلواؤ - جو چھ فٹ گہرے
ہوں - اور ہر روز بچّوں کو ضرور نہلاؤ" +
ندار - "حضور ہم یقین دلاتے ہیں کہ ایسا ہی ہوگا"
سقراط پھر زمینداروں کے ساتھ باتیں کرتا اور
منتا رہا - اور اُنہیں زمینداری سبق فراموش ہونے
- یکایک رستے میں اُنہوں نے ایک گبریلا دیکھا
گوبر کی گولی بنا کر اپنے سوراخ میں ٹھونس رہا
- یہ دیکھ کر اُن میں سے ایک زمیندار بلا سوچے
ے ہنس دیا - اور بولا - "حضور دیکھیئے تو سہی یہ
ریلا کتنا بدشکل کیڑا ہے - بھلا پرمیشور نے
ا نکما کیڑا کیوں پیدا کیا"؟
راط - "بیشک خدا کی عجیب ہستی ہے - یہ کیڑا
گوبر کی گولیاں بنا کر اُنہیں اپنے گھر لے جاتا
ہے - اور ایک اندھیرے سوراخ میں جہاں ہوا

اور روشنی نہیں جا سکتی رہتا ہے۔ کیا میں غلط
کہہ رہا ہوں"؟

زمیندار:- "جناب آپ بجا فرماتے ہیں۔ یہ بدشکل
کیڑا ایسا ہی کرتا ہے"+

سقراط:- "تمہاری بیویاں اور بیٹیاں اُپلے بناتی ہیں۔
اور جب گوبر تھاپتی ہیں۔ تو اپنے بچے ہمراہ
لے جاتی ہیں۔ اس وقت کیا تمہارے بچے اُپلوں
کے ساتھ نہیں کھیلتے"؟

زمیندار:- "اُپلے تو ہماری ضروریات زندگی ہیں۔ ان سے ہم
دودھ کاڑھتے ہیں۔ اور حقہ کے لئے آگ بناتے
ہیں"+

سقراط:- "میرا سوال یہ نہ تھا۔ تمہاری ضروریات زندگی
کے متعلق پھر گفتگو کی جائیگی۔ میرا سوال تو یہ تھا۔
کہ کیا یہ اُپلے تمہاری عورتوں اور بچوں نے تھاپے
ہیں"+

زمیندار:- (شکی ہو کر) "جی ہاں حضور اُپلے اسی طرح
بنتے ہیں"+

سقراط:- "کیا تمہارے گھروں میں کھڑکیاں ہیں"؟

زمیندار:- "نہیں حضور ہمارے گھروں میں کھڑکیاں
نہیں ہیں"+

سقراط:- "تو یہ کہو تمہارے گھروں میں اندھیرا ہے"+

زمیندار:- "جی ہاں"+

سقراط:- مطلب یہ ہے کہ تم اُپلے تھاپتے ہو۔ اور

ایسے گھروں میں رہتے ہو۔ جہاں روشنی اور
ہوا کا گذر نہیں ہوتا۔ تو پھر تم کیسے اس گیدڑ سے اچھے ہو"+
زمیندار:۔ معلوم تو یہ ہوتا ہے۔ کہ ہم کسی طرح بھی اس سے اچھے نہیں ہیں"+
سقراط۔ پھر اگر انسان کہلانا چاہتے ہو۔ تو ضرور ہے کہ اپنے گاؤں اور بچوں کو صاف رکھنے کے علاوہ اُپلے تھاپنا چھوڑ دو اور ایسے گھر بناؤ۔ جن میں کھڑکیاں ہوں"+
زمیندار۔"حضور ہمیں ماننا پڑتا ہے۔ کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں۔ وہ بجا اور درست ہے"+
سقراط اور زمیندار ٹہلتے ہوئے ایک کُتیا کے پاس سے گذرے۔ جس کے چھ پِلے تھے۔ تین نر اور تین مادہ تھے۔ کُتیا اُن کو چاٹ کر صاف کر رہی تھی۔ اور دودھ پلا رہی تھی +
سقراط کے ہمراہیوں میں سے ایک نے کُتیا کی طرف لکڑی پھینکی۔ اور چلّا کر کہا کہ اسے پرے ہٹا دو +
سقراط نے منع کیا اور کہا کہ ایسا نہ کرو۔ بعض باتوں میں کُتا انسان سے بہتر ہے۔ یہ بات گاؤں والوں کو ناگوار گذری۔ مگر حکیم کے ڈر سے کچھ نہ بولے +
پھر وہ گاؤں کے پرائمری سکول میں جا پہنچے۔

جہاں تقریباً تیس چھوٹے بچے سبق پڑھ رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر سقراط کچھ حیران سا ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد بولا :-

سقراط - "کیا اس گاؤں میں لڑکیاں نہیں ہیں"؟

زمیندار - "کیوں نہیں - جتنے لڑکے اتنی ہی لڑکیاں ہیں" +

سقراط "تو مدرسہ میں ان تیس لڑکوں کے ساتھ اتنی ہی لڑکیاں پڑھنے کیوں نہیں آتیں"؟

زمیندار - (ہنس کر) "یہ کام لڑکوں کا ہے لڑکیوں کا نہیں ہے" +

سقراط "تو پھر تمہارا برتاؤ لڑکوں سے اور ہے اور لڑکیوں سے اور"؟

زمیندار "بے شک لڑکیاں کب لڑکوں جیسی ہو سکتی ہیں - بیٹے سب کو بڑے پیارے ہوتے ہیں۔ لڑکیوں کی کسی کو ضرورت نہیں ہوتی" +

سقراط - "لیکن لڑکیاں بھی انہیں کی اولاد ہیں - جن کے لڑکے ہیں" +

زمیندار "بات تو یہ ہی ہے" +

سقراط - "اور یہ ہی لڑکیاں تمہارے نواسوں کی مائیں ہوں گی" +

زمیندار "بیشک ہوں گی" +

سقراط - "اور تمہاری اپنی مائیں بھی کسی زمانہ میں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تھیں" +

زمیندار ۔"جی ہاں تھتیں" +

سقراط ۔"کیا عورت گھر والی نہیں ہے" +

زمیندار ۔" ہے ۔ برابر ہے" +

سقراط ۔"جتنی اچھی عورت ہو ۔ اتنا ہی اچھا گھر ہوتا ہے ۔ اور جتنی قابل عورت ہو اتنا ہی زیادہ خاوند اور بچّوں کو آرام ملتا ہے" +

زمیندار ۔"اس میں کیا شک ہے"؟

سقراط ۔" اگر یہ بات ہے تو جب لڑکیوں کے ذمہ گھر کے فرائض خاوند اور اولاد کے متعلق اس قدر ضروری ہیں ۔ تو تمہیں چاہیئے کہ اُن کے ساتھ لڑکوں سے بڑھ کر سلوک کرو" +

زمیندار ۔"حضور ہم مانتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں ۔ اور آپ سچ فرما رہے ہیں" +

سقراط ۔ تو پھر وہ کُتیا جس سے تم نے اتنی نفرت ظاہر کی تھی ۔تم سے زیادہ دانا ہے ۔ کیونکہ وہ نر اور مادہ میں تمیز نہیں کرتی ۔ اور سب کو ایک آنکھ دیکھتی ہے" +

زمیندار ۔"حضور ہم کیا کہیں ۔ ہم تو اپنی زندگی کے روّیہ میں سرے سے ہی غلطیاں کرتے چلے آ رہے ہیں" +

سقراط ۔"بس تو پھر انسان کہلانے کو تمہیں تین نہیں بلکہ چار چیزوں کا خیال رکھنا چاہیئے یعنی :۔

۱ - گاؤں کو صاف رکھو - تمام کوڑا کرکٹ گاؤں سے باہر لے جاؤ - اُسے گہرے گڑھوں میں پھینکواؤ اور بچوں کو صاف اور سُتھرا رکھو +

۱ - اُپلے تھاپنا قطعی ترک کر دو +

۱ - ایسے گھر بناؤ - جن میں کھڑکیاں ہوں +

۰ - جب چھوٹے لڑکوں کو مدرسے بھیجو - تو لڑکیوں کو بھی بھیجو" +

مینداد :- "بہت اچھا حضور - سچ ہے جب تک یہ چار چیزیں نہ ہوں ہم انسان نہیں کہلا سکتے" +

نقراط - (اُٹھ کر) اب دیر ہو گئی ہے - اور مجھے گھر جانا ہے - آپ کی ملاقات سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی - اجازت ہے کہ پھر جب کبھی تنہائی سے دل گھبرائے اور سیر کے لئے نکلوں تو یہاں آؤں اور آپ سے ملوں" +

مینداد - "حضور کی بڑی مہربانی ہوگی - ضرور تشریف لائیں اور درشن دیں - امید ہے کہ پھر جب کبھی آپ آئیں گے تو ہمیں انسان بنا ہوا دیکھینگے" +

نقراط - "مجھے بھی یہی امید ہے تو خدا حافظ" +

مینداد - "اللہ نگہبان" +

قطعہ

۱ چار چیزیں بتاتی ہیں انسان
گاؤں ستھرا ہو اور صاف مکان
دُور گاؤں سے گھرے گڑھوں میں
کوڑے کرکٹ کی جا ہو اے دہقان
اپنے بچوں کو روز نہلاؤ
صاف اور پاک وہ رہیں ہر آن
دُور اُپلوں کو تم کرو گھر سے
سمجھو گوبر ہے کھاد اے ذی شان
گھر بناؤ تو کھڑکیاں رکھو
روشنی اور ہوا ہیں صحت نشان
لڑکے اور لڑکیاں برابر ہیں
اُن کو تعلیم دیجئے یکساں

سچ جناب برین کا ہے قول
چار چیزیں نہ ہوں تو ہو حیوان
اور مجھ سے جو پوچھئے احمدؔ
آدمی پھر ہے بد تر از حیوان

۱ کہاوت

(مترجم)

تپ یا بخار

جب سقراط کا گذر پھر اس گاؤں میں ہؤا - تو اُس نے دیکھا کہ گاؤں والے اکثر بخار میں مبتلا ہیں +

سقراط - یہ تو بہت بُری بات ہے - میرے خیال میں یا تو اس بخار کا کوئی علاج نہیں - یا لوگ جان بوجھ کر اسکی روکنے کی کوشش نہیں کرتے تاکہ یہ لوگوں کو نہ ستائے ورنہ تمہارے جیسے دانا زمیندار اس وقت ایسے خراب حال نہ ہوتے +

ایک زمیندار جو پہلے فوج میں سپاہی رہ چکا تھا بولا کہ جب میں فوج میں تھا - تو مجھے کبھی بخار نہیں ہؤا - سرکار کے حکم سے چھپڑوں نالوں اور کچے تالابوں میں ہفتہ میں ایک بار تھوڑا سا مٹی کا تیل ڈلوا دیا جاتا تھا - ہمیں ہفتہ میں دو بار کونین کھلاتے تھے - اور ہم مسہریوں اور مچھردانیوں میں سوتے تھے - اگر ہم مسہری میں سونا بھول جائیں تو ہمیں سخت سزا دی جاتی تھی +

سقراط :- تو پھر تم سب کو بخار کیوں ہے ! میرے خیال میں اس ہوشیار سپاہی نے جو احتیاطیں بتائی ہیں تم سب اُس کے پابند ہو ؟

زمیندار :- اُس نے پہلے ہم سے کبھی ان باتوں

کا ذکر نہیں کیا - اور جو کچھ اُس نے کہا ہے
وہ جھوٹ ہے کیونکہ وہ خود ان باتوں کا
خیال اپنے گھر میں نہیں رکھتا"+

سقراط-"میاں فوجی کیا یہ سچ کہ رہے ہیں - مجھے
تو یقین نہیں آتا - بھلا کب ممکن ہے - کہ
تمہارے جیسے سمجھ دار انسان کے گھر میں
مسہریاں اور مچھر دانیاں نہ ہوں - ضرور ہیں -
اور تم اور تمہارا کنبہ ان میں سوتا ہے - اور
تم ضرور کونین کھاتے ہو اور اپنے کنبہ کو
کھلاتے ہو - اور جہاں پانی کھڑا رہتا ہے - وہاں
مٹی کا تیل ڈلواتے ہو"+

فوجی-"جناب جب میں فوج سے آنے لگا - تو میں
نے کئی مچھر دانیاں مول لی تھیں لیکن میری
گھر والی نے ان کے کرتے بنا لئے - کیونکہ
انہیں کوئی استعمال نہ کرتا تھا+

سقراط - کیا تمہارا مطلب یہ ہے - کہ اُنہوں نے
تمہاری نافرمانی کی - اور جو مچھر دانیاں تم لائے
تھے انہیں استعمال نہ کیا ! تم نے ضرور اُنہیں
تاکیدی حکم دیا ہوگا - تم نے ضرور ایک مسہری
اپنے لئے رکھی ہوگی اور اس بات پر اصرار
کیا ہوگا کہ باقی تمہارے گھر والے بھی استعمال
کریں"+

فوجی-" میں اپنی مسہری ہمیشہ استعمال نہ کرتا تھا -

اور میرے گھر والوں نے تو ان کو کبھی ہاتھ
تک نہیں لگایا"+
سقراط۔اس کے یہ معنی ہیں کہ تمہاری قواعد دانی
کی شہرت جو انتظام فوج کے لئے لازمی ہے۔
تمہارے گھر میں بے کار ہے"+
فوجی۔"بات تو کچھ ایسی ہی ہے"+
سقراط۔"اور فوج میں جو تعلیم تمہیں بخار سے
بچنے کی دی گئی تھی وہ گویا ضائع گئی۔بھلا بھائی
زمیندارو بتاؤ تو سہی کیا تم نے کونین کا
نام نہیں سنا"+
زمیندار۔کیوں نہیں سنا۔مدرسہ میں ماسٹر صاحب
اس کا ذکر کرتے اور اس کے فائدے بتاتے
رہتے ہیں اور ذیلدار صاحب نے کونین کی
گولیاں منگا کر جو تقسیم کی تھیں۔اُن سے
ہمیں فائدہ ہؤا تھا"+
سقراط۔"تو پھر تم ہر روز کیوں نہیں کونین کھاتے
تاکہ اچھے ہو جاؤ"+
زمیندار۔"جناب گولیاں ختم ہو چکی ہیں"+
سقراط"۔کیا کونین نہایت مفید چیز نہیں ہے"+
زمیندار۔"بہت ہی مفید ہے"+
سقراط۔"یہاں سے دو میل کے فاصلہ پر جو بازار
ہے وہاں کونین ضرور بکتی ہو گی"+
زمیندار"۔جی ہاں بکتی ہے"+

سقراط۔"میرے خیال میں ایک دن کا بخار گویا
ایک روپیہ کا نقصان ہے"+

زمیندار۔"بے شک اگر بخار ہو جائے تو ایک روپیہ
یومیہ نقصان ہے۔کیونکہ آج کل فصل کے
دن ہیں"+

سقراط۔"کیا کونین بہت مہنگی ہے"+

زمیندار۔ ابھی نہیں جناب۔ آٹھ روپے میں پانچ
سو گولیاں آ جاتی ہیں+

سقراط۔تم نمک اور مصالح خریدنے تقریباً ہر
روز بازار جاتے ہو"+

زمیندار۔"جی ہاں"+

سقراط۔ اور اس وقت مصالح سے زیادہ کونین
کی ضرورت ہے"+

زمیندار۔"بے شک"+

سقراط۔"کیا تم منتظر رہتے ہو کہ ذیلدار صاحب
آئیں اور تمہیں مفت مصالح دیں"؟

زمیندار۔ ہرگز نہیں کیا ہم کوئی فقیر یا بھکاری
ہیں"+

سقراط۔"پھر تمہیں یہ انتظار کیوں ہے کہ کونین تمہیں
مفت دی جائے"+

زمیندار۔"کونین سرکار مفت بانٹتی ہے"+

سقراط۔"سرکار صرف اس لئے کونین مفت دیتی
ہے۔کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ یہ نہایت

فائدہ مند چیز ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔
کہ مفت لینے کے انتظار میں تم اپنی فصل
اور تخم ریزی کا وقت ضائع کر دو اور ممکن
ہے کہ اُس کے استعمال نہ کرنے سے مر بھی
جاؤ۔ حالانکہ چند پیسوں کے عوض کونین مل
سکتی ہے +

زمیندار "حضور ہمیں معافی دیجئے۔ ہم بہت بیوقوف
ہیں۔ اب ہم فوراً اس قدر کونین خرید لینگے۔
کہ سال بھر کام آئے اور سال بھر بخار
کو دور رکھے" +

سقراط ۔" اور مسہریوں یعنی مچھردانیوں کی نسبت
کیا کہتے ہو" +

زمیندار "حضور ہم لوگ غریب ہیں۔ اور یہ امیروں
کے استعمال کی چیز ہے" +

سقراط ۔"میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے کانوں میں
بالیاں ہیں اور تمہارے بچے کڑے اور چھڑے
پہنے ہوئے ہیں۔ کیا ان سے بخار قریب نہ
آئے گا" ؟

زمیندار ۔" نہیں۔ ان سے بخار کب رکتا ہے" +

سقراط ۔" تو پھر کیا مناسب نہ ہوگا۔ کہ ان
زیوروں کی جگہ مچھردانیاں بنوائی جائیں" +

زمیندار ۔" بے شک مناسب تو یہ ہی ہے" +

سقراط ۔" کیا تمہیں اپنی اولاد سے محبت ہے" ؟

زمیندار۔ "بے شک محبت ہے" ✢

سقراط۔ "تو کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ بچہ تندرست ہو جائے خواہ زیور نہ بھی ہو۔ کیا کوئی یہ چاہتا ہے کہ چاہے بچہ بیمار ہو۔ مگر اس کے جسم پر زیور ضرور ہو" ✢

زمیندار۔ "ہمیں زیور نہیں چاہئے۔ اولاد کی تندرستی درکار ہے" ✢

سقراط۔ "تو کیا پھر ایک مسہری اور چند گولیاں کونین کی بالیوں اور چوڑیوں سے اچھی نہیں ہیں"؟

زمیندار۔ "ضرور۔ اچھی ہیں" ✢

سقراط۔ "تو پھر مچھر دانیاں اور کونین استعمال کرو۔ کتنے بڑے افسوس کا مقام ہے۔ کہ تمام گاؤں بخار سے اوندھا ہو رہا ہے۔ بچے کمزور اور بیمار ہیں۔ حالانکہ تھوڑی سی احتیاط سے یہ تکلیف دور ہو سکتی ہے" ✢

زمیندار۔ "اے دانا حکیم ہم سے جہاں تک ہو سکے گا۔ ہم کوشش کریں گے" ✢

سقراط۔ "دوستو اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ خدا حافظ" ✢

زمیندار۔ "اللہ نگہبان" ✢

کونین اور مسہری

کیوں تپ سے کوئی گاؤں میں سینہ فگار ہے
دیہاتیو! کونین علاجِ بخار ہے

شاید کہ تم کو بھول گئی تھیں مسہریاں
کیوں موسمی بخار سے حالت نزار ہے

ڈلواؤ گندے پانی میں مٹی کا تیل تم
مچھر نہ ہونگے ایسے کہ جن سے بخار ہے

جینا وبال جان ہے بچوں کے واسطے
بیماریوں کا تیر جو سینے سے پار ہے

کونین کھا کے رات مسہری میں کر بسر
مسٹر برین کہتے ہیں کیوں بیقرار ہے

(مترجم)

ذات اور چھوت

سقراط حسب معمول گاؤں کے چودھریوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ وہاں ایک چمار آ گیا۔ زمینداروں نے جھڑک کر کہا۔ کہ ہم سے پرے ہٹ کر بیٹھ۔

سقراط۔" اس نے کیا قصور کیا ہے۔ کہ تم اس سے اس قسم کا سلوک کرتے ہو"۔

زمیندار۔" وہ چمار ہے"۔

سقراط۔" چمار تم سے علیحدہ کیوں بیٹھے"؟

زمیندار۔" وہ نیچ ذات کا ہے اور ناپاک ہے"۔

سقراط۔ کیا اُس کے چھونے سے تم ناپاک ہو جاؤ گے"؟

زمیندار۔" جی ہاں بیشک"۔

سقراط۔" کیا تم اسی گاؤں میں پیدا ہوئے تھے"؟

زمیندار۔ یہ آپ کیوں پوچھتے ہیں۔ آپ کا مطلب کیا ہے"۔

سقراط۔" میرے سوال کا جواب دو۔ میرا مطلب خواہ کچھ ہی ہو۔ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ اور بعض اوقات میرے خیالات پریشان ہو جاتے ہیں"۔

زمیندار۔" ہاں ہم سب اسی گاؤں میں پیدا ہوئے تھے"۔

سقراط۔" جب بچہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ تو تم دائی

بلاتے ہو"۔

زمیندار۔"جی ہاں اس گاؤں میں ایک دائی ہے"۔

سقراط۔"یہ دائی زمیندارنی ہو گی"۔

زمیندار۔"جی نہیں۔ یہ کام ہماری عورتوں کا نہیں ہے"۔

سقراط۔"تو پھر وہ کون ہے"؟

زمیندار۔"وہ مہترانی ہے"۔

سقراط۔"جب بچہ جنانے آتی ہے۔ تو زچہ کو چھوتی ہے"۔

زمیندار۔"ہاں چھوتی ہے۔ ہاتھ لگاتی ہے"۔

سقراط۔"تو سب سے پہلے یہ دائی جب بچہ پیدا ہوتا ہے اُسے ہاتھ لگاتی ہے۔ اُسے نہلاتی دُھلاتی ہے۔ اور اس دائی کی انگلی سب سے پہلے بچہ کے منہ میں جاتی ہے"۔

زمیندار۔"ہوتا تو یہ ہی ہے"۔

سقراط۔"تو گویا تمہاری بیویاں۔ مائیں۔ اور تم خود پیدا ہوتے ہی ناپاک ہو جاتے ہو۔ تمہاری ذات چوہدریو اُس وقت کہاں جاتی ہے"؟

یہ سُن کر بعض زمیندار تو خفا ہو گئے۔ مگر ان میں جو سمجھ دار تھے۔ انہوں نے اپنی غلطی اور ہٹ دھرمی تسلیم کی اور شرم سے سر جھکائے۔

سقراط۔"اگر تمہارے ہاتھ میں پھانس یا کانٹا چبھ جائے اور ہاتھ سوج جائے۔ تو تم کیا

کرتے ہو"۔
زمیندار۔"اگر خود بخود آرام نہ آئے۔ تو ہم
ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں"۔
سقراط۔"اور یہ ڈاکٹر تمہاری دائی کا خاوند چمار
ہے"۔
زمیندار۔ توبہ توبہ حکیم صاحب آپ کیا فرما رہے
ہیں۔ یہ باتیں آپ کی شان سے دور ہیں۔ یہ
ڈاکٹر اونچی ذات کا انسان کالج کا تعلیم یافتہ
ہے"۔
سقراط۔"جب تمہاری گائے بچہ دینے لگتی ہے۔
تو تم اُس وقت کس کو بلاتے ہو"؟
زمیندار۔"ہم کسی سیانے اور واقف کار زمیندار
کو بلاتے ہیں"۔
سقراط۔"جب بچہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ تو
عورت کے سخت درد ہوتا ہے۔ عورت کے
لئے یہ بہت نازک وقت ہے۔ اور اُس وقت
جان کا بھی خطرہ ہے"؟
زمیندار۔"جی ہاں"۔
سقراط۔" معلوم ہوتا ہے۔ تمہیں اپنی بیویوں
سے چنداں محبت نہیں ہے۔ اور وہ اور ان
کے بچے جئیں یا مریں تمہاری بلا سے"۔
زمیندار۔ بیوی ہمیں بہت سا روپیہ خرچ کرکے
ملتی ہے۔ اولاد کی ہمیں بہت تمنا ہے۔

اور ہم بچوں کو بہت پیار کرتے ہیں - ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہماری بیویاں یا بچے مر جائیں"۔

سقراط - "جب تمہارے ہاتھ کو چوٹ لگتی ہے - تو تم ڈاکٹر کے پاس جاتے ہو - جب تمہاری گائے بچہ دینے لگتی ہے - تو تم سمجھ دار زمیندار بلاتے ہو - اور جب تمہاری بیوی نازک حالت میں ہوتی ہے - تو تم گاؤں کی بھنگن بلاتے ہو"؟

زمیندار - "حضور ہمارا قصور معاف ہو - ہم لوگ جاہل ہیں"۔

سقراط - "کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ تم اپنی برادری کی چند عورتوں کو گڑگاؤں کے ہیلتھ سنٹر (مرکز صحت) میں بھیجو - تاکہ وہ دایہ گیری کا کام سیکھیں - اور بجائے جاہل اور بے سمجھ چترانیوں اور چماریوں کے جب تمہاری بیویوں کے ہاں بچہ ہونے لگے - تو تربیت یافتہ - ہوشیار - اور صاف ستھری دائیاں تمہیں مل سکیں۔

زمیندار - حضور ہم ضرور ایسا کریں گے - اور ہم اپنی بیرحمی اور لاپرواہی کا خیال کر کے شرم سے پانی پانی ہوئے جاتے ہیں"۔

سقراط - ناپاکی کے سوال کے متعلق میں پوچھتا

ہوں کہ کیا کیچڑ اور غلاظت ہی انسان کو
ناپاک کرتی ہے"؟

زمیندار۔"جی ہاں"؟

سقراط۔"تمہارے گاؤں کا کوڑہ کرکٹ کہاں
جاتا ہے"؟

زمیندار۔"بھنگی اُس کے ڈھیر گاؤں کے باہر
لگا دیتے ہیں"+

سقراط۔"باہر بھی اور اکثر اندر بھی"+

زمیندار۔"جی ہاں۔ یہ لوگ سُست ہیں۔ اور کوڑا
اُٹھا کر گاؤں سے باہر نہیں لے جاتے"+

سقراط۔"تم لوگ صبح رفع حاجت کے لئے کہاں
جاتے ہو"؟

زمیندار۔"قریب ہی کھیتوں میں"+

سقراط۔"اور کبھی کبھی گاؤں کے اندر اور گاؤں
کے گرد اور سڑک پر بھی بیٹھ جاتے ہو"+

زمیندار۔"بدقسمتی سے ایسا بھی ہوتا ہے۔
سستی کی وجہ سے انہیں دور جانا دُو بھر ہو
جاتا ہے"+

سقراط۔"یہ نجاست دھوپ میں خشک ہو جاتی
ہے"+

زمیندار۔"جی ہاں"+

سقراط۔"اور خشک ہو کر پھر ہوا میں اُڑنے
لگتی ہے"+

زمیندار - "جی ہاں" +

سقراط - "جب مویشی صبح گاؤں سے باہر جاتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں - تو اُن کے سموں سے خاک اُڑتی ہے" +

زمیندار - "جی ہاں" +

سقراط - پھر جب بارش ہوتی ہے - تو یہ مٹی بہ کر کچّے تالابوں اور جوہڑوں میں چلی جاتی ہے - اور انہیں تالابوں سے تمہارے مویشی پانی پیتے ہیں - اور انہیں میں تم نہاتے ہو اور انہیں کا پانی بھی بعض اوقات تم پیتے ہو" +

زمیندار - "جی ہاں" +

سقراط - "پھر یہ مٹی کھڑے ہوئے پانی کے گڑھوں میں چلی جاتی ہے - اور چونکہ یہ گڑھے چاہات کے قریب ہیں - اس لئے ان کنوؤں کا پانی بھی خراب ہو جاتا ہے" +

زمیندار - "کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے" +

سقراط - "اور یہ مٹی تمہاری جوتیوں سے بھی چمٹ جاتی ہے - اور تمہارے ساتھ گھروں میں آتی ہے" +

زمیندار - "کیا عرض کریں - یہ بھی کبھی کبھی ہوتا ہے" +

سقراط - "جس وقت تمہاری عورتیں چکّی پیستی ہیں -

اس وقت یہ مٹی آٹے میں مل جاتی ہے"؟

یندار۔ "جی ہاں" ٭

قراط۔ "پھر جب تمہاری عورتیں کھانا پکاتی ہیں۔ تو اس میں بھی داخل ہوتی ہے" ٭

یندار۔ "جی ہاں" ٭

قراط۔ "اور جب کنوؤں سے پانی نکالتے ہیں۔ تو اس میں بھی پڑ جاتی ہے" ٭

یندار۔ "بے شک" ٭

قراط۔ "اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ہمیشہ گاؤں کا کوڑا اور غلاظت کسی قدر کھاتے رہتے ہو" ٭

ندار۔ "معلوم تو یہ ہی ہوتا ہے" ٭

قراط۔ "اور یہ ہی کوڑا اور غلاظت پانی میں بھی پیتے ہو" ٭

ندار۔ "بظاہر تو یہ ہی صورت ہے" ٭

قراط۔ اور جب سانس لیتے ہو۔ تو یہ غلاظت تمہارے جسم میں داخل ہوتی ہے" ٭

ندار۔ "اور نہیں تو کیا" ٭

قراط۔ تو بات یہ ہے کہ ہر روز غذا جو تم کھاتے ہو۔ پانی جو تم پیتے اور ہوا جس میں سانس لیتے ہو۔ تمہیں ناپاک کر رہے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو چماروں کا ناحق فکر کرتے ہو۔ بجائے اس کے کہ ذات کی

ڈھنڈورا پیٹنے والے اور چماروں کو ناپاک کہو کیا مناسب نہ ہوگا کہ گاؤں کے کوڑے کرکٹ اور نجاست کے لئے گہرے گڑھے کھدواؤ۔ اور ان سے تینوں کا کام لو اور تاکید کرو کہ بچے۔عورتیں اور مرد سوائے ان کے اور کہیں رفع حاجت کے لئے نہ جائیں۔ تاکہ تمہاری غلیظ اور بیڈھنگی عادتوں سے تمام گاؤں نجس نہ ہو جائے"۔

نمبردار۔"جہاں تک ہم سے ہو سکے گا ۔ ہم ضرور کوشش کرینگے ۔لیکن ایسی رسوم کی جو سالہا سال سے چلی آتی ہیں ۔بیخ کنی بہت مشکل ہے ۔

قطعہ

اے زمیندارو تمہیں مہتر سے ہے نفرت بڑی
ذات ہے اونچی تمہاری اور ہے عزت بڑی
یہ تمہارے گھر میں جو بچہ جنانے آئی ہے
سچ ہے وہ بھنگن نہیں ہے پر چماری دائی ہے
ہاتھ زچہ کو چماری کیا لگائے گی نہیں
گودیوں کیا آپکا بچہ اٹھائے گی نہیں
گائے گابھن ہو تو جاتے ہو سیانوں کے لئے
ہے مگر جاہل چماری ننھی جانوں کے لئے
گاؤں کی سڑکوں پہ تم پاخانہ پھرتے ہو تمام
سوکھ کر اُڑتی ہوا میں ہے نجاست ! رام رام
بہ کے بارش میں یہ سیدھی جاتی ہے تالاب میں
اور ملتی ہے یہ کھانے پینے کے اسباب میں
گاؤں کے باہر زمیندارو گڑھے کھُدواؤ تم
اور نجاست اور گوبر اس میں بھر ڈلواؤ تم
کام ٹٹی کا تمہیں دیں یہ گڑھے کیا بات ہے
اور کوڑا ان گڑھوں کا قیمتی ہے کھات ہے

(مترجم)

عورتیں کوئیں سے پانی لا رہی ہیں۔

زیور اور عورت کی مناسب عزت

گاؤں کے چودھری یکجا بیٹھے ہوئے سقراط سے باتیں کر رہے تھے۔ کہ دو عورتیں وہاں سے گذریں۔ ایک کے سر پر پانی کی مٹکیاں تھیں۔ اور دوسری کے سر پر مویشیوں کا چارہ۔ دونوں نے بہت سا زیور پہنا ہوا تھا۔ زیور زیادہ تر چاندی کا تھا۔ مگر کوئی کوئی اس میں سونے کا بھی تھا +

سقراط۔ "دوستو میں اس زیور کے سوال پر تم سے بحث کرنا چاہتا ہوں۔ یہ معاملہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اور میری عقل چکرا رہی ہے" +

زمیندار۔ "بھلا حکیم صاحب اس میں کونسی شکل ہے۔ جو آپ کی سمجھ میں نہیں آتی" +

سقراط۔ "میں پوچھتا ہوں تمہاری عورتیں زیور کیوں پہنتی ہیں" +

زمیندار۔ "واہ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ ہم سب تھوڑا بہت گہنا ضرور پہنتے ہیں۔ ہم بھی پہنتے ہیں۔ ہمارے بچے بھی پہنتے ہیں۔ خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اور عورتیں کثرت سے گہنے استعمال کرتی ہیں" +

سقراط۔ "یہ تو میں نے سن لیا مگر میں پوچھتا ہوں۔ کیوں"؟

زمیندار۔" کئی وجوہات سے۔ ہمارے خیال میں ایک
تو یہ ہمارا رواج ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ
اس سے ہم اچھے لگتے ہیں۔ اور ہم اور ہماری
عورتیں اسے پسند کرتی ہیں" +
بقراط۔ اچھا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ رسم ہے۔
اور اگر تم اس رسم کی پیروی نہ کرو۔ تو لوگ
تمہیں بُرا کہیں گے۔ لیکن میری رائے میں
ہر بات صرف اس وجہ سے درست نہیں ہو
سکتی کہ وہ رسم ہے" +
زمیندار۔" کیوں نہیں" ؟
بقراط۔" اگر بعض زمیندار، چوری کو رسم قرار دیں۔
تو کیا تم اسے اچھا کہو گے"؟
زمیندار "نہیں ہرگز نہیں" +
بقراط۔" تو پھر رسم صرف اس وجہ سے کہ وہ رسم
ہے۔ اچھی نہیں سمجھی جا سکتی" +
زمیندار۔" ہاں ہمارا بھی یہی خیال ہے +
بقراط۔" تو پھر رسم کو چھوڑ کر زیور کے فائدے
تمہیں اور طرح ثابت کرنے چاہئیں" +
زمیندار۔" تو پھر یہ سمجھئے کہ ہم زیور خوبصورتی
کے لئے پہنتے ہیں" +
بقراط۔" مگر یہ عورتیں تو بہت میلی تھیں۔ اور
ان کے کپڑے بہت پرانے اور گندے
تھے۔ اور یہ لڑکے جو وہاں کھیل رہے ہیں۔

اور جن کے ہاتھوں میں چوڑیاں اور پاؤں میں کڑیاں ہیں - اس قدر میلے کچیلے ہیں - جیسے کبھی پانی دیکھا ہی نہیں - اور پھر ان کے تن پر کپڑے کیا ہیں - چیتھڑے لٹک رہے ہیں"+

زمیندار۔"خیر بہر حال زیور پہن کر وہ اچھے لگتے ہیں"+

سقراط۔ واقعی یہ عجیب بات ہے - کہ باوجودیکہ نہانے اور صاف رہنے میں کچھ خرچ نہیں ہوتا اور کپڑے بہت کم قیمت پر بن سکتے ہیں - تم اس بات کو جائز سمجھتے ہو کہ تم اور تمہاری عورتیں میلی رہیں - اور دھجیاں لٹکائے پھریں - اور اس میلے پن اور کاہلی کی تلافی بیش قیمت زیورات سے کرتے ہو"+

زمیندار۔"زیور سے انسان خوبصورت بن جاتا ہے"+

سقراط۔ (خفا ہو کر اور چیخ کر)"خدا نے انہیں خوبصورت بنایا ہے اور تم غلاظت اور چیتھڑوں سے ان کی خوبصورتی بگاڑتے ہو اور بدصورتی کو زیور سے چھپانا چاہتے ہو"+

زمیندار۔"حضور آپ ہمیں شرمندہ کر رہے ہیں"+

سقراط۔"خدا نے تمہارے کان میں ایک سوراخ بنایا ہے - تاکہ تم اس سے سنو - اور عقل

سیکھو اور تم کان میں دوسرا سوراخ کرکے
اس میں زیور لٹکاتے ہو۔ اور جو عقل تم خدا
کے دیئے ہوئے سوراخ سے سیکھتے ہو۔ وہ
تمہارے اپنے بنائے سوراخ سے زایل ہو
جاتی ہے"+
بندار "حضور ہماری ہنسی نہ اُڑائیے۔ ہم ترقی
کرنے کی کوشش کریں گے"+
قراط "پھر جتنا زیادہ تم یہ کمبخت زیور استعمال
کرو۔ اتنا ہی یہ زیادہ گھستا ہے"+
بندار۔ بیشک زیادہ گھستا ہے +
قراط۔ اور عورتوں کا دستور ہے۔ وہ ایک
دوسرے کا زیور دیکھ کر رشک کرتی ہیں۔ اور
اپنے مردوں کو دق کرتی ہیں کہ ہمیں اور
بنوا دو۔ اور بنوا دو"+
ندار۔" یہ ہی کچھ ہوتا ہے +
راط۔" پھر جتنا کم زیور پہنا جائے۔ اتنا ہی
اچھا ہے"+
ندار۔" مناسب تو یہ ہی ہے"+
راط۔" تو پھر تمام بیوقوفیوں میں سے جو ہم
روز کرتے ہیں سب سے بڑھ کر بیوقوفی یہ
ہے کہ چمکدار زیور میلے کچیلے روزمرہ کے
کپڑوں کے ساتھ پہنا جائے۔ یا گھر اور
کھیت میں کام کرنے کے وقت پہنا جائے۔

عقل کی بات تو یہ ہے۔ کہ تم اپنے زیور میلوں اور جلسوں اور شادی بیاہ کے موقعوں پر استعمال کرو۔ اور صرف اس وقت پہنو۔ جب نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے بدلو"+

زمیندار۔ "بیشک یہ بہت مناسب بات ہے"+

سقراط۔ "اور پھر ایسی صورت میں گہنے بہت اچھے لگیں گے"+

زمیندار۔ "لیکن ہماری عورتیں نہیں مانتیں۔ اور ضد کرکے مانگتی ہیں"+

سقراط۔ "لیکن اگر وہ ضد کریں کہ ہمیں زہر لا دو تو کیا تم اُن کا کہنا مانو گے؟

زمیندار۔ "ہرگز نہیں کہاں زیور کہاں زہر"+

سقراط۔ "تو پھر بھی تم زیور اتنا ہی پسند کرتے ہو۔ جتنا کہ تمہاری عورتیں"+

زمیندار۔ "اگر یہاں تک نوبت پہنچے۔ تو ہاں کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمیں اس سے انکار نہیں ہو سکتا"+

سقراط۔ "تو پھر اس خوفناک نقصان کی ذمہ وار عورتوں کو نہ بناؤ"+

زمیندار۔ "زیور بنا کر نقصان نہیں ہوتا۔ زیور موجود رہتا ہے۔ اور ایک قیمتی چیز ہے"+

سقراط۔ بھلا یہ بتاؤ کہ اگر تم سو روپے کا زیور بنواؤ۔ اور بوقت ضرورت اُسے بیچ دو۔

تو سو کی جگہ کیا ملتا ہے"؟
زمیندار۔" اگر سنار ایماندار ہے تو سو کے اسّی روپے کہیں نہیں گئے۔ ورنہ سو کا مال ستر یا ساٹھ کو بکتا ہے"۔
سقراط۔" پھر دس سال میں گھس گھسا کر سو کے بیس روپے رہ جاتے ہیں"؟
زمیندار۔" جی ہاں"۔
سقراط۔" اور اگر چور یہاں آ گئے۔ تو ایک ہی رات میں غائب سمجھو"۔
زمیندار۔" یہ بھی سچ ہے"۔
سقراط۔ اگر تمہارے گھر میں زیادہ زیور ہے۔ تو پھر چوروں کے ڈر سے تمہیں نیند نہیں آتی۔ چوروں کے خوف سے تم اپنے گھر میں کھڑکیاں نہیں رکھتے۔ اور اپنی صحت خراب کر لیتے ہو۔ زیور اچھی بیش قیمت چیز ہے۔ فرض کرو کہ بجائے سو روپے کا زیور بنوانے کے تم یہ رقم زمیندارہ بنک میں جمع کر دو تو سو کے دس سال میں کتنے ہو جائیں گے"۔
زمیندار۔" دس سال میں دو سو کے قریب ہو جائیں گے"۔
سقراط۔" پھر فرمائیے کہ زیور کس طرح قیمتی چیز ہے"۔
زمیندار۔" سچ ہے ہم رسم و رواج کے غلام ہیں"۔

تو سو کی جگہ کیا ملتا ہے"؟
بندار۔" اگر سنار ایماندار ہے تو سو کے اسّی
روپے کہیں نہیں گئے۔ ورنہ سو کا مال ستّر یا
ساٹھ کو بکتا ہے"۔
قراط۔" پھر دس سال میں گھس گھسا کر سو کے
بیس روپے رہ جاتے ہیں"؟
یندار۔" جی ہاں"۔
قراط۔" اور اگر چور یہاں آ گئے۔ تو ایک
ہی رات میں غائب سمجھو"۔
بندار۔" یہ بھی سچ ہے"۔
قراط۔ اگر تمہارے گھر میں زیادہ زیور ہے۔
تو پھر چوروں کے ڈر سے تمہیں نیند نہیں
آتی۔ چوروں کے خوف سے تم اپنے گھر میں
کھڑکیاں نہیں رکھتے۔ اور اپنی صحت خراب
کر لیتے ہو۔ زیور اچھی بیش قیمت چیز ہے۔
فرض کرو کہ بجائے سو روپے کا زیور بنوانے
کے تم یہ رقم زمیندارہ بنک میں جمع کر دو
تو سو کے دس سال میں کتنے ہو جائیں گے"۔
بندار۔" دس سال میں دو سو کے قریب ہو
جائیں گے"۔
قراط۔" پھر فرمایئے کہ زیور کس طرح قیمتی
چیز ہے"۔
یندار۔" سچ ہے ہم رسم و رواج کے غلام ہیں"۔

سقراط۔ "فرض کرو کہ تمہارے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اور تمہاری بیوی زیور مانگتی ہے۔ اس صورت میں تم کیا کروگے"۔

زمیندار۔ "قرضہ لیں گے"۔

سقراط۔ یعنی "قرضہ تو دن بدن بڑھیگا اور زیور گھٹیگا"۔

زمیندار۔ "ہاں ہوگا تو یہ ہی"۔

سقراط۔ "اے نادان زمیندارو اس سے بڑھ کر اور کونسی خرابی ہو سکتی ہے۔ تمہیں کب عقل آئے گی"؟

زمیندار۔ "حضور ہم کیا کریں۔ ہماری عورتوں اور بچوں کو اس کے بغیر چین نہیں آتا"۔

سقراط۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ ہم سب خوبصورتی پسند ہیں۔ اور ہم سب کی یہ تمنا ہے کہ ہمیں آرام اور راحت نصیب ہو۔ اور یہ اس پاک روح کا حصہ ہے جو ہم میں ہے"۔

زمیندار۔ "آپ نے گویا ہمارے دل کی بات کہی ہے"۔

سقراط۔ "کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ زیور سے تمہاری یہ آرزو بر آئیگی"۔

زمیندار۔ "دیہات میں ہم اور کیا کر سکتے ہیں"؟

اس موقعہ پر وہاں سے ایک گھوڑی گذری۔ اس کا بچھیرا اُس کے ساتھ جا رہا تھا اور اچھل

رو رہا تھا +

سقراط ۔"دیکھو گھوڑی اور اس کا بچھیرا کتنے خوبصورت اور خوش ہیں ۔ اور یہ بات انہیں زیور کے بغیر نصیب ہے ۔ لطف یہ ہے کہ انسان حیوانوں سے اشرف کہلاتا ہے" +

زمیندار ۔ اشرف تو کہلاتا ہے مگر ہمیں تمہارے سوالات سن کر کچھ شک سا ہو گیا ہے" +

سقراط ۔"تو پھر مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارے بچے ہمیشہ خوش نہیں رہتے" +

زمیندار ۔" بچے کھیلتے بھی خوب ہیں مگر روتے بھی بہت ہیں" +

سقراط ۔"بھلا جس گھر میں غلاظت ۔ بیماری درد اور دکھ ہو وہاں خوشی کا کس طرح گذر ہو سکتا ہے ! پھر کیا وجہ ہے کہ حیوان تو خوش اور خوبصورت ہیں ۔ اور تمہاری عورتیں اور بچے خوشی سے اکثر محروم" +

زمیندار ۔" اب ہم کیا بتائیں" ؟

سقراط ۔"میں بتاؤں" +

زمیندار ۔" بڑی مہربانی" +

سقراط ۔ پہلی وجہ تو یہ ہے ۔ کہ حیوان صاف ہیں ۔ صفائی سے تندرستی اور تندرستی سے خوشی نصیب ہوتی ہے ۔ حیوان کھلی ہوا میں رہتے ہیں ۔ اور کیا مجال کہ وہ اور اُن کے بچے

صاف ستھرے نہ رہیں - اور تمہارا یہ حال ہے
کہ تم غلیظ دیہات میں رہتے ہو - جہاں ہر قسم
کی نجاست - کوڑے اور گوبر وغیرہ کے ڈھیر
لگے ہوتے ہیں - اور یہ نجاست سڑ کر اور
سوکھ کر ہوا میں اُڑتی ہے - اور تمہاری خوراک
اور پینے کے پانی میں داخل ہوتی ہے - اور
سانس کے ساتھ تمہارے پھیپھڑوں میں جاتی
ہے - اس نجاست پر مکھیاں بھنکتی ہیں - اور
اس پر سے اڑ کر تمہاری کھانے پینے کی اشیا
اور تمہارے بچوں کی آنکھوں اور ہونٹوں پر
آتی ہیں - تمہاری رہائش اندھیرے گھروں میں
ہے - جہاں ہوا اور روشنی کا گذر نہیں ہو
سکتا - تمہاری عورتیں نہ تو خود نہاتی ہیں - نہ
اپنے بچوں کو نہلاتی ہیں - تمہاری حالت کمزور
ہو جاتی ہے - اور تم ہر قسم کی بیماری کا شکار
ہو جاتے ہو - تم کو چاہیئے کہ صاف رہو -
اپنے بچوں کو صاف رکھو - اپنا لباس دھویا
کرو - مکان بناؤ - تو اس میں کھڑکیاں رکھو -
دیہات میں صفائی کا انتظام کرو - اور صحت
آور طرز رہائش اختیار کرو پھر تمہاری عورتیں
اور بچے صاف اور تندرست رہیں گے - اور
صفائی اور تندرستی سے خوش بھی +

زمیندار - حضور یہ تو مشکل تجویز ہے - ہم یہ

تمام کام نہیں کر سکتے +
سقراط ۔" جو کچھ میں نے تمہیں کہا ہے اگر وہ کر دگے تو کیا اس پر تمہارا روپیہ خرچ ہوگا"
زمیندار :" نہیں ۔ خرچ تو کچھ نہیں ہوگا" +
سقراط ۔" بس تو تم میں ہمت اور قوت کی کسر ہے" +
زمیندار ۔" آپ کہہ تو سچ رہے ہیں" +
سقراط ۔ یہ علاج جو میں نے تم کو بتایا ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا خرچ کم ہو جائیگا ۔ تم کچھ جمع کر سکو گے ۔ اور اس بدبخت زیور کی بھی چنداں ضرورت نہ ہوگی ۔ اگر تم میری نصیحت پر عمل کر دگے +
زمیندار ۔" یہ ہی بات ہے حضور" +
سقراط ۔" بیشک تندرست اور صاف عورتیں اور بچے جو بن گھنے ہیں ۔ غلیظ عورتوں اور بچوں سے خواہ وہ زیور سے لدے ہوئے ہوں بہتر ہونگے" +
زمیندار ۔" بے شک ہوں گے" +
سقراط ۔ تو کیوں نہ پھر جو روپیہ تم اس طرح بچاؤ اس سے کچھ تعلیم کا انتظام کرو ۔ بیماری میں ان کے لیے کونین اور دوائیاں خریدو ۔ اور برسات میں مچھردانیوں کا انتظام کرو" +

زمیندار ۔"جناب سقراط عقل کی بات تو یہ ہی ہے۔
لیکن ہماری عورتیں کبھی گہنے سے سیر نہ ہونگی ۔
وہ تو ہمیشہ زیور ہی زیور پکارا کریں گی"+
سقراط ۔میں کٹ ملاں نہیں ہوں ۔ یہ میں کبھی
نہیں کہوں گا ۔ کہ اُنہیں گہنا دو ہی نہیں ۔ دو
مگر مناسب مقدار میں دو اور اس وقت دو ۔
جبکہ تمہیں قرض اُٹھانا نہ پڑے"+
زمیندار ۔" یہ اُنہیں منظور نہ ہوگا ۔ نہ اس طرح اُن
کی تسلی ہوگی"+
سقراط ۔" وہ کیوں "+
زمیندار ۔ بات یہ ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں
اکثر سُکھی نہیں ہیں ۔ انہیں کوئی حقوق حاصل
نہیں ہیں ۔ اور ان کا خیال ہے ۔کہ اگر اُن
کے پاس بہت سا زیور ہوگا ۔تو اُن کے خاوند
اُن کی عزت کریں گے ۔ اُن کے ساتھ اچھا
سلوک کرینگے ۔ اور اُن کو اس بات کا ڈر رہیگا
کہ کہیں زیور لے کر چمپت نہ ہو جائیں ۔
اس کے علاوہ اگر خدا نے انہیں بیوہ کر
دیا ۔تو حالت بیوگی میں رانڈ کو زیور بڑی
تسلی کا باعث ہوگا"+
سقراط ۔"گویا عورت کی جائداد صرف اُس کا زیور
ہی زیور ہے اور کچھ نہیں"+
زمیندار ۔"جی ہاں"+

سقراط۔"اس لئے وہ چاہتی ہیں۔ کہ جس قدر نکال
سکیں نکال لیں۔ اور اسی وجہ سے تم لوگوں
کو ہمیشہ ستاتی رہتی ہیں اور ہر وقت زیور کا
تقاضا جاری رہتا ہے"+

زمیندار۔"یہ ہی بات ہے"+

سقراط۔ یعنے اُن کا زیور خاوند کی نیک چلنی
کی ایک قسم کی ضمانت ہے"+

زمیندار۔"جناب سقراط ہم پر اس قدر سختی نہ
فرمائیں۔ آج تو آپ ہماری بڑی گت بنا
رہے ہیں"+

سقراط۔"پھر تم اپنی عورتوں کی چنداں عزت
نہیں کرتے"+

زمیندار۔"ہم تو نہیں کرتے۔ مگر وہ کرتی ہیں۔

سقراط۔"گویا عورتوں کی تمہاری نگاہوں میں
چنداں وقعت نہیں ہے"+

زمیندار۔"البتہ"+

سقراط۔ تم عورتوں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔
تمہارے بچے ان کے پیٹ سے نکلے۔ اور
تمہاری بیٹیاں تمہارے نواسوں اور پوتوں
کی مائیں ہونگی"+

زمیندار۔"بے شک"

سقراط۔ تمہاری عورتیں تمہارا ہی گوشت اور
خون میں"+

زمیندار۔ "جی ہاں"+
سقراط۔ "پھر اگر عورتیں عزت کی مستحق نہیں ہیں تو تم تمہارے بچے اور ان کی اولاد بھی عزت کے قابل نہیں ہو سکتے"+
زمیندار۔ "ہونا تو یہ ہی چاہئے"+
سقراط۔ "تمہیں اپنی اولاد سے محبت ہے"؟
زمیندار۔ "دل و جان سے"+
سقراط۔ "اولاد سے تو محبت ہے۔ اور اس سے جس سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اور جو انہیں دودھ پلاتی ہے۔ ان کی تربیت کرتی ہے۔ اور زندگی کے ضروری حصہ ہیں ان کی خبرگیری اور پرورش کرتی ہے۔ تمہیں نفرت ہے۔ اور اس سے بدسلوکی کرتے ہو۔ تمہارا یہ کام صحیح دماغ انسان کا کام نہیں ہے۔ بلکہ کسی مورکھ کا کام ہے۔ ایمان کی بات تو یہ ہے۔ کہ عورتیں تم سے بھی زیادہ عزت کے قابل ہیں۔ کیونکہ بچے اُن سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اُن کی پرورش کرتی ہیں۔ گھر چلاتی ہیں۔ اور بقائے نسل کی ذمہ دار ہیں"+
زمیندار۔ "آپ بجا فرما رہے ہیں"+
سقراط۔ "عورتیں تمہاری حصہ دار اور شریک کار ہیں"+
زمیندار۔ "بے شک ہیں"+

سقراط - "پھر اگر تم ان سے اچھا سلوک کرو۔ اور ان کی وہ عزت کرو جس کی وہ مستحق ہیں۔ اور ان کو تعلیم دو تاکہ وہ بہترین طرز پر بچوں کی پرورش اور تربیت کر سکیں۔ تو شاید وہ تم سے کبھی اتنا تقاضا زیور کا نہ کریں۔ بلکہ اپنے یہاں تندرست اور خوبصورت بچوں اور پر امن و آرام گھر کو غنیمت سمجھیں" +

زمیندار - "جو آپ فرما رہے ہیں۔ وہ بالکل درست ہے" +

سقراط - "کیا خدا نے صرف بچوں اور چھوٹے حیوان کو ہی خوبصورت بنایا ہے" +

زمیندار - "نہیں یہ بات نہیں ہے۔ خدا نے پھول بھی بنائے ہیں" +

سقراط - "تو ضرور تمہارے گھروں میں بہت سے پھول ہونگے۔ اور چونکہ تم سب خوبصورت چیزوں پر فدا ہو تم قرضہ اٹھا کر بھی انہیں مہیا کرتے ہوگے؟

زمیندار - (ہنس کر) نہیں جناب ہم پھول استعمال نہیں کرتے +

سقراط - "تو پھر در حقیقت تمہیں خوبصورت چیزوں سے الفت نہیں ہے" +

زمیندار - الفت تو ہے - لیکن ہمیں فرصت نہیں۔ کہ پھول لگائیں - اور نہ ہمیں پھول لگانے

آتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے بیج کہاں ملتے ہیں"؟

سقراط۔"کیوں نہیں تمہاری بیویاں اور گھر والیاں پھول لگانا سیکھتیں۔بے شک ہر بیوی کو اس قدر فرصت ہے کہ پھول لگا کر اپنا گھر خوبصورت بنا دے۔ نیک بیوی ہمیشہ اپنا گھر آراستہ کرنے کی فرصت نکال لیا کرتی ہے۔ میں یہ بھی جتا دینا چاہتا ہوں۔کہ اگر اب بھی وہ زیور کا تقاضا کریں۔ تو وہ بیس بنانا۔ زر دوزی۔کاڑھنا۔کشیدہ اور پھول لگانا سیکھیں۔ اور بچپن میں سیکھیں۔ اور ایک دوسرے سے ان کاموں میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ یہ کام زیور پر روپیہ ضائع کرنے سے بہتر ہیں۔ اگر وہ ایسا کرینگی۔ تو اُن میں سے جو سب سے زیادہ قابل ہوگی۔ وہ بڑی دانا عورت سمجھی جائیگی۔ اور اس کا خاوند کبھی سنار سے بہت زیورات نہ بنوائیگا"۔

زمیندار۔"جناب سقراط صاحب ہم کوشش کرینگے۔ کہ ایسا ہو۔

سقراط۔خلاصہ مطلب یہ ہے۔کہ تم اپنی عورتوں کو تعلیم دو۔ ان کو شریک رنج و راحت سمجھو۔ ان کی عزت کرو۔ گھر کو خوبصورت بنانے

اور آراستہ کرنے اور بچوں کو صاف ستھرا اور
خوش رکھنے میں ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ انہیں دستکاری
سکھاؤ تاکہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو
خوبصورت بنائیں۔ اور اپنے گھروں میں پھول
لگا سکیں۔ تمہیں لازم ہے۔ کہ تم اپنے دیہات
کو صاف رکھو۔ اور انہیں قابل رہائش بناؤ۔
ایسی حالت میں تمہیں گہنے کی ضرورت نہ ہوگی
اور زاید روپے تم بنک میں جمع کر سکو گے۔
جو ہر سال بڑھتے جائیں گے۔ جبکہ زیور کا یہ
حال ہے کہ ہر سال گھس گھس کر گھٹتا ہے۔
اور تمہارا قرضہ بڑھتا ہے۔ اس طرح بڑی
بات یہ ہوگی۔ کہ تمہاری اور تمہارے کنبہ
کی زندگی بڑے چین اور آرام سے بسر ہوگی +
زمیندار۔ حضور آپ کی نصیحت بہت معقول ہے۔
اور ہم اس پر کاربند ہونے کی کوشش
کریں گے۔ لیکن اس کے لئے عرصہ چاہئے۔
کہیں کئی سال کے بعد بڑی مشکل سے
یہ باتیں ہو سکیں گی +

نظم

(۱) زیور پہ مال و زر نہیں واجب اُجاڑنا
وحشت ہے اس کے واسطے کانوں کو پھاڑنا

(۲) منہ دھونے یا نہانے میں جب ان کو عار ہے
کب عورتوں کا چیتھڑوں میں زیور سنگھار ہے

(۳) گھس گھس کے روز گھٹتا ہے ہوتا خراب ہے
اور ڈاکوؤں سے اس کا بچانا عذاب ہے

(۴) زیور بناؤ سو کا جو بیچو ہے ساٹھ کا
کب تک چڑھیگا دیگچہ چولھے پہ کاٹھ کا

(۵) نقدی کو کیوں نہ بنک کی صورت دکھاؤ تم
دو چند سال دس میں پھر اس کو بناؤ تم

(۶) اگر مرد ہو تو مردوں کے جوہر دکھاؤ تم
اور عورتوں کی عزت و حرمت بڑھاؤ تم

(۷) گھر والیاں یہ بچوں کی مائیں ہیں لاکلام
اور پھر بقائے نسل کی ضامن ہیں یہ تمام

(مترجم)

پانی۔ جلانے کی لکڑی اور کھاد

سقراط کا گذر ایک گاؤں میں ہوا اور اُس نے دیکھا کہ اُپلوں کے ڈھیر لگے ہیں۔ عورتیں گوبر تھاپ رہی ہیں۔ مرد چار پائیوں پر بیٹھے ہوئے حقہ پی رہے ہیں۔ ہر چیز میلی اور بے پرواہی کی حالت میں پڑی ہے۔ اور چاروں طرف پرلے درجہ کی غریبی اور افلاس کے نشان ہیں +

سقراط:۔ "سلام۔ دوستو کہو کیا حال ہے"+

زمیندار:۔ "کچھ نہ پوچھو۔ ہماری اراضی بودی ہے۔ جہاں کہیں برائے نام فصل ہے۔ وہ سور اور چوہے کھا رہے ہیں۔ بارش نہیں ہوئی۔ کھیت سوکھے جا رہے ہیں۔ موسمی بخار کی وجہ سے ہم ابھی تک کمزور ہیں۔ مویشی کے لئے چارہ نہیں ہے۔ اور ہم خود بھوکے مر رہے ہیں۔ صورت دیکھ لو حال کیا پوچھتے ہو"+

اتنے میں ایک بگولہ آیا اور اُس کے ساتھ نجاست اور گرد سقراط اور زمینداروں کے چہروں پر جو وہاں بیٹھے تھے آ پڑی۔ زمینداروں نے تو بظاہر اس کی چنداں پروا نہ کی۔ لیکن سقراط کھانسنے لگا اور اس کی آنکھوں میں کھٹک اور درد ہونے لگا"+

سقراط۔ "یہ تو بڑی خرابی کی بات ہے"۔
زمیندار۔ "نہیں کچھ نہیں۔ ایسا تو ہر روز جب ہوا چلتی ہے ہوتا ہے۔ اس قسم کی باتوں کے ہم عادی ہیں"۔
سقراط۔ تو بھائی پھر تم شکایت کیوں کرتے ہو کہ تمہاری زمین بودی ہے۔ اگر یہ تمام کوڑا گڑھوں میں ڈالا جاتا۔ اور جب سڑ جاتا تو کھاد کے طور پر کھیتوں میں پڑتا۔ تو فوراً تمہارے کھیت زرخیز ہو جاتے"۔
زمیندار۔ "ہمیں فرصت کہاں ہے کہ یہ کام کریں۔ ہم غریب آدمی ہیں۔ اور اتنا مقدور نہیں ہے۔ کہ اپنے گاؤں میں صفائی رکھیں۔ یہ باتیں تو صرف امیروں کے لئے ہیں"۔
سقراط۔ "مگر تمہیں یہ بھی معلوم ہے۔ کہ اگر دیہات غلیظ رکھے جائیں تو غریبی آتی ہے۔ وہ چیز جس سے تمہارا گاؤں غلیظ ہوتا ہے۔ کھیت کے لئے سرسبزی کا باعث ہے۔ پھر تم دولتمند کیوں نہیں ہو؟ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ تم کیوں مالدار نہیں ہو۔ جب میں اس گاؤں میں آیا تو میں نے درجنوں درخت زمین پر پڑے سڑنے گلنے دیکھے۔ صرف دولتمندوں کو یہ مقدور ہے۔ کہ وہ اپنے جلانے کی لکڑی کو جو مفت ملتی ہے بے پرواہی سے ضائع

کر دیں"+

بندار۔"یہاں کوئی منڈی نہیں ہے۔ کہ فروخت
ہو سکے۔ لکڑی ہمارے کس کام کی ہے"؟

سقراط۔"اسے جلا کر کھانا پکاؤ اور دودھ گرم کرو"+

بندار۔"جی نہیں۔ اس مطلب کے لئے ہم اوپلے
استعمال کرتے ہیں"+

"سقراط قہقہہ مار کر ہنسا"+

بندار۔"آپ ہنسے کیوں"+

سقراط۔ہنسوں نہیں تو اور کیا کروں۔تم لوگ ہو
ہی ہنسنے کے قابل۔تم کہتے ہو کہ ہم غریب
ہیں ہماری زمین سے کچھ پیدا نہیں ہوتا اور
پھر گوبر جلاتے ہو۔ تمہیں یہ خبر نہیں۔کہ
گوبر کھات کی شکل میں جلانے کی لکڑی سے
دہ چند قیمتی ہے۔ تم گوبر ضائع کر رہے ہو۔
اور دیمک تمہارے خشک درختوں کو چٹ
کر رہی ہے۔یہ غریبوں کا تو کام نہیں ہے۔
کہ دیمک کی دعوت کریں۔ اس اُپلوں کے
ڈھیر کی کیا قیمت ہوگی"+

بندار۔"ہوگا تخمیناً پانچ روپے کا"+

سقراط۔"اور اس کا کھات کتنے کا ہوگا"+

بندار۔ اس قدر کھات کی قیمت دس من گیہوں
اور اسی قدر بھوسہ ہوگی"+

سقراط۔کیوں نہیں کہتے تخمیناً پچاس روپے"+

زمیندار۔"ہاں اس سے کم نہیں ہو سکتی"+
سقراط۔ یہ ہی وجہ ہے۔کہ تمہاری زمین کیوں ناقص ہے۔اور تم کس لئے غریب اور نادار ہو۔اس اُپلوں کے ڈھیر تیار کرنے میں تمہاری گھروالی کا کتنا وقت صرف ہوتا ہے"؟
زمیندار۔"قریباً تین مہینے"+
سقراط۔ تو اس ذلت اور گندے کام کرنے کی اجرت تین ماہ کے لئے صرف پانچ روپے ہوئی۔ جب درزی سے تم قمیض سلاتے ہو۔تو اُسے کیا مزدوری دیتے ہو"+
زمیندار۔"چار آنہ سے لے کر چھ آنہ تک"+
سقراط۔ کتنے عرصہ میں درزی قمیض سی لیتا ہے؟
زمیندار۔"دو گھنٹے میں"+
سقراط۔ اور تمہاری گھروالی چار آنہ کے اُپلے کتنے دن میں تیار کرتی ہے+
زمیندار۔"تقریباً ایک ہفتہ میں"+
سقراط۔"پھر تمہاری بیوی کے لئے گوبر تھاپنا اچھا کہ قمیض سینا"+
زمیندار۔"میری گھر والی سینا نہیں جانتی"+
سقراط۔"سینا پرونا کیسے آئے وہ تو پیدائش سے دانا دلنے چکی پیسنے اور گوبر تھاپنے پر لگی رہی ہے! یہ تو فرمائیے کہ کپڑا سینا عزت کا کام ہے۔ کہ گوبر تھاپنا"+

بیندار۔ "کپڑے سینا بیشک عزت کا کام ہے"+
سقراط۔ پھر لطف یہ ہے کہ معزز کام درزی
کرتا ہے جو کمیں ہے اور گوبر تمہاری
گھر والیاں تھاپتی ہیں جنہیں تم اونچی ذات
کی سمجھتے ہو"+
بیندار۔ "بات تو یہ ہی ہے"+
سقراط۔ "تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا۔ کہ درزی
گوبر تھاپے اور تمہاری گھر والیاں کپڑے
سئیں"+
بیندار۔ "مناسب تو ہے مگر درزی کو کب یہ
گوارا ہوگا۔ کہ وہ اُپلے تھاپے۔ وہ تو کبھی
یہ نہ کریگا"+
قراط۔ میرا بھی تو یہ ہی خیال ہے کہ وہ ہرگز
نہیں تھاپیگا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ نہ
تھاپے۔ یہ اُپلے ہی تمہاری غریبی اور ناداری
کا سبب ہیں"+
بیندار۔ "اگر یہ نہ ہوں تو دودھ کو کس طرح
جوش دیا جائے۔ اور کھانا کیسے پکے+
قراط۔ "یہ سینکڑوں من خشک درخت جو گاؤں
سے باہر پڑے سڑ گل رہے ہیں۔ اور یہ
تمہاری فصل کی ردّی کپاس۔ ارہر۔ تل۔
سرسوں کے خشک ڈنٹھل اور خشک گھاس
کس مرض کی دوا ہیں"؟

زمیندار۔ "ایسے آگ تو جل سکتی ہے۔ لیکن اس صورت میں ہماری عورتوں کو جب وہ چولہے پر دودھ کڑھنے کو چڑھائینگی۔ تو اس کے پاس بیٹھنا پڑے گا"۔

سقراط۔ اور کیوں نہ بیٹھیں۔ وہی وقت جو اُپلے بنانے میں لگتا ہے۔ دودھ کی خبرگیری میں صرف ہوگا۔ ساتھ ادھر دودھ کا خیال رکھینگی۔ اور اُدھر تمہارے بچوں کی اور اپنی قمیضیں سیتی رہیں گی۔ اور تمہیں آئندہ درزی کو سلائی نہ دینی پڑیگی۔ پلول کی نمائش میں مَیں نے "سیپی ٹریٹر" استعمال ہوتا دیکھا تھا۔ اس سے نہ صرف زیادہ اور ستھرا گھی نکلا۔ بلکہ لکڑی بہت کم خرچ ہوئی۔ لکڑی کے معمولی خرچ سے پانچ حصہ کم خرچ ہؤا۔ لیکن تم نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ تمہارے گاؤں میں مال مویشی کے لئے چارہ نہیں ہے"۔

زمیندار۔ "جی ہاں ہمارے گاؤں میں چارہ کا کال ہے"۔

سقراط۔ "تو کیا اس کا سبب بھی وہی نہیں ہے۔ تم گاؤں کا گوبر۔ کوڑا کرکٹ وغیرہ کھیتوں میں نہیں ڈالتے تو جب ان میں کھاد کا استعمال نہیں ہوتا۔ تو چارہ کیسے ہو"۔

زمیندار:" اگر کہاتے استعمال بھی ہو تو بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصل نہیں پکتی"+

سقراط۔" راستہ میں میں نے جھیل دیکھی تھی۔ کیا اس سے مطلب براری نہیں ہوتی"+

زمیندار۔" جھیل ہمارے کسی کام نہیں آتی۔ بلکہ اس کا پانی ہماری قابل کاشت اراضی کے ایک حصہ کو اپنے سیلاب سے ناقابل کاشت کر دیتا ہے"+

سقراط:" تم جھیل سے آبپاشی کیوں نہیں کرتے"+

زمیندار۔" وہ کیسے کریں"+

سقراط۔" مجرائے آب کھودو اور پانی کھینچنے کے جھلار لگاؤ"+

زمیندار۔" یہ تو ہم نے پہلے کبھی نہیں کیا۔ یہ رواج بھی نہیں ہے۔ اور ان باتوں کے لئے روپیہ کہاں سے آئے"+

سقراط:" تقاوی کس مطلب کے لئے ہے اور تمہارے دیہاتی بنک کہاں گئے"؟

زمیندار:" لیکن ماہ مئی میں تو پانی خشک ہو جائیگا"+

سقراط۔ کم سے کم اتنا تو ہوگا کہ تمہاری موسم بہار کی فصل پک جائیگی۔ اور اگر تم میں سے کسی کو اتنی سمجھ ہوئی۔ اور ایکھ بو دیا۔ تو صرف ایک چھوٹا سا کنواں احداث کرنا

پڑیگا - اور اس سے آبپاشی جاری رہیگی - اس اثنا میں برسات کے پانی سے جھیل پھر بھر جائیگی" +

مینداد :- "ایکھ کی کاشت سے کیا فائدہ سور گنا نہیں چھوڑتے" +

سقراط - "سور کہاں سے آتے ہیں"؟

میندار :- "بنی سے" +

سقراط - "بنی میں وہ کہاں رہتے ہیں" +

میندار - "سور ان بیشمار جھاڑیوں میں رہتے ہیں۔ جو ہمیشہ ہری رہتی ہیں" +

سقراط - اگر تم چاہتے ہو کہ سور نہ ہوں - تو تم یہ سدا بہار جھاڑیاں کیوں بوتے ہو" +

میندار - (ہنس کر) جناب عالی یہ جھاڑیاں کوئی نہیں بوتا یہ خود رو ہیں +

سقراط - "کیا تم اس بنی کے مالک نہیں ہو" +

میندار - "بے شک ہیں" +

سقراط - "جب تمہیں ان جھاڑیوں کی ضرورت نہیں تو تم نے انہیں رکھ کیوں چھوڑا ہے"؟

میندار :- "وہ خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں" +

سقراط - "تم تو کہتے ہو کہ تم بنی کے مالک ہو - کیا تم اپنے گھروں میں ان جھاڑیوں کو اُگنے دوگے" +

میندار :- "نہیں ہر گز نہیں" +

غراط۔" اگر یہ جھاڑی تمہارے گھر میں اُگنے لگے
تو تم کیا کرو گے"؟
زمیندار۔"فوراً کاٹ چھانٹ کر علیحدہ کر دیں"۔
غراط۔"تو بنی سے انہیں کیوں نہیں دور
کرتے نہ جھاڑیاں ہونگی نہ ان میں سور ہونگے۔
آخر اس بنی کی ضرورت ہی کیا ہے"۔
زمیندار۔" ہمارے باپ دادا نے یہ قطعہ زمین
زمین کا چراگاہ کے لئے علیحدہ کر دیا تھا"۔
غراط"۔ تو کیا مویشی جھاڑ۔ کریل وغیرہ کھاتے
ہیں"۔
زمیندار"۔نہیں وہ یہ چیزیں نہیں کھاتے۔
غراط۔ تو پھر تم نے یہ زمین کیوں بیکار چھوڑ
رکھی ہے۔ یہ جھاڑیاں تو کسی کام کی نہیں
ہیں"۔
زمیندار۔"کسی کام کی نہیں"۔
غراط۔"جو منشا تمہارے بزرگوں کا تھا۔ کہ
بنی میں مویشی چرانے کے لئے جائیں۔ وہ
تو پورا نہ ہوا۔ صرف اس سے جنگلی سور
فائدہ اُٹھا رہے ہیں"۔
زمیندار۔"یہ ہی حال ہے"۔
غراط۔" اے زمیندارو اس سے بڑھ کر
بیوقوفی اور کیا ہو سکتی ہے۔ بجائے اس کے
کہ تم جھاڑ۔ کریل۔ گھاس پھوس۔ کیکر۔

نیشم وغیرہ کو کاٹ کر زمین کو صاف کرو۔ تم نے چراگاہ
کو جو تمہارے بزرگوں نے مویشیوں کے لئے مخصوص
کی تھی بگاڑ دیا ہے۔ اب وہاں جنگلی سور رہتے ہیں۔
جو وہاں سے نکل کر تمہاری فصل کو جو برائے
نام ہوتی ہے برباد کر جاتے ہیں۔ اور مویشیوں
کے لئے کوئی چراگاہ نہیں ہے۔ تم آگ جلانے
کو لکڑی پیدا ہونے نہیں دیتے۔ اور جو تھوڑی
بہت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ اُسے دیمک
کے حوالے کر دیتے ہو۔ مجبوراً تمہیں کھات
سے لکڑی کا کام لینا پڑتا ہے۔ اور تمہاری
فصل کو کھات سے محروم ہونا پڑتا ہے۔
نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ زمین کو غذا نہیں ملتی۔
اور تم اور تمہارے مویشی خوراک کو ترستے ہیں۔
تمہارے گاؤں میں نجاست اور کوڑے کے ڈھیر لگے
ہیں۔ جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے حق میں
زہر ہے۔ یہ نجاست اور کوڑا گڑھوں میں ڈلوا کر
وہاں سے کھات کی شکل میں کھیتوں میں جانا چاہئے۔
جھیل کے پانی سے تم اپنے کھیتوں کو پانی نہیں دیتے۔
تمہارے پاس لکڑی جلانے کو۔ پانی اور کھات ہے۔ مگر
تم انہیں برباد کر رہے ہو۔ ان تین چیزوں کی بدولت
زمیندار مالدار ہو سکتا ہے۔ تم ان تینوں کو گنواتے
ہو۔ اور پھر شکایت کرتے ہو۔ کہ غریب ہیں۔
نادار ہیں"۔ ✤

نظم

ے زمیندارو تمہاری دیکھ کر نادانیاں
مجھ کو ہوتا ہے تعجب اور یہ حیرانیاں
چاک تم نے خود بخود اپنا گریباں کر دیا
اور چراگاہیں بنا کے اُن کو ویراں کر دیا
ن چراگاہوں میں اب جنگلی سوٴر آباد ہیں
ہ جن کے ظلم سے فصلیں ہوئیں برباد ہیں
کچھ پکانا ہو تو تم لکڑی جلاتے ہی نہیں
آگ دیمک کو غضب ہے تم لگاتے ہی نہیں
نجاست کا جو گاؤں میں تمہارے ڈھیر ہے
رہے بچوں کے حق میں بھیڑیا ہے شیر ہے
ہائے لکڑی کے عوض اُپلے جلاتے ہو مدام
کھات ہے گوبر سے بنتی وہ گنواتے ہو مدام
کھات سے محروم ہو۔ کمزور ہوتی ہے زمیں
اور تمہاری عقل پر دن رات روتی ہے زمیں

(مترجم)

گاؤں کی صفائی اور امداد باہمی

سقراط کا گذر ایک گاؤں میں ہوا۔ اس وقت
ندھی چل رہی تھی۔ سقراط کو اس وقت بڑی
کلیف ہوئی۔ کیونکہ نجاست اور راکھ ہوا میں اُڑ
ہی اور لوگوں کی آنکھوں۔ خوراک اور پھیپھڑوں
ں داخل ہو رہی تھی +

سقراط۔ کیا آپ لوگوں کو تکلیف محسوس نہیں
ہوتی۔ دیکھو تو سہی یہ تمام نجاست تمہاری
آنکھوں میں پڑتی۔ اور تمہارے پھیپھڑوں میں
جا رہی ہے۔ اور تمہاری خوراک اور پانی کو
خراب کر رہی ہے۔ جس سے تمہیں بدہضمی اور
اسہال کی شکایت ہو گئی ہے۔ اور تمہاری
اور تمہارے بچوں کی صحت بگڑ رہی ہے" +

نمبردار۔" ہم کیا کریں۔ ہم بھنگیوں کو کہتے ہیں۔
کہ صفائی کرو۔ مگر وہ پرواہ نہیں کرتے۔ آج
کل بھنگی بھی خود سر ہو گئے ہیں۔ اگر ہم انہیں
چنتپائیں یا ان کے کان اینٹھیں۔ تو وہ ہم
پر زیر دفعہ ۳۲۳ تعزیرات ہند نالش داغ
دینگے۔ اور ہماری عزت میں فرق آ جائیگا" +

سقراط۔" تو کیا یہ گاؤں بھنگیوں کا ہے۔ اور وہ
گاؤں کے مالک ہیں" +

زمیندار۔ "نہیں مالکان دیہہ زمیندار ہیں"۔

سقراط۔ "اچھے مالک ہیں۔ جب بقول تمہارے بھنگی اس بات کا فیصلہ کرتا ہے۔ کہ تم آرام سے رہو یا تکلیف میں رہو۔ بھنگی کی یہ مرضی ہے۔ کہ وہ صفائی کرے یا نہ کرے۔ اگر وہ صفائی کرے تو تم کو آرام ملتا ہے۔ اگر نہ کرے تو تمہاری وہ حالت ہو جاتی ہے۔ جو اب ہے پھر تو ضرور تم بھنگی کے محکوم ہو"۔

زمیندار۔ "ہیں تو سہی"۔

سقراط۔ "اور پھر گاؤں کا مالک بھی بھنگی ہے"۔

ایک زمیندار نے جس کی آنکھوں میں خاک گئی تھی۔ اور درد ہو رہا تھا۔ آنکھیں مل کر کہ خاک نکل جائے۔ کہا۔ "بات تو کچھ یہی معلوم ہوتی ہے"۔

سقراط۔ "لیکن یہ تو بتاؤ کس نے یہ جگہ گندی کی ہے۔ اور کس نے تمام نجاست جمع کی ہے"۔

زمیندار۔ "یہ کام ہمارا اور ہماری عورتوں کا ہے"۔

سقراط۔ جب تمہیں یہ ڈر ہے کہ بھنگی صفائی نہیں کرینگے۔ تو تم میلا جمع ہی کیوں ہونے دیتے ہو"۔

زمیندار۔ "کیا کریں یہ ہی دستور چلا آتا ہے"۔

سقراط۔ "کیوں نہیں یہ کوڑا کرکٹ ان گڑھوں

ہیں اکٹھا کرتے جو تم نے حال ہیں کھودے
ہیں اور کوڑا جمع کرکے اس امید میں رہتے
ہو کہ بھنگی آئے اور صفائی کرے۔ اگر تم کوڑا
گڑھوں میں ڈلواؤ گے۔ تو بھنگی کی خود سری
پر بھی تمہارا گاؤں صاف رہیگا۔ لیکن میں
پوچھتا ہوں۔ کہ تم اپنا گاؤں آپ کیوں
نہیں صاف کرتے"۔
ینددار۔"جناب یہ کمیوں کا کام ہے۔ اور ہم
زمیندار ہیں"۔
راط۔ تمہارا مطلب یہ ہے کہ گاؤں کو میلا کرنا
زمیندار کا اور صاف کرنا بھنگیوں کا کام ہے۔
ندار۔"اور نہیں تو کیا"۔
قراط۔" ذلیل کام کونسا ہے گاؤں کو صاف
کرنا یا میلا کرنا"۔
ندار۔" ذلیل کام تو میلا کرنا ہے"۔
راط۔"پھر بھنگی جو صاف کرتا ہے۔ تم سے
اونچی ذات کا ہوا"۔
ندار۔" نہیں نہیں ہرگز نہیں"۔
قراط۔" تو تم خود کیوں نہیں گاؤں میں صفائی
کرتے"۔
ندار۔" یہ ہمارا رواج نہیں ہے"۔
راط۔" اور یہ رواج ہے کہ گاؤں کو نجس کرد
عام قاعدہ تو یہ ہے۔ کہ جو چیز کوئی بوئیگا۔

وہی کاٹیگا - پھر واجب تو یہ ہے کہ جو شخص گاؤں کو میلا کرے - وہی اُس کی صفائی کرے۔ کیا تمہارا مذہب تمہیں یہ سکھاتا ہے - کہ صاف جگہ میں نہ رہو"+

زمیندار:"نہیں ہرگز نہیں"+

سقراط -" تو کیوں نہیں خود اپنے گاؤں میں صفائی کرتے - جب تمہیں خود صفائی کرنی پڑیگی - تو تم احتیاط کرو گے - اور میلا جمع نہ ہونے دوگے - ساتھ ہی جتنا کوڑا کرکٹ تم زیادہ نکالوگے - اتنا ہی زیادہ تمہارا فائدہ ہوگا- گلیوں کو کھرچنے اور وہاں جھاڑو دینے سے زیادہ زیادہ کھات ملنے کی صورت ہوگی - اور کھات جمع کرنا گویا کھیتوں کو آباد کرنا ہے"+

زمیندار -" بیشک کھات سے فصل اچھی ہوتی ہے"+

سقراط -"جب تم گلیوں کی صفائی کا نام کھات جمع کرنا رکھ لوگے - تو پھر یہ کام ذلیل نہیں معزز سمجھا جائیگا - اور زمینداروں کے لئے باعث ذلت نہ ہوگا"+

زمیندار -"جی ہاں آپ نے بات تو خوب بتائی ہے"+

سقراط -" تو صرف منہ سے نہ کہو - کہ گلیوں کو

صاف کرنا ہے۔ بلکہ یہ قاعدہ مقرر کر دو۔ کہ ہر زمیندار جس قدر اُس سے ہو سکے۔ کھات جمع کرے۔ اور تم دیکھو گے۔ کہ تمہارے گاؤں میں غلاظت بالکل نہ رہیگی"+

زمیندار۔"جناب سقراط ہم کوشش کریں گے۔ کہ ایسا ہو"+

سقراط۔" اصل زمیندار وہی ہے۔ جو اس بات پر زور دے۔ کہ میں گاؤں کا مالک ہوں۔ اور پھر گاؤں کو صاف سُتھرا رکھے۔ اور یہ سمجھے۔ کہ صفائی رکھنا میرا کام ہے۔ جو زمیندار کیوں پر یہ کام چھوڑ دیتے ہیں۔ انہیں یہ پروا نہیں رہتی۔ کہ یہ لوگ گاؤں کو زیادہ غلیظ کر دینگے۔ جو لوگ دیہات کی خود صفائی کرتے ہیں۔ وہ بڑی احتیاط رکھتے ہیں۔ اور گاؤں کو گندہ نہیں ہوتے دیتے۔ پس وہی شخص زمیندار کہلانے کا مستحق ہے۔ جو یہ سمجھ لے کہ جس گاؤں میں غلاظت ہو وہاں کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور کھات سے عمدہ فصل ہوتی ہے۔ اور پھر کھات کو جمع کرے اور سمجھے کہ گاؤں کی صفائی کے صرف یہ معنی ہیں۔ کہ کھات جمع ہو۔ اس لئے خود گاؤں کو صاف رکھے۔ اور یہ کام اوروں سے نہ لے۔ لیکن ہاں یہ پاخانہ

کی بو کہاں سے آ رہی ہے"+

...یندار۔" اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم صبح کھیتوں میں جا کر پاخانہ پھرتے ہیں"+

...قراط۔ اچھا تم کھیتوں میں رفع حاجت کے لئے جاتے ہو۔ جب ہوا چلتی ہے۔ تو بد بو تمام گاؤں میں دن بھر رہتی ہے۔ اور مکھیاں آ کر پاخانہ پر بیٹھتی ہیں اور اُس سے اُڑ کر بچوں کی آنکھوں پر بیٹھ جاتی ہیں۔ اور تم نہیں سمجھتے کہ وہ اندھے کیوں ہو جاتے ہیں۔ میرے خیال میں تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ جب مکھیاں نجاست سے اُڑ کر تمہاری خوراک یا بچوں کی آنکھوں پر بیٹھتی ہیں۔ تو اپنی جوتیاں اُتار دیتی ہیں۔ یا اپنے پاؤں دھو کر آتی ہیں"+

...یندار۔" لیکن ہم ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہ رسم مدت سے چلی آتی ہے"+

...قراط۔ اب تو تم نے گڑھے بنا لئے ہیں۔ انہیں استعمال کیوں نہیں کرتے۔ ہر گڑھے پر لکڑی کے تختے رکھ کر ان کے گرد چلمن لگا دو۔ یا دیوار بنا دو۔ اس طرح بہت اچھی ٹٹی بن جائیگی۔ پھر راکھ جو تم روز گلیوں میں صبح کے وقت پھینکتے ہو۔ کیوں نہ ان گڑھوں میں ڈالو۔ یہ راکھ بھی عمدہ

کھات ہے۔ اور گوبر بھی۔ اگر تم گڑھے سے
مٹی کا کام لو اور پھر اس میں راکھ ڈالو تو
تو تمہیں اعلےٰ قسم کی کھات مل جائیگی۔ اور
تمہارے گاؤں میں دن بھر بدبو بھی نہ رہیگی۔
اور نہ راکھ اُڑ کر تمہاری آنکھوں اور کھانے پینے
کی چیزوں میں پڑیگی +

زمیندار۔ "جناب سقراط ہم تعمیل ارشاد کرینگے"+

سقراط۔ اس وقت تمہارا یہ بہانہ ہے۔ کہ تمہارا
مذہب منع کرتا ہے۔ کہ کوڑے کو ہاتھ نہ لگاؤ۔
اور گاؤں کو صاف نہ کرو۔ لیکن کیا تمہارا مذہب
یہ نہیں کہتا۔ کہ کوڑا مت کھاؤ۔ اسے مت
پیو۔ اور سانس کے ساتھ جسم میں داخل نہ
کرو۔ جب ہوا چلتی ہے یا مویشی گاؤں میں
پھرتے ہیں۔ تو زمین پر سے کوڑا اُڑ کر ہوا
میں پھیل جاتا ہے۔ اور تم اُسے روٹی کے
ساتھ کھاتے ہو۔ پانی کے ساتھ پیتے ہو اور
وہ تمہارے سانس کے ساتھ تمہارے پھیپھڑوں
میں داخل ہو جاتا ہے"+

زمیندار۔ "آئندہ ہم کبھی یہ بہانہ نہیں بنائینگے۔
کہ ہمیں مذہب منع کرتا ہے۔ ہمارا مذہب ہمیں
صفائی سکھاتا ہے۔ اور ہم آپ کی نصیحت پر
چل کر اپنا گاؤں صاف رکھیں گے۔ گاؤں
بھی صاف رہیگا۔ اور کھات بھی وافر ہوگی۔

نظم

ہاں! گاؤں کی صفائی کو بھنگی پہ چھوڑنا
دولت کے ہے خزانے سے مُنہ اپنا موڑنا

ڈالو نہ سر پہ بھنگی کے ناحق کی چٹیاں
بن جائینگی گڑھوں کی بہت عمدہ ٹٹیاں

یہ کیا ستم ہے کھات سی دولت لٹاتے ہو
مذہب کی آڑے کے بہانے بناتے ہو

مذہب تمہارا تم کو سکھاتا صفائی ہے
بدنام اُس کو کرتے ہو دیتا دہائی ہے

ان کھات کے گڑھوں پہ جو لکڑی جماؤ تم
ور گرد گرد اُس کے جو چلمن لگاؤ تم

ٹٹی بنیگی کوڑا بھی ضائع نہ جائیگا
بدبو سے تم بچوگے تمہیں چین آئیگا

(ممتاز بیگم)

ناچاری یا آپ ہی ہوئے

ایک دن سقراط بعد دوپہر ایک گاؤں میں آیا
۔ چارپائی پر بیٹھ گیا۔ وہ کچھ حیران سا معلوم
تا تھا۔ زمیندار اُس کے گرد آ بیٹھے۔ اور پوچھنے
ے۔ کہ جناب آپ کو کیا تکلیف ہے۔ آج آپ
یشان معلوم ہوتے ہیں +

قراط۔ "بیشک میں پریشان ہوں۔ تم ہمیشہ مجھ
سے شکایت کیا کرتے ہو کہ تم غریب ہو لیکن
جب میں اس گاؤں کی طرف آ رہا تھا۔ تو میں
نے جا بجا چوہوں کے بل دیکھے۔ چوہے تمہارے
کھیت کھا رہے تھے۔ چوہے اتنے نڈر تھے۔
کہ میری آنکھوں کے سامنے فصل کتر رہے تھے"۔

یندار۔ "آپ ہی ہوئے۔ بھلا ہم کیسے روک سکتے
ہیں"۔

قراط۔ "پھر جو میں آگے بڑھا تو میں نے دیکھا۔
کہ تمہارے مویشی ایک بنجر میدان میں کھڑے
تھے۔ جہاں گھاس کا نام نہ تھا کہ وہ اُسے
کھاتے۔ قریب ہی ایک بڑی "بنی" تھی۔ جس
پر گھنی جھاڑیاں تھیں۔ میں نے گلہ بان سے
پوچھا کہ لڑکے مویشی کیوں یہ خوشنما سبزی
نہیں کھاتے۔ میرے سوال پر وہ ہنس پڑا۔

میں نے کہا کہ کیا مویشی جل اور کیبل نہیں کھاتے۔ اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ صرف اپنی پیشانی کو چھو دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اُس نے مجھے پاگل سمجھا +

زمیندار۔ "آپ کا سوال ہی ایسا تھا۔ کہ اگر اُس لڑکے نے آپ کو سِڑی سمجھا۔ تو تعجب کا مقام نہیں ہے" +

سقراط۔ "اگر مویشی جال۔ کیبل وغیرہ نہیں کھاتے تو تم اُنہیں بوتے ہی کیوں ہو" +

زمیندار۔ "آپ ہی بوئیے" +

ابھی سقراط نے کچھ جواب نہ دیا تھا۔ کہ ایک بڑا شور سنائی دیا۔ کُتے لڑ بھڑ رہے تھے۔ اتنے میں ایک آدمی دوڑا ہُوا آیا۔ کہ ایک کُتا جو دیوانہ ہو گیا تھا۔ اس نے ایک بچّہ کو کاٹا ہے" +

سقراط۔ "کیا یہ کُتے تمہارے کسی کار آمد ہیں" +

زمیندار۔ "نہیں" +

سقراط۔ "پھر تم نے اُنہیں کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ میں ہر گاؤں میں بہت سے پلے اور کُتے دیکھتا ہوں۔ اگر وہ بیکار ہیں۔ تو انہیں کیوں رکھتے ہو" +

زمیندار۔ "آپ ہی بوئیے" +

سقراط۔ "میرے پیارے زمیندارو۔ کیا تم اس گاؤں کے مالک ہو" +

ندار۔ "جی ہاں ہیں"+
قراط۔"پھر یہ آپ ہی ہوئے۔ آپ ہی ہوئے
کیا پکار رہے ہو۔ اگر چوہوں کی ضرورت نہیں
تو اُنہیں کیوں نہیں مارتے۔ اگر کتے بیکار
ہیں تو کیوں نہیں دور کرتے۔ اگر سب بے فائدہ
جھاڑیاں تمہیں درکار نہیں۔ تو ، کیوں
نہیں کٹوا دیتے اور اُنہیں تلف کرکے کار آمد
گھاس اور مفید مطلب درخت بوتے۔ ان
بیکار کتوں کی جگہ کیوں نہیں فائدہ مند کتا
پالتے۔ اور اُس کی تربیت اور پرورش کرتے
تاکہ تمہارا وفادار رفیق اور خدمتگار اور گھر
کا نگہبان بنے۔ کیوں نہیں چوہے مرواتے۔
تاکہ فصل کو ضائع نہ کریں۔ وہ ہی اچھا
زمیندار کہلا سکتا ہے۔ جو اپنی زمین پر بیکار
جھاڑیاں نہ رہنے دے۔ اور صرف کار آمد
درخت اور جھاڑیاں لگوائے۔ اچھا زمیندار
ہرگز اپنی فصل کو چوہوں کی نذر نہ کریگا۔
وہ ضرور انہیں برباد کر دیگا۔ اچھا زمیندار
آوارہ کتوں کے گروہ کبھی اپنے گاؤں میں
پھرنے نہ دیگا۔ وہ یا تو کتے رکھے گا ہی
نہیں یا صرف پالتو اور سکھلائے ہوئے کتے
پالے گا۔ اگر تم چوہے نہیں مارتے۔ تو تم
چوہوں کے موروثی ہو۔ کیونکہ اصل مالک

چوہا ہے - جو سب سے پہلے فصل کاٹتا ہے - اور تم کو ہاتھ لگانے نہیں دیتا - اگر تم گاؤں کی صفائی کا خاکروب پر مدار کرتے ہو - تو تم بھنگی کے غلام ہو - اگر تم آوارہ کتے گاؤں سے دور نہیں کرتے - تو تم کتوں کا شکار ہو - اگر چراگاہوں میں سے بیکار جھاڑیاں نہیں کاٹتے تو کانٹوں کے چیلے ہو" +

گاؤں کے کُتّے

ابھی ابھی سقراط گاؤں سے باہر نکلا تھا - اُس کے ساتھ کئی زمیندار تھے - گاؤں سے کچھ فاصلہ پر جا کر وہ اُن سے یوں ہمکلام ہوا +

سقراط - اب چونکہ ہم تمہارے گھروں سے کافی فاصلہ پر آ گئے ہیں - اور یہاں ہوا میں نہ تو بد بو ہے - نہ کوڑا کرکٹ - آؤ یہاں بیٹھ کر تھوڑی دیر بات چیت کریں - میں ایک نئے مضمون کے متعلق تم سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں - میں نے دیکھا کہ تمہارے گاؤں میں بےشمار کتے ہیں - ان کا کوئی والی وارث معلوم نہ ہوتا تھا - یہ کسی طرح بکار آمد یا مفید مطلب بھی دکھائی نہ دیتے تھے - کیونکہ

ان میں اکثر بہت بُری حالت میں تھے۔ بہ
عارشتی تھے۔ میلے تھے اور ان کے بدن پر
پھوڑے تھے۔ ان کی حالت تو تمہارے بچوں
سے بھی بدتر تھی۔ اس سے زیادہ اور کیا
بدتر حالت ہو سکتی ہے۔ بتاؤ تو سہی کیا تم
ان کی خبر گیری قطعی نہیں کرتے +
ینْدار:"سقراط صاحب۔ ہمیں فرصت کہاں؟ علاوہ
بریں وہ معمولی کتے ہیں۔ اور کسی کار آمد نہیں" +
قراط۔"پھر تم نے انہیں کیوں رکھا ہوا ہے" +
ینْدار۔"اس میں ہمارا کیا ذمہ ہے۔ وہ خود بخود
آ جاتے ہیں۔ (آپ ہی ہوئے) +
قراط۔"میرے پیارے زمیندار۔ میں تمہیں بارہا
کہہ چکا ہوں کہ تم اپنے دیہات میں ہر چیز
کے ذمہ وار ہو۔ گاؤں کے مالک تم ہو یہ کتے
نہیں ہیں۔ اس لئے تم ان کی ہستی اور چلن
کے ذمہ وار ہو۔ تم کہتے ہو کہ وہ بیکار ہیں۔
لیکن جب دیکھا جائے کہ وہ بہت سی خوراک
چراتے ہیں۔ شور و غل کرتے ہیں۔ اور ہر وقت
یہ خطرہ رہتا ہے۔ کہ اگر وہ پاگل ہو گئے۔
تو کاٹ کھائیں گے۔ تو یہ کہنا کہ وہ بیکار ہیں۔
بجا نہیں وہ تو بلاشک و شبہ نقصان دہ
ہوئے +
یندار۔"آپ سچ فرما رہے ہیں" +

[سُ]قراط۔ "پھر تم نے انہیں زندہ کیوں رکھا ہوا ہے"+
[ز]ہیندار۔ "ان کا مارنا ہمارے مذہب کی رو سے منع ہے۔ اور یہ ہمارے دستور کے بھی خلاف ہے۔ کچھ ہی ہو اگرچہ وہ کتے ہیں۔ مگر خدا کی مخلوق ہیں۔ اور ہر چیز خدا نے پیدا کی ہے"+
[سق]راط۔ "واہ کیا جواب باصواب ہے؟ کتے آدمیوں کی طرح خدا کی مخلوق ہیں۔ مگر سوچو تو سہی خدا نے انہیں کیوں پیدا کیا ہے۔ کتا ایک گھریلو جانور ہے۔ باقی گھریلو جانور تمہارے فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ گھوڑا تمہاری سواری کے لئے۔ گائے اس لئے کہ تمہیں دودھ دے۔ اسی طرح اور جانور بھی۔ کیا کتا تمہیں اس لئے دیا گیا ہے۔ کہ تمہارے لئے باعثِ تکلیف اور خطرہ ہو"+
[زہی]ندار۔ "جناب سقراط معلوم تو کچھ ایسا ہی ہوتا ہے"+
[سق]راط۔ "لیکن اے بیوقوف کیا اس بارہ میں خدا پر الزام آتا ہے۔ کیا تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اب سے کے پھر تم اپنی نادانی اور بیرحمی کا الزام خدا کو دے رہے ہو۔ وہی مثل ہوئی "زہیندار کی بے عقلی اور خدا کا قصور" +
[زہی]ندار۔ "تو پھر جناب آپ ہی بتائیں۔ خدا نے

(سق)راط۔" پھر تم نے انہیں زندہ کیوں رکھا ہوا ہے"+
(زی)بندار۔" ان کا مارنا ہمارے مذہب کی رو سے
منع ہے۔ اور یہ ہمارے دستور کے بھی خلاف
ہے۔ کچھ ہی ہو اگرچہ وہ کتے ہیں۔ مگر خدا
کی مخلوق ہیں۔ اور ہر چیز خدا نے پیدا کی
ہے"+
(سق)راط۔" واہ کیا جواب باصواب ہے۔ کُتے آدمیوں کی طرح
خدا کی مخلوق ہیں۔ مگر سوچو تو سہی خدا نے
اُنہیں کیوں پیدا کیا ہے۔ کتا ایک گھریلو جانور
ہے۔ باقی گھریلو جانور تمہارے فائدے کے لئے
پیدا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ گھوڑا تمہاری سواری
کے لئے۔ گائے اس لئے کہ تمہیں دودھ دے۔
اسی طرح اور جانور بھی۔ کیا کتا تمہیں اس
لئے دیا گیا ہے۔ کہ تمہارے لئے باعثِ تکلیف
اور خطرہ ہو"+
(زیب)ندار۔" جناب سقراط معلوم تو کچھ ایسا ہی
ہوتا ہے"+
(سق)راط۔" لیکن اے بیوقوف کیا اس بارہ میں خدا
پر الزام آتا ہے۔ کیا تمہاری سمجھ میں نہیں
آتا۔ کہ اب کے پھر تم اپنی نادانی اور بیرحمی
کا الزام خدا کو دے رہے ہو۔ وہی مثل ہوئی
"زمیندار کی بے عقلی اور خدا کا قصور"+
(زیب)ندار۔" تو پھر جناب آپ ہی بتائیں۔ خدا نے

کتوں کو کیوں پیدا کیا ہے۔ اور گھریلو حیوانوں
کی صورت میں ہمیں دیا ہے"+
راط:- "دوستو سنو! خدا نے جس طرح گائے
تمہارے فائدے کے لئے بنائی ہے۔اِسی طرح
کتا بھی۔ دنیا کے اکثر ملکوں میں ہر کتے کا ایک
آقا ہوتا ہے۔ جو اس کتے کی رکھوالی اور
پرورش کرتا ہے۔ اور پھر اُسے تربیت
دیتا ہے۔ تاکہ کتّا اس کی مدد کرے۔ اس قسم
کے کتے کے برابر دنیا میں اور کوئی وفادار
نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہر وقت اپنے مالک
کی خدمت اور حفاظت کرتا ہے۔ اور اس
سے محبت کرتا ہے۔ کتا چوروں سے گھر کی
حفاظت کرتا ہے۔ کتا چوہے مار ڈالتا ہے
جو کھیت کو خراب کرتے ہیں۔ یا خرودار سے
اناج چرا کر کھا جاتے ہیں۔ کتا مالک کی
غیر حاضری میں جب وہ کام پر جاتا ہے۔
اس کی جائداد اس کی خوراک اور کپڑوں کی
نگہبانی کرتا ہے۔ کتا ہر ایک قسم کا کام
سیکھ سکتا ہے۔ اور کسانوں کا وہ بہت
بڑا مددگار ہے۔ کتا بہت جلد مویشی کے ریوڑ
اور بھیڑوں کے گلہ کی رکھوالی سیکھ جاتا
ہے۔ اور کیا مجال کہ اُنہیں آوارہ ہونے
دے۔ وہ اُنہیں بڑے انتظام سے ساتھ

اپنے مالک کے حکم پر اکٹھا کر کے ٹھہرے آتا ہے۔ کتا اور بھی کئی طرح سے کار آمد ہے۔ لیکن مزید باتیں ہیں تم کو اُس وقت بتاؤنگا۔ جب تم ابتدائی باتیں سمجھ لوگے۔ پھر رفتہ رفتہ کئی باتیں تمہیں خود بخود سوجھنے لگیں گی اور اس تمام خدمت کا بدل کتے کے لئے صرف خوراک اور تھوڑی سی توجہ اور محبت ہے۔ تو کیا خدا نے کتا اس لئے پیدا نہیں کیا کہ تم اس سے مشفقانہ برتاؤ کرو۔ اور اُسے باعثِ برکت سمجھو نہ کہ باعثِ زحمت؟

بیدار۔ جناب آپ بجا فرما رہے ہیں۔ ہم اور باتوں کی طرح کتوں کے متعلق بھی اندھے ہو رہے تھے۔ خدا نے تمام چیزیں ہمارے فائدہ کے لئے پیدا کی ہیں۔ اور یہ بات ہمیں نہیں سوجھی"+

گاؤں کے کُتّے

اؤں کے کتّے آپ کے سچے رفیق ہیں
سان کیا ہے اس سے بھی بڑھ کر شفیق ہیں

کتّا تمہارے گلہ کا اک گلہ بان ہے
دربان دن کو رات کو وہ پاسبان ہے

ب تم کو دیکھتا ہے تو وہ دم ہلاتا ہے
یا چیز ہے جہاں میں محبت! بتاتا ہے

کتّا تمہارے کھیت کے چوہے ہے مارتا
دن ہو کہ رات وہ نہیں خدمت سے ہارتا

کتّے کو آپ روٹی کا ٹکڑا جو ڈالو گے
سمجھو کہ اک غلام کو تم گھر میں پالو گے

مترجم

اپنی عورتوں کی عزت کرو

سقراط چوپال میں آیا تو وہ بہت خوش اور ہشاش اور ہنس رہا تھا۔ گاؤں کے چودھری اُسے خلاف معمول اِس قدر خوش دیکھ کر حیران ہوئے۔ اور سوچنے لگے کہ کیسے گفتگو کا سلسلہ شروع کریں +

زمیندار:۔ "بندگی جناب! خیر تو ہے کیا کوئی صاف ستھرا گاؤں دیکھا ہے یا کوئی پاک صاف بچہ جس کے جسم پر زیور نہ تھا دکھائی دیا ہے یا کوئی تعلیم یافتہ عورت نظر پڑی ہے۔ کہ اس قدر خوش ہو" +

سقراط:۔ "بھائیو یہ بات بالکل نہیں ہے۔ آج سویرے سویرے مجھے بڑی سخت مشکل پیش آئی تھی +" (یہ کہہ کر سقراط نے پھر قہقہہ لگایا)

زمیندار:۔ "بڑے میاں ہمیں بھی اپنی خوشی میں شریک فرمائیے۔ آپ کی خفگی کا حصہ تو ہمیں اکثر ملتا رہتا ہے۔ اب اپنی کبھی کبھار کی خوشی میں بھی شامل کیجئے +

سقراط۔ (بلند آواز سے قہقہہ مار کر) "بہت اچھا میں تمہیں سب حال سناتا ہوں۔ مگر وعدہ کرو کہ خفا نہ ہوگے" +

(زمیں)دار۔ "نہیں جناب اس دفعہ آپ خواہ کچھ ہی کہیں ہم ناراض ہو کر آپ کی خوشی کو بدمزہ نہیں کرینگے"۔

(س)قراط۔" بات یہ ہے کہ میری ملاقات ایک ایسے جنٹلمین سے ہوئی۔ جس کا تعلق سیاسیات سے ہے۔ مختلف مضامین پر بحث ہوتی رہی۔ یہاں تک تو خیریت رہی یکایک اُس کو غصّہ آنے لگا۔ اور اُس نے افسوس اور غصّہ کا اظہار بار بار کر کے کہا کہ ہمارے ہندوستان کی باوجود اس کی قدیمی شائستگی اور تہذیب کے وہ عزت نہیں کی جاتی۔ جس کا وہ دنیا میں مستحق ہے۔ مجھ سے جو بیوقوفی ہوئی میں کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ اس پر میمبر جی کا غصّہ اور بھی بھڑکا اور اُس نے مجھے اور تمام دنیا کو خوب ہی بُرا بھلا کہا۔ میں نے کہا کہ میمبر جی مجھے افسوس ہے۔ مگر اس قسم کے حیرت انگیز فقرے پر میں ہنسی ضبط نہ کر سکا۔" وہ بولا کہ اس کی وجہ؟ میں نے کہا۔ کہ جب تم خود اپنی عزت نہیں کرتے۔ تو کس طرح توقع رکھتے ہو کہ دنیا تمہاری عزت کرے۔ یہ کہہ کر مجھے پھر ہنسی آ گئی۔ اُس نے طنزاً کہا اچھا! میں اب سمجھا۔

تمہارا اشارہ چھوت چھات کی طرف ہے۔ یہ ایک
پرانا فسانہ ہے۔ اور جس قدر اہمیت تم اسے
دیتے ہو۔ اس کا وہ مستحق نہیں ہے۔ میں نے
کہا نہیں اس وقت میرا روئے سخن چھوت
کے سوال کی طرف نہیں ہے۔ گو یہ سوال اس
قدر باعث افسوس ہے کہ ہم سب مارے شرم
کے اپنا سر نہیں اُٹھا سکتے۔ اس پر اُس نے
کہا کہ پھر آپ کا کیا مطلب ہے؟ میں نے
کہا کیا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ کہ دنیا کی آبادی
میں نصف مرد ہیں۔ اور نصف عورتیں۔ اُس
نے کہا درست ہے۔ میں نے پھر کہا۔ کہ یہ بھی
درست ہے۔ کہ تمام مرد عورتوں کے پیٹ سے
پیدا ہوئے ہیں۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ ہاں
درست ہے۔ لیکن تم اس قسم کے نا معقول
سوال کیوں کر رہے ہو۔ میں نے کہا۔ جب
تک تم عورتوں کی عزت نہ کرو۔ اور حیوانوں
کو عورتوں سے بڑھ کر عزت کے قابل سمجھو
تو کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ تم اپنی عزت
کرتے ہو۔ اور پھر کس طرح یہ امید رکھ سکتے
ہو لوگ تمہاری عزت کرینگے۔ اس پر پیمبر
جی اس قدر جھلّائے۔ اور اتنی صلواتیں سنائیں
اور قدیمی شائستگی وغیرہ کا ذکر اس طرح
گلا پھاڑ پھاڑ کر کرنے لگے۔ کہ میں وہاں

سے بگ ٹٹ بھاگا۔ اس پر ایک نوجوان زمیندار نے کسی قدر درشتی سے کہا۔ ہمیں تو اس میں ہنسی کے قابل کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ مفصل بیان کرو۔

سقراط۔ "اگر کوئی شخص گائے ذبح کر دے۔ تو کیا بلوہ نہ ہوگا"۔

زمیندار۔ "بظاہر ضرور ہوگا"۔

سقراط۔ "اگر کوئی شخص اپنی عورت سے اس قدر بدسلوکی کرے کہ وہ تنگ آ کر خودکشی کر لے یا مر جائے۔ یا نکل جائے تو کیا پھر بھی بلوہ ہوگا"۔

زمیندار۔ "بالکل نہیں۔ بلکہ اگر ایسا ہو۔ تو ہم اس شخص سے ہمدردی کریں۔ اور جب وہ دوسری شادی رچائے۔ تو شریک برات ہوں"۔

سقراط۔ "جب تمہاری گائے بچہ دینے لگتی ہے۔ تو تم کس کو بلاتے ہو"۔

زمیندار۔ "کسی سیانے زمیندار کو"۔

سقراط۔ اور جس وقت تمہاری گھر والی کے ہاں کوئی بچہ ہونے لگتا ہے۔ تو پھر کسے بلاتے ہو"۔

زمیندار۔ "بھنگی یا چمار کی بیوی کو"۔

سقراط۔ "جو گاؤں میں سب سے زیادہ گندی اور نیچ ذات کی عورت ہوتی ہے"۔

سے جھٹ پٹ بھاگا۔ اس پر ایک نوجوان زمیندار نے کسی قدر درشتی سے کہا۔ ہمیں تو اس میں ہنسی کے قابل کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ مفصل بیان کرو ۔

سقراط۔ اگر کوئی شخص گائے ذبح کر دے۔ تو کیا بلوہ نہ ہوگا" ۔

زمیندار۔ "بظاہر ضرور ہوگا" ۔

سقراط۔ "اگر کوئی شخص اپنی عورت سے اس قدر بدسلوکی کرے کہ وہ تنگ آ کر خودکشی کر لے یا مر جائے۔ یا نکل جائے تو کیا پھر بھی بلوہ ہوگا" ۔

زمیندار۔ "بالکل نہیں۔ بلکہ اگر ایسا ہو تو ہم اس شخص سے ہمدردی کریں۔ اور جب وہ دوسری شادی رچائے۔ تو شریک برات ہوں" ۔

سقراط۔ "جب تمہاری گائے بچہ دینے لگتی ہے۔ تو تم کس کو بلاتے ہو" ۔

زمیندار۔ "کسی سیانے زمیندار کو" ۔

سقراط۔ "اور جس وقت تمہاری گھر والی کے ہاں کوئی بچہ ہونے لگتا ہے۔ تو پھر کسے بلاتے ہو" ۔

زمیندار۔ "بھنگی یا چمار کی بیوی کو" ۔

سقراط۔ "جو گاؤں میں سب سے زیادہ گندی اور نیچ ذات کی عورت ہوتی ہے" ۔

یلتھ وزیٹر بچوں کی پرورش کے متعلق نصیحت کر رہی ہے۔

زمیندار۔ "جی ہاں" +

سقراط۔ "اور اس موقعہ پر زچہ کو اندھیری کوٹھڑی میں رکھتے ہو۔ اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو میلے چیتھڑے استعمال کرتے ہو" +

زمیندار۔ "ہاں"

سقراط۔ "بعض پردے وغیرہ کا نام تو بڑے فخر سے لیتے ہو۔ لیکن عورتوں کے لئے کہیں ٹٹیاں نہیں ہیں۔ بیچاریاں تمام دن پاخانہ روکے رہتی اور اس انتظار میں رہتی ہیں۔ کہ کب شام ہو۔ اور اس عذاب سے نجات ملے۔ تاکہ گھر سے نکل وہ گاؤں سے باہر جائیں اور فارغ ہوں۔ یا بیچاریاں یہ کرتی ہیں۔ کہ شرماتی ہوئی پاخانہ پھرنے کو کوئی ایسا کونا ڈھونڈتی پھرتی ہیں۔ کہ جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ بیچاریوں کو اس بیچینی کا دن رات کھٹکا رہتا ہے۔ اور خوفزدہ کتوں کی طرح کبھی یہاں ہوتی ہیں۔ کبھی وہاں" +

زمیندار۔ "جناب سقراط آپ سچ کہتے ہیں۔ آپ نے تحقیق کرکے ایک بڑی رسم کا انکشاف کیا ہے۔ اور ہمیں اس سے خبردار کیا ہے" +

سقراط۔ "صرف یہی نہیں بلکہ سخت مضر صحت ا[ور] شرمناک دستور ہے"

زمیندار۔ "معاف کیجئے سقراط آپ نے آگے ہی ہماری خوب خبرلی۔

مقراط۔" اور پھر بھی تم کچھ کوشش نہیں کرتے
تا کہ لڑکیوں کی مناسب طور پر پرورش ہو یا
اُن کو تعلیم دو"۔

ینڈار۔" کچھ کوشش نہیں کرتے"۔

قراط۔ بیشک جس کے گھر لڑکی پیدا ہو۔ تم اُس
کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہو"۔

ینڈار۔" جی ہاں"

قراط۔" سچ تو یہ ہے کہ بیچاری معصومیت اور
بچپن کے زمانہ میں اس قدر مصیبتیں جھیلتی
ہیں کہ لڑکوں سے لڑکیاں زیادہ مرتی ہیں۔
اور لطف یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی رائے میں
لڑکیوں کی پرورش بہ نسبت لڑکوں کے آسان
ہے"۔

ندار۔" افسوس ہے کہ ہم واقعی لڑکیوں سے
بے پروائی کرتے ہیں"۔

راط۔ اور تم ان کی بچپن میں شادیاں کر دیتے
ہو یعنے اس وقت جبکہ وہ خانہ داری کے انتظام
سے ناواقف ہوتی ہیں۔ علم معاشرت کو نہیں
جانتیں۔ اور انہیں اولاد پیدا کرنا یا خاوند کی خدمت
کرنا نہیں آتا۔ پھر تم ایسے وقت میں
جبکہ انہیں مدرسہ میں کھیل کود کر اور تعلیم
و تربیت پا کر چال و دماغ کو روشن کرنا
چاہئے انہیں مائیں بنا دیتے ہو"۔

زمیندار۔ "یہ تمام باتیں تو ہم میں سے کئی کرتے ہیں۔ اور ان میں سے چند باتیں سب کرتے ہیں"۔

سقراط۔ "اور تم میں سے کئی اپنی عورتوں کو تمام عمر گھروں میں بند رکھتے ہیں"۔

زمیندار۔ "ہاں ہم میں سے بعض پردہ کراتے ہیں"۔

سقراط۔ اور تم میں سے کئی جو پردے کے پابند نہیں ہیں۔ جونہی کچھ روپیہ ہاتھ آتا ہے۔ یا کچھ تعلیم مل جاتی ہے۔ اپنی عورتوں کو قفل بند کر دیتے ہیں"۔

زمیندار۔ "جی ہاں یہ بھی رسم ہے"۔

سقراط۔ "گھر میں ہر قسم کی محنت مشقت اور بچوں کی پرورش تو عورتیں کرتی ہیں۔ اور مرد اُن کے پاس بیکار بیٹھے حقہ پیتے رہتے ہیں"۔

زمیندار۔ "یہ بھی سچ ہے"۔

سقراط۔ "اور اگر تمہاری بیوی کے صرف لڑکیاں ہوں۔ اور اولاد نرینہ نہ ہو۔ تو تم اُسے قصوروار ٹھہرا کر بُرا سمجھنے لگتے ہو۔ اور آخر کار اس پر سوکن لے آتے ہو"۔

زمیندار۔ "ایسا ہی اکثر ہوتا ہے"۔

سقراط۔ "پھر یہ عورت کا کام ہے۔ کہ بیمار اور علیل بچوں کی تیمارداری کرے۔ اور اُنہیں مرتا دیکھے۔ جو صرف اس وجہ سے بیمار

ہوتے اور مرتے ہیں۔ کہ تم غلاظت اور
نجاست میں رہتے ہو۔ اور عورتوں کو بچوں
کی پرورش اور معمولی بیماریوں مثلاً چیچک
وغیرہ سے محفوظ رہنے کا ڈھنگ نہیں آتا۔"
بیندار۔ "ہاں جناب ہم اپنے تصور کا اقبال
کرتے ہیں"+
سقراط۔ اگر تم خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔
اور اپنی حالت کو بہتر کرو۔ تو نصف بیماری
معدوم ہو جائے"+
بیندار۔ "بیشک ہمارے خیال میں ایسا ہی ہو"+
سقراط۔ "اگر تم اپنی لڑکیوں کو تعلیم دو۔ اور
جب تک وہ جوان نہ ہوں۔ اُن کی شادی
نہ کرو۔ تو اُن کو بچوں کی پرورش کا ڈھنگ
آ جائے۔ اور وہ ان بیماریوں سے پرہیز
کریں۔ جن سے تمہارے بچے مرتے ہیں۔
پھر عورتوں کو بیمار بچوں کی تیمارداری
کی زحمت بھی نہ اُٹھانی پڑے۔ اور انہیں
یکے بعد دیگرے اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے
دیکھنے کا دُکھ بھی نہ ہو"+
بیندار۔ "بڑے میاں آپ بالکل بجا فرما رہے
ہیں۔ اور آپ کے الزام سچے ہیں"+
سقراط۔ اگر عورت کو ٹیکے کا فائدہ معلوم
ہو۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ جب ٹیکا کرنے

والا آئے - تو وہ کبھی اپنے بچہ کو چھپا بیٹھتی"
زمیندار۔ "کبھی نہیں۔ ماں کو بچہ سے بہ نسبت باپ کے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اگر اُسے ٹیکے کا فائدہ معلوم ہو تو کبھی بچہ کو چیچک میں مبتلا نہ ہونے دے"۔

سقراط۔ "پھر کیا میں نے جھوٹ کہا تھا۔ کہ تم اپنی عورتوں کی عزت نہیں کرتے - اور اپنے مویشیوں کو اس سے بہتر سمجھتے ہو"۔

زمیندار۔ "تم نے بالکل سچ کہا تھا"۔

سقراط۔ "اے زمیندار! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں۔ اُسے کان کھول کر سنو۔ جب تم عورتوں کو مردوں کے برابر سمجھنے لگوگے۔ اور ان کی عزت اور حرمت کروگے۔ ان کی مناسب پرورش کرکے اُنہیں اپنی ہمدم و ہمراز سمجھوگے۔ اور جب دل سے یہ خیال دور کردوگے۔ کہ وہ تمہاری خدا داد لونڈیاں ہیں۔ جنہیں جب چاہو نکال باہر کرو۔ مارو پیٹو۔ دھمکاؤ ڈراؤ اور کنیزیں سمجھو۔ اُس وقت تمہارے گھر روشن ہو جائینگے۔ وہ تندرستی کا نمونہ بن جائینگے۔ اور تمام دنیا تمہاری عزت کریگی"۔

نظم

- اے گاؤں والو آپ میں شرم و حیا نہیں
یا یہ کہو کہ آپ میں بوئے وفا نہیں
- عزت کا گر خیال ہے خوفِ خدا کرو
کم بخت عورتوں پہ نہ جور و جفا کرو
- عورت کو یہ سمجھ کے کہ وہ بدتمیز ہے
برتاؤ ایسا کرتے ہو گویا کنیز ہے
- گھر میں مویشیوں سے وہ بڑھ کر حقیر ہے
آزاد جانور ہیں مگر وہ اسیر ہے
- بے علم اُس کو رکھا ہے پڑھنے نہیں دیا
اور قید اُس کو پردے کے زنداں میں ہے کیا
- پیدا ہوئے جو پیٹ سے عورت کے مرد ہیں
بے مہر کس لئے ہیں وہ کیوں اتنے سرد ہیں
- نابالغی میں شادیاں اُن کی رچاتے ہو
چھوٹی سی عمر میں اُنہیں مائیں بناتے ہو
- عزت کرو کہ آپ کی ہمراز وہ بنیں
مونس ہوں اور آپ کی دمساز وہ بنیں
- اے مردو تم سمجھ لو کہ ہمسر ہیں عورتیں
ہمسر ہیں ہر طرح سے برابر ہیں عورتیں

- مترجم

اچھی روایات اور مدرس کا نمونۂ کمال

زمیندار۔ "سقراط تم میرے گاؤں کو زیر و زبر کرنے اور ہر چیز کے بدلنے کی کوشش کر رہے ہو"+

سقراط۔ "اے زمیندار میں ہرگز ایسا نہیں کرتا لیکن جب میں ظاہرہ برائیاں اور بیرحمیاں دیکھتا ہوں تو میرا خون جوش مارتا ہے۔ اور میں ضرور بولتا ہوں"+

زمیندار۔ "لیکن تم تو ہمیشہ شکایت کرتے ہو۔ اور برُا بھلا کہتے رہتے ہو"+

سقراط۔ جب بکثرت برائیاں دیکھتا ہوں۔ تو بیشک بار بار شکائتیں کرتا ہوں"+

زمیندار۔ "کیا تمہیں کوئی خوبی بھی کبھی نظر آتی ہے"+

سقراط۔ "ہاں بہت سی خوبیاں دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن خوبیوں کا ذکر کرنے سے کیا فائدہ؟ خوبی خوبی ہے اور موجود ہے۔ اور میں خوش ہوں۔ کہ وہ ہے۔ طبیب کا تندرست اور مضبوط آدمی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس کا تعلق بیمار اور کمزور سے ہے"+

زمیندار۔ "لیکن شائد تندرست اور مضبوط بھی

ایک دن بیمار ہو جائے۔ اگر تم کبھی کبھی بھی اس کی طرف توجہ نہ کرو"۔

سقراط۔ ہاں میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ اور اس سے مجھے یاد آتا ہے۔ کہ تم لوگوں نے اپنی اچھی رسموں کو ترک کرنا اور فراموش کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور صرف بُری رسموں کو گلے کا ہار بنا رکھا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ بُری رسم تو بڑی تیزی سے تم اختیار کر لیتے ہو۔ اور اچھی رسم کو قبول کرنا تمہارے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ اور بڑی دیر سے اُسے اختیار کرتے ہو۔ سگرٹ نوشی کے تم اسی طرح شائق ہو۔ جیسے بطخ پانی کی۔ اور کوڑے کرکٹ کے لئے گڑھے کھودنا تمہیں قیامت ہے"۔

زمیندار۔ "اچھی عادات کا رواج اور قبول کرنا بہت دشوار ہے۔ بُری عادتیں خود بخود پڑ جاتی ہیں۔ اور پرانی نیک عادتیں دن بدن گھٹتی جاتی ہیں"۔

سقراط۔ گذشتہ زمانہ میں زمیندار بڑا نیک اور اعتدال پسند تھا۔ لیکن اب میرے خیال میں موٹروں ریل گاڑیوں اور تعلیم کی موجودگی میں وہ اپنی پرانی خوبیاں زائل کر کے نہ صرف پرانی برائیاں لئے ہوئے ہے۔ بلکہ

کئی نئی برائیاں اختیار کر رہا ہے" +
(اس موقعہ پر مدرس آ گیا) ماسٹر یہ کام
تمہارے متعلق ہے" +
س۔ "جناب سقراط کونسا کام۔ مجھ تو آگے
ہی سر اٹھانے کی فرصت نہیں ہے۔ ہر ماہ
نقشے تیار کرنے پڑتے ہیں۔ اور نئی نئی باتیں
جو مجھ کو پڑھانی ہیں۔ جاننی اور سیکھنی پڑتی
ہیں" +
قراط۔ "ماسٹر جی آپ پرانی اچھی رسوم کے
محافظ ہیں" +
رس۔ "کیا اس نئے زائد کام کا مجھے کچھ
صلہ ملے گا" +
قراط۔ "نہیں ماسٹر جی۔ لیکن تمہارے ہاتھ میں
گاؤں کی آئندہ بہبودی ہے۔ تم ان لڑکوں
اور لڑکیوں کے چال چلن کو تربیت کے
سانچے میں ڈھالتے ہو اور مجھے اطمینان ہے
کہ اب بہت سی لڑکیاں تمہارے مدرسہ میں
داخل ہیں۔ اس تمہاری تربیت پر تمہارے
گاؤں کی بہبودی کا مدار ہے +
مدرس۔ میرا فرض منصبی تو صرف لکھائی۔ پڑھائی
حساب اور تاریخ جغرافیہ سکھانا پڑھانا ہے
سقراط۔ ماسٹر تاریخ و جغرافیہ کو دفع کرو۔ تمہارا
منصب یہ ہے کہ پڑھاؤ اور تعلیم و تربیت

سے دل اور دماغ کو روشن کرد"+
مدرس :"جناب مجھے بہت سے کام ہیں۔ یہ میں
کیسے کر سکتا ہوں"+
سقراط۔ تم خود نیک آدمی ہو۔ تمہاری رائے
ہیں پرانی اچھی رسوم قائم رہنی چاہئیں۔ اور
خراب رسوم کو موقوف کر دینا چاہئے"+
مدرس :"میرا تو یہ ہی خیال ہے"+
سقراط۔" اور تمہاری یہ بھی خواہش ہے۔ کہ
تمہارے شاگرد نئی بُری رسمیں اختیار نہ کریں"+
مدرس۔"بیشک"+
سقراط۔ پھر تم اپنے چلن اور اپنے افعال کو
نمونہ بنا کر اور گاہ بگاہ پند و نصیحت کر کے
اور اپنے اس رویہ سے کہ نیکی کی تائید اور
بدی کی تردید ہو۔ اپنے شاگردوں کے لئے
مثال قائم کر سکتے ہو تاکہ تمہارے شاگرد
نیک روش اختیار کریں+
مدرس۔" البتہ جناب سقراط یہ کام میں کر
سکتا ہوں"+
سقراط۔" تو پھر کرو۔ اس میں نہ تو تمہارا وقت
لگتا ہے نہ کچھ صرف ہوتا ہے۔ تم اس گاؤں
میں ایک روشن چراغِ ہدایت ہو۔ تم کو صرف
چراغ روشن رکھنا ہے+
مدرس۔ گاؤں کے مدرس کے لئے یہ ایک اعلٰے

نمونہ کمال ہے۔ لیکن میں حتی المقدور کوشش کروں گا"۔

سقراط۔ "پھر مستقبل میں تمہارا گاؤں تمہیں دعائیں دیگا۔ بچے تمہارے سپرد ہیں۔ تمہیں خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ تمہیں ناکامی نہ ہو۔ نیکی کی مثال قائم کرو۔ اب مجھے یاد آ گیا۔ کل جو میں تمہارے مدرسہ کے پاس سے گذرا۔ تو میں نے دیکھا کہ بہت سے لڑکوں اور لڑکیوں نے بہت سا زیور پہنا ہوا ہے۔ اُن کے ہاتھ اور چہرے بہت میلے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وقت پیدائش سے اُنہوں نے کبھی غسل نہیں کیا۔ ان میں سے بعض لڑکیوں کے کانوں میں اتنی بالیاں تھیں۔ کہ کان میں زیور کی جگہ مشین معلوم ہوتی تھی"۔

س۔ "جی ہاں یہ ہمیشہ ایسی حالت میں آتی ہیں"۔

سقراط۔ "لیکن کیا بچوں کو زیور پہنانا حماقت نہیں ہے۔ کیوں روپیہ اس طرح ضائع کیا جاتا ہے۔ اور یہ ہی روپیہ صابن۔ کونین اور مسہریوں پر صرف نہیں ہوتا"۔

س۔ "واقعی بڑی نادانی ہے"۔

سقراط۔ "پھر جب اُن کا یہ حال ہے۔ تو انہیں لکھانے پڑھانے کا کیا فائدہ"؟

س۔ "بچے مدرسہ میں پڑھنے آتے ہیں۔ میرا

کام صرف پڑھانا ہے۔ دوسری باتوں سے میرا کوئی سروکار نہیں "۔

سقراط "تمہارا کام تعلیم ہے۔ لیکن تندرستی اور صفائی کے بغیر تعلیم کیا شے ہے"؟

مدرس۔ "بیشک چنداں مفید نہیں۔ لیکن یہ باتیں میرے متعلق نہیں"۔

سقراط۔ "تو پھر کس کے متعلق ہیں"؟

مدرس۔ "مجھے معلوم نہیں۔ بہر حال یہ میرا کام نہیں۔ شائد یہ طلبا کے والدین کا کام ہوگا"۔

سقراط۔ "واقعی۔ لیکن ان کی تربیت بھی اسی طرح ہوئی تھی۔ جس طرح تم ان کو تعلیم دینا چاہتے ہو۔ پس وہ نہیں جانتے۔ کہ آغاز کون کرے"۔

مدرس۔ "مجھے معلوم نہیں۔ یہ میری درسی کتابوں میں کہیں نہیں لکھا"۔

سقراط۔ "تو تمہاری مدرسہ کی تعلیم کا مدعا کیا ہے"؟

مدرس "لکھنا اور پڑھنا وغیرہ سکھانا"۔

سقراط "اور پڑھنے اور لکھنے کا مدعا"؟

مدرس "مجھے معلوم نہیں۔ میرے خیال میں یہی ہوگا۔ کہ وہ پڑھنے اور لکھنے کے قابل ہو جائیں"۔

سقراط "لیکن اس کا کوئی آخری مدعا ہونا چاہیئے"۔

مدرس۔ "مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ بجز اس کے

کہ وہ روزی کما سکیں"۔

سقراط۔"لیکن جب وہ اپنا روپیہ زیور میں تباہ کر دینگے۔ تو گذارہ کیسے ہوگا۔ اور اگر وہ نجاست میں رہینگے۔ تو جوان ہونے سے پہلے کبھی ان میں سے بیمار پڑ کر مر جائیں گے"۔

مدرس:"تمہارے ان سوالات اور اصولوں نے تو مجھے گھبرا کر دیا"۔

سقراط۔"مجھ سے پوچھو تو تعلیم کا مدعا یہ ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو بہتر سے بہترین بنایا جائے۔ تاکہ وہ بہترین زندگی بسر کریں۔ اور تندرست اور خوش رہیں۔ وہ پڑھتے اس لئے ہیں۔ تاکہ اپنے گھروں اور کھیتوں کو بہتر بنا سکیں"۔

مدرس۔ ہاں میرے خیال میں بھی تعلیم کا آخری مدعا یہ ہی ہوگا"۔

سقراط۔ تو پھر مدرسہ میں پہلا سبق واقعی یہ نہیں ہے کہ الف۔ ب۔ ت پڑھیں۔ بلکہ اپنا چہرہ۔ آنکھیں اور ہاتھ دھوئیں۔ یہ نہیں ہے۔ کہ زیور پہنیں۔ بلکہ زیور کی جگہ کونین اور مسہریاں استعمال کریں"۔

مدرس۔"بیشک یہ ہی اعلےٰ اسباق ہیں۔

سقراط۔"کیا تمہارے خیال میں کوئی اور ان سے بہتر سبق ہے"۔

مدرس۔ "ہرگز نہیں"۔
سقراط۔ "تو پھر کیوں نہیں یہ سبق پڑھاتے"۔
مدرس۔ اگر یہ پڑھاؤں تو وہ امتحان میں فیل ہو جائینگے۔ اور جماعت نہ چڑھینگے۔ اور میری ترقی بند ہو جائیگی"۔
سقراط۔ "ماسٹر جی آپ کی ترقی بند نہیں ہوگی۔ یہ عملی تعلیم ہے۔ اگر تم لڑکوں اور لڑکیوں کو اس طرح پڑھاؤ گے۔ تو وہ تمہیں کبھی نیچا دیکھنے نہیں دینگے۔ ان کی قابلیت اور ذہانت بڑھ جائے گی۔ اور اس قدر بڑھ جائیگی کہ وہ بہت جلد امتحان میں کامیاب ہونگے۔ اور تم سچے معنوں میں تعلیم دے کر بچوں کو اس جنگ زندگی کے لئے تیار کرو گے جو ہر ایک کو جوان ہو کر درپیش ہے"۔
اس موقعہ پر آواز آئی۔ ایک ماں اپنے بچہ کو ایسی مغلظ گالیاں دے رہی تھی۔ کہ سقراط گھبرا کر اچھل پڑا۔ لیکن اوروں نے اس کی گالیوں کی پروا نہ کی۔
سقراط۔ "یہ بڑی عیب رسم ہے"۔
مدرس۔ "کونسی میں نے تو خیال نہیں کیا"۔
سقراط۔ "تم نے یہ گندی گالیاں نہیں سنیں"۔
مدرس۔ واہ یہ کونسی بات تھی۔ یہ گالیاں تو

میں خود اپنے شاگردوں کو بطور اظہارِ شفقت دیا
کرتا ہوں ۔ اور ہر ایک انہیں استعمال کرتا
ہے ۔ یہ گالیاں بچوں اور مویشیوں دونوں کو
دی جاتی ہیں ۔ ان سے کسی کا کچھ نہیں
بگڑتا"۔
سقراط۔ "کیا تمہاری سمجھ میں ایسے گندے الفاظ
کا استعمال جائز ہے"۔
مدرس:۔ "نہیں میرے خیال میں جائز تو نہیں
ہے ۔ لیکن یہ بے معنے ہیں ۔ ان کی کوئی پرواہ
نہیں کرتا اور اس سے کسی کا کچھ نہیں
بگڑتا"۔
سقراط:۔ "بیشک بگڑتا ہے ماسٹر جی خوب جانتے
ہو کہ بگڑتا ہے"۔
مدرس:۔ "ہاں اگر پرواہ کرو تو بگڑتا ہے"۔
سقراط۔ "تو پھر اس قسم کی گالیاں مت دو۔ اور
اپنے شاگردوں کو سمجھاؤ کہ اس سے نفرت کریں۔
جب تم سب اس قسم کے قابلِ نفرت الفاظ
استعمال کروگے ۔ تو لوگ تمہاری عزت کیسے
کرینگے ۔ اور پھر تمہارے بچے اپنی ماؤں بہنوں
کی خاک عزت کرینگے"۔
مدرس:۔ "جناب سقراط تم بال کی کھال کھینچتے
ہو۔ لیکن بات سچی کہہ رہے ہو۔ یہ گالیاں
دینے کی عادت قابلِ افسوس ہے"۔

سقراط۔ "تو پھر تم سے کم اپنے گاؤں میں اس قبیح عادت کا گلا گھونٹ دو۔ جب میں بچہ تھا۔ اور کبھی میری زبان سے کوئی نا ملائم بات نکل جاتی تھی۔ تو میری ماں صابن اور برش لے کر میری زبان کو دھوتی اور صاف کرتی تھی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ بڑے الفاظ استعمال کرنے کی عادت میں نے فوراً چھوڑ دی"۔

مدرس۔ "میرے خیال میں اگر ہم بھی یہی طریقہ اختیار کریں۔ تو نہ صرف بچوں کی بلکہ ہم سب کی زبانیں صاف ہو جائیں"۔

سقراط۔ "اچھا تو اب آغاز کرو۔ اگر صحیح استعمال کرنا چاہو۔ تو تم مدرسوں کی طاقت حیرت انگیز ہے"۔

نظم

بچّے ہمارے پھول ہیں باغِ بہار کے
کہتا ہوں میں مدّرسو! تم کو پکار کے

یہ لاجواب پھول ہیں بہرِ کرم انہیں
تم باغباں ہو باغ میں رکھنا سنگھار کے

یہ لاجواب ہیرے ہیں کانِ امید کے
صراف تم ہو ان کو پرکھنا نکھار کے

گالی نہ دو کہ گالیاں یہ بھی نہ سیکھ لیں
اور ساری عمر روئیں یہ قسمت کو ہار کے

طاقت تمہاری غور سے دیکھو ہے بےحساب
کیا بات ہے جو داغ مٹیں داغدار کے

بچّوں کو جب پڑھاؤ تو ہو تربیت بھی ساتھ
بگڑے اگر کوئی تو دکھا دو سدھار کے

رسمیں مضر جو ہیں انہیں جڑ سے اکھیڑ دو
شاگردوں کو نمونہ بنا دو سنوار کے

([illegible])

گاؤں کا نمبردار

نمبردار "جناب سقراط صاحب میں لوگوں کو بتاتے بتاتے کہ اس طرح حالت زندگی بہتر ہو سکتی ہے تھک گیا۔ لیکن میری کوئی نہیں سنتا"۔

سقراط "نمبردار جی مجھے ایک گیت لکھنا پڑیگا۔ جس کا دوہرا یہ ہوگا "بہتیرا سمجھایا نہیں کوئی مانتا۔ جہاں کہیں جاتا ہوں یہ ہی سنتا ہوں"۔

نمبردار۔ بالکل درست ہے جناب سقراط صاحب! اس ترقی کے زمانہ میں ہمیں بڑی مشکل درپیش ہے۔ کوئی بھی ہمارا حکم نہیں مانتا"۔

سقراط "نمبردار جی اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا تمہاری کوئی توقیر یا عزت نہیں ہے۔ کیا لوگ تمہاری قدر نہیں کرتے"۔

نمبردار۔ "قدر بھی ہے عزت بھی ہے۔ مگر میں نہیں جانتا یہ بات کیا ہے۔ آج کل کوئی ہماری سنتا ہی نہیں"۔

سقراط۔ "جب وہ اس فرق کو دیکھتے ہیں۔ جو ان ترقیوں سے تمہاری صحت دولت اور خوشحالی میں نمایاں ہے تو وہ اس عمدہ مثال کی تقلید کے لئے فوراً پیش قدمی کرتے ہیں"۔

نمبردار "میں جناب کا مطلب نہیں سمجھا"۔

اُونٹ رہٹ چلا رہا ہے۔

سقراط: "میرا مطلب یہ ہے کہ جب وہ تمہارے رہٹ کے فائدے دیکھتے ہیں۔ تو کیا وہ خود نہیں لگواتے"؟

نمبردار: "جناب سقراط میرے پاس تو کوئی رہٹ نہیں ہے"۔

سقراط: "لیکن کیا تم کئی سال سے لوگوں کو مجبور نہیں کر رہے کہ رہٹ منگواؤ"؟

نمبردار: "کئی سال سے دن رات کہہ رہے ہیں۔ مگر کسی نے نہیں مانا۔ بہتیرا سمجھایا کوئی نہیں منواتا"۔

سقراط: "انگریزی زبان میں مثل ہے کہ آدھ چھٹانک عمل نصف سیر وعظ کے برابر ہے۔ جب وعظ کر کر کے تمہارا گلا بیٹھ جاتا ہے۔ تو وہ ہنستے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ اگر رہٹ ایسا اچھا ہوتا جیسے کہ وہ بیان کرتا ہے۔ تو اسے وہ خود ضرور منگاتا۔ اس لئے ٹھہرو اور دیکھو جس وقت وہ خود لگا لیگا۔ تو ہم بھی منگوا لینگے"۔

نمبردار: "جناب میں نے اس بات کا خیال نہیں کیا۔ میں نے یہ سمجھا تھا۔ کہ میرا فرض صرف لوگوں کو سمجھاتا ہے"۔

سقراط: "جس وقت تم لوگوں کو کہتے ہو۔ کہ کنوؤں کی عادت ہے گڑھوں سے اٹھ۔ یا باہر جہاں پاخانہ آیا وہیں بیٹھ گئے یہ ترک کر دو تم خود اندر

تمہاری بیوی اور بچے اس عادت کو برابر سئے جاتے ہیں اور ترک نہیں کرتے۔ کیا تم نے خود کبھی صفائی اور خودداری کی مثال قائم کی ہے"

نمبردار "نہیں کی۔ اور کرتے ہیں وہی میں کرتا ہوں"

سقراط "تو پھر نمبردار جی تمہارا دل ہمارے ساتھ نہیں ہے"

نمبردار "معلوم تو یہ ہی ہوتا ہے"

سقراط "کیا تم لیڈر (رہنما) ہو کہ ہیرو۔ تم قدم بار دوں کے پیچھے پیچھے گدھوں کی طرح ہو سکتے ہو۔ لیکن خود ہمارے امداد کچھ نہیں کرتے۔ تم اس انتظار میں ہو کہ اور لوگ محاذ میں جائیں۔ اور نئی ترقیات کا امتحان کریں۔ تاکہ اگر انہیں کامیابی ہو تو تم بھی اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ نمبردار کے لئے یہ کیسی ذلت کی بات ہے۔ نہ صرف نمبردار کے لئے بلکہ ہر ایک کے لئے جس کا یہ خیال ہو کہ وہ گاؤں میں صاحب حیثیت یا بڑا آدمی ہے۔ کیا تمہارے لئے یہ شرم کا مقام نہیں ہے۔ کیا تمہیں اپنے آپ سے نفرت نہیں آتی"

نمبردار "تم ٹھیک مجھے شرمندہ کر رہے ہو۔ لیکن یہ تنہا گاؤں کے ہنسی مذاق کا مقابلہ

بہت مشکل ہے"۔

سقراط۔"نمبردار جی کسی کو تو ضرور پہل کرنی چاہیئے ورنہ کبھی کوئی ترقی نہ ہوگی"۔

نمبردار۔"آپ سچ کہہ رہے ہیں"۔

سقراط۔ پھر تم سے جو گاؤں کے مسلمہ لیڈر ہو کون بہتر ہے کہ ابتدا کرے۔ تم دولت مند ہو اس لیئے نئی چیزوں کی آزمائش کی تم میں توفیق ہے۔ فرض کیا کہ ان میں کامیابی نہ ہو تو پھر بھی کوئی ہرج نہ ہوگا۔ تم برباد نہ ہو جاؤ گے۔ یہ چھوٹے آدمی آزمائش کی توفیق نہیں رکھتے۔ لازمی ہے۔ کہ وہ بڑے آدمیوں کی آزمائش کے بعد اگر فائدہ دیکھیں۔ تو تقلید کریں۔ سچ پوچھو تو تمہارے ضلع میں کسی اعلان شدہ نئی چیز کے استعمال میں ناکامی نہیں ہوئی۔ پہلے ان کی اچھی طرح سے آزمائش کی گئی ہے اور جب انہیں مفید پایا ہے۔ تو پھر ان کا اعلان ضلع کے گزٹ۔ بڑے بڑے اشتہاروں۔ گیتوں اور ڈراموں کے ذریعہ ہوا ہے"۔

نمبردار۔"جناب سقراط میں آپ کا مطلب پا گیا۔ میں لیڈر ہوں۔ اور مجھے ضرور رہنمائی کرنی چاہیئے۔ میں کوشش کرونگا"۔

سقراط۔"اور آپ صوبیدار صاحب اور آپ رسالدار

صاحب آپ چھاتی پر ہاتھ مار کر اور اپنے تمغے دکھا کر کہتے ہیں۔ کہ آپ نے بڑی دلیری سے فرانس اور میسی پوٹیمیا میں اپنے ہمراہیوں کو میدان میں نکالا۔ اسی طرح گھر آ کر اپنے گاؤں کی رہنمائی کیوں نہیں کرتے"۔

صوبہ دار۔ "جناب سقراط میدان جنگ میں فوج کی رہنمائی اس قدر دلیری کا کام نہیں۔ جس قدر گاؤں کو یہ سمجھانا کہ پرانی بڑی رسموں کو خیر باد کہو"۔

سقراط۔ "آپ بجا فرماتے ہیں۔ لیکن صوبہ دار گاؤں کی اصلاح اور ترقی میں نمایاں حصہ لے کر اپنی کلاہِ عزت کو اور چار چاند لگا دو"۔

صوبہ دار۔ بڑے میاں میں کوشش کرونگا۔ لیکن میں گھر آرام کے لئے آتا ہوں۔ نہ کہ ایک جنگ شروع کرنے کو یہ جنگ خاک دھول غلاظت۔ بیماری۔ پستی اور افلاس کے خلاف ہوگا"۔

سقراط۔ "اچھا کوشش کرو۔ اس کا صلہ یقینی ہے اور کسی کی جان جانے کا بھی جنگ میں اندیشہ نہیں۔ ہنسی گولیوں کی طرح کسی طرح کسی کی جان نہیں لیتی۔ ہنسی تمسخر سے تم بہت جلد محفوظ ہو جاؤ گے۔ جتنا زیادہ وہ تم پر ہنسیں۔

اتنا زیادہ تم دانت پیس کر اپنے گاؤں کی
بہبودی کے لئے جنگ کرو +

صوبہ دار۔ اس مقدس جنگ میں جناب سقراط
میں آپ کے ساتھ ہوں +

سقراط۔ اس جنگ میں ہماری فتح یقینی ہے۔ اور
ہر فتح پر ہماری فوج کی طاقت بڑھتی ہے۔
جس کسی کو یا جس ایک سے کی ہے کو ہم اپنے
ساتھ ملا لینگے یا اپنا ہم خیال بنا لینگے
وہ ہمارا اشتہار اور معاون بن جائے گا۔
اس لئے ہماری کامیابی آخر کار یقینی ہے۔
مگر یاد رہے کہ یہ زبانی جمع خرچ کی لڑائی
نہیں۔ یہ جنگ عمل ہے" +

صوبہ دار و نمبردار۔ "ہمارا یقین ہے۔ کہ آپ
سچ فرما رہے ہیں۔ ترقی کرا جے" +

مقدس جنگ یعنی پاک لڑائی

سقراط حسب عادت چوپال میں گیا اور وہاں اس نے دیکھا کہ بہت سے آدمی جمع ہیں۔ جو پہلے یا تو افسر یا فوجی سپاہی رہ چکے تھے۔ سب نے زرق برق وردیاں پہنی ہوئی۔ اور تمغے سجائے ہوئے تھے اور بڑے خوش اور مغرور معلوم ہوتے تھے +

سقراط: رام رام مہاراج۔ آج تو تم خوب بھیلے معلوم ہوتے ہو۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہیں دیکھ کر اس وقت کیا یاد آ رہا ہے +

سابق افسر۔ "جناب سقراط ہمیں بھی بتائیے" +

سقراط۔ "کوڑے کے ڈھیر پر مور" +

سابق افسر۔ "آج تو آپ بہت بد اخلاق ہیں۔ بڑے میاں اس توہین آمیز مقابلہ سے تمہیں کیا فائدہ"؟

سقراط۔ "بات یہ ہے کہ تمہارا لباس شاندار ہے۔ اور تمہارے جسم پر بہت سے تمغے ہیں۔ لیکن تمہارا گاؤں غلیظ ہے" +

سابق افسر۔ بدقسمتی سے یہ درست ہے۔ لیکن یہ تو تمہیں ماننا پڑیگا۔ کہ تمہاری تشبیہ کے بموجب یہ قدرتی بات ہے +

سقراط۔ "بھلا مور کوڑے کے ڈھیر لگاتے ہیں؟"

سابق افسر۔ "نہیں"۔

سقراط۔ "اور کیا گاؤں کی میلی حالت کے تم سب ذمہ دار نہیں"۔

سابق افسر۔ "کسی حد تک ذمہ دار ہیں تو سہی"۔

سقراط۔ "بہر حال آج کیا تقریب ہے۔ کیا کوئی شادی ہے یا گارڈن پارٹی (سیر باغ) ہے"۔

سابق افسر۔ "جناب سقراط پارٹی کیا۔ یہاں تو کوئی باغ ہی نہیں"۔

سقراط۔ "تو پھر تمہاری مستورات شام کو ہوا خوری اور ورزش کے لئے بچے کہاں لے جاتی ہیں"۔

سابق افسر۔ "آپ کا خیال کہاں ہے۔ کہیں بھی نہیں"۔

سقراط۔ "لیکن ایک صوبہ دار میجر کی بیوی کو ویسا ہی صاف اور سمجھ دار اور خوش پوش ہونا چاہئے۔ جیسا کہ اُس کا خاوند۔ مجھے تو یقین نہیں۔ کہ اور زمینداروں کی بیویوں کی طرح وہ بھی اندھیرے اور غلیظ گھر میں رہتی ہو"۔

سابق صوبہ دار۔ "جیسے گاؤں کی اور عورتیں رہتی ہیں۔ ویسے ہی وہ بھی رہتی ہے"۔

سقراط۔ "تو صوبہ دار میجر صاحب فوج میں رہ کر

جو تربیت اور تمیز آپ نے حاصل کی تھی۔ وہ سب ضائع گئی - اگر تم اپنے پرانے طریقوں پر قانع ہو تو اپنی وردی اور تمیز کو بالائے طاق رکھ کر جو کچھ سیکھا ہے۔ وہ بھول جاؤ +

صوبہ دار میجر۔ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؛ ہمارے متعلق آپ کے دماغ میں ہمیشہ نئے نیئے پیدا ہوتے رہتے ہیں +

سقراط "ہاں تم سے جو افسر رہ چکے ہو۔ مجھے یہ توقع ہے۔ کہ تم گاؤں میں اپنے ساتھ تعلیم و تربیت بہت نہیں تو تھوڑی سی لاؤ۔ تاکہ تمہارے گھر آرام اور حفظان صحت کے نمونے بن جائیں۔ اور اپنی مستورات اور بچوں کے لئے باغات لگاؤ تاکہ وہ ان میں سیر و تفریح کے لئے جایا کریں" +

صوبہ دار میجر۔ جناب سقراط خیال تو بہت اچھا ہے اور ہمیں اس کام کی توفیق بھی ہے لیکن ہم میں اتفاق نہیں ہے - اور کوئی ہم میں سے پہل کرنے کی جرأت نہیں کرتا" +

سقراط۔ "پھر وہی پرانی رٹ ! بُرے کاموں میں تو ہم فوراً متفق ہو جاتے ہیں۔ اور شرارت کا راستہ دکھانے کو ہم میں سے فوراً لیڈر بھی پیدا ہو جاتے ہیں - لیکن نیک کاموں کے

میں اتفاق نہیں ہے - اور ہم میں کوئی نہیں ہے - کہ لیڈر بن کر پیش قدمی کرے - اور مثال قائم ہو"۔

صوبہ دار میجر - "جناب یہ ہی بات ہے - اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے"۔

سقراط - "تو پھر ہمیں کوشش کرکے اسے بدلنا چاہیئے - سب سے پہلے آغاز ایسے ہو - کہ ہم اُن لوگوں کا جو افسر رہ چکے ہیں - ایک کلب بنائیں - اور کچھ روپیہ جمع کرکے ایک چھوٹا سا باغ لگائیں - جس میں عورتیں اور بچے آ کر بیٹھیں - اور ایسے تمام طریقوں کی تلاش اور چھان بین کریں - جن سے دیہاتی زندگی سُدھر جائے - ہم غریب نہیں ہیں اور کئی نئی اشیا مثلاً اچھا بیج - لوہے کے ہل - رہٹ - وغیرہ استعمال کرکے ہم روپے کمائیں گے - اور باتیں جن سے گرد و غبار اور بیماریاں معدوم ہو جاتی ہیں - ہماری جیب خالی نہیں کرتیں - اور جو وقت ہمارا بسترِ بیماری پر ضائع ہوتا ہے - اگر بچ رہا تو وہ بھی روپیہ کمانے میں صرف ہوگا - پھر خیال کرکے تو دیکھو - آزمائش تو ہو"۔

صوبہ دار میجر - "بہت اچھا جناب سقراط ہم کوشش کریں گے - اور دیکھیں گے - کہ میدان

جنگ میں تو اپنے بہادر سپاہیوں کی رہنمائی کر سکتے تھے۔ اب اپنے پر امن دیہات میں بھی ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ یا نہیں"۔

نظم

اے زمیندار و بتاتا ہوں تمہیں میں ایک بات
اور ترقی کی تمہیں سمجھاتا ہوں میں کائنات
گر کوئی یہ چاہتا ہے اس کی بھی کوئی سنے
پیش قدمی وہ کرے اور پہلے خود اچھا بنے
شورِ بے ہنگام سے بہتر ہے ہو ہم میں عمل
ہم کو دیتی ہیں سبق دن رات یہ نحل و نمل
کیا غضب ہے اچھی باتوں سے تو اب چکراؤ تم
اور برے کاموں میں سب یکبارگی مل جاؤ تم
آپ بن جاؤ نمونہ تاکہ پھر تقلید ہو
آپ کے منہ سے جو نکلے اس کی پھر تائید ہو

مترجم

ملازمان سرکار

سقراط جو گاؤں میں آیا تو اُس نے دیکھا۔ کہ پٹواری۔ قانونگو ۔ ذیلدار۔ سفید پوش۔ نمبرداروں کو لئے بیٹھے ہیں۔ اور جدید جمعبندی تیار ہو رہی ہے۔ اور اُس پر بحث ہو رہی ہے۔ اُس وقت سقراط غصّہ میں تھا۔ اور خفا اس لئے تھا۔ کہ کئی دن سے گاؤں میں صفائی نہیں ہوئی تھی۔ اُپلوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ اور کتّے بھونک رہے تھے۔ وہ خرابیاں جنہیں دیکھ کر وہ بہت ناخوش ہوتا تھا۔ ہر طرف نظر آ رہی تھیں +

سقراط۔"بندگی۔" (کسی نے جواب نہ دیا) +

سقراط۔ (بلند آواز سے) "بندگی" +

پٹواری۔"چپ! کیا تجھے نظر نہیں آتا کہ حاکم مشورہ کر رہے ہیں۔ بڈھے تو کون ہے کہ آ کر بیچ میں ٹرا رہا ہے" +

سقراط۔"کون حاکم؟ او نوجوان اور بد تمیز بابو" +

پٹواری۔"خبردار بڈھے ورنہ اس زبان درازی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ دیکھتا نہیں کہ میں ملازمِ سرکار ہوں۔ درجہ سوم کا پٹواری چھ ماہ سے مستقل ہوا ہوں۔ اور یہ بھی سب ملازمانِ سرکار ہیں" +

سقراط - "خداوند معاف فرمائیں - مگر آپ نے ابھی کہا تھا - کہ ہم حاکم ہیں - اور اب کہتے ہو - کہ ملازمانِ سرکار ہیں" +

پٹواری - "البتہ ہم حاکم ہیں" +

سقراط - "مگر جو شخص ملازم ہے - وہ حاکم کیسے ہو سکتا ہے"؟

پٹواری - "بیشک ہو سکتا ہے - چونکہ ہم ملازمانِ سرکار ہیں - اس لئے حاکم بھی ہیں" +

سقراط - "ملازم کا کام تو خدمت کرنا ہے - وہ حاکم کیسے ہو سکتا ہے" +

پٹواری - "ہم سرکار کے ملازم ہیں - اس لئے حاکم ہیں - خبردار زبان سنبھال کے بول" +

سقراط - "بہت اچھا لیکن معاف کرنا - مجھے یہ اچنبھا ہے کہ بہ حیثیت ملازم تم کس کی خدمت کرتے ہو" +

پٹواری - "سرکار کی اور کس کی او احمق بڈھے" +

سقراط - "اور یہ سرکار کیا ہے؟ انسان ہے یا کوئی چیز ہے! آخر ہے کیا؟ یہ کس طرح قائم ہے" +

قانونگو - "پٹواری جی تم باچھ تیار کرو اور میں اس بڈھے سے بات کرتا ہوں - ارے بڈھے انتظامِ ملک کے لئے حکومت یا سرکار ایک مجلسِ انتظام ہے - جس کا مدار مال گذاری اور

ٹیکسوں پر ہے جو وہ لگاتی ہے"۔

سقراط۔"قانونگو جی! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن یہ مال گذاری اور ٹیکس کون ادا کرتا ہے"۔

قانونگو۔"زمیندار اور دوکاندار دیتے ہیں۔ اور کون"؟

سقراط۔ تو پھر گورنمنٹ کے مالک تو یہ لوگ ہوئے جو اُس کے لئے روپیہ دیتے ہیں۔

قانونگو۔"یہ ہی بات ہے"۔

سقراط۔"تو پھر یہ بڑی حکومت انہیں کے لئے ہے۔

قانونگو۔"ہاں"۔

سقراط۔"تو پھر تمام ملازمانِ سرکار جن کا ذکر آنریبل (معزز) پٹواری نے کیا ہے۔ ملازمان سرکار ہیں"۔

قانونگو۔"ہاں"۔

سقراط۔"تو جب حکومت اُن لوگوں کی ہے۔ جو ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ تو پھر حکومت کے ملازم بھی ان کے نوکر ہوئے"۔

قانونگو۔"ہاں یہ ہی بات ہے"۔

سقراط۔"جب تمام زمیندار اس گاؤں کا مالیہ ادا کرتے ہیں۔ تو تمام ملازمانِ سرکار اس گاؤں کی خدمت کے لئے مامور ہیں۔

قانونگو - "ہاں میرے خیال میں اصلیت تو یہ ہی ہے"۔

سقراط - "تو پھر اس بات کی ٹھیک کہ ہم حاکم ہیں غلطی ہے۔ آپ کا پٹواری اور آپ سب پبلک اور اس گاؤں کے لوگوں کے ملازم ہیں"۔

قانونگو - "ہیں تو سہی"۔

سقراط - "تو پھر کیا مناسب نہ ہوگا۔ کہ اس پٹواری کو فہمائش کی جائے کہ اس عمر میں اپنی زبان کو لگام دے۔ اور اس بات کا خیال رکھے۔ کہ وہ زمینداروں کا ملازم ہے۔ نہ کہ خود مختار حاکم"۔

قانونگو - "ضرور سمجھاؤنگا"۔

سقراط - "تم سب ملازمان سرکار پڑھے لکھے ہو؟"

قانونگو - "اگر تعلیم یافتہ نہ ہوں تو کام کیسے چلے"۔

سقراط - "تو پھر تم سب اعلان اور اشتہارات جو گرٹھوں اور صفائی اور تعلیم اور چیچک کے ٹیکے اور ترقی دیہات کے متعلق شائع اور جابجا چسپاں کئے جاتے ہیں پڑھتے ہوگے اور ضلع کا گزٹ بھی دیکھتے ہوگے۔ کیا تم ایسا نہیں کرتے"۔

قانونگو - "جہاں تک میرا یقین ہے۔ میں نے یہ

سب چیزیں دیکھی ہیں ؟
سقراط۔ کیا تم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا لیکچر سُنا ہے۔ اور تم لوگوں کو سمجھاتے ہو کہ دیہات میں درستی حالات کے لئے کیا کیا کرنا مناسب ہے ؟
اس پر قانونگو - پٹواری - ذیلدار اور سفید پوش سب کے سب یکزبان ہو کر بولے کہ ہاں سنا ہے - اور سُنتے سُنتے ہم اُکتا گئے تھے۔ ایسی لچر باتیں ہم نے کبھی نہ سنی تھیں۔ بھلا کوئی بتائے کہ اس کا ہم سے کیا واسطہ ہے۔ اس قسم کا جنون کبھی کبھی تحصیلدار صاحب کو بھی ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہماری زندگی تلخ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن شکر ہے - اس وقت تک تو بچے ہوئے ہیں ؟
سقراط۔ (گرج کر) اگر تم اسے جنون کہتے ہو تو خدا کرے - ڈپٹی کمشنر تمہیں سب کو کاٹ کھائے - تم سب نمک حرام ہو ؟
قانونگو نے سقراط خبردار - یہ بہت سخت الفاظ ہیں - ہم کو ایک بوڑھے کی خوشی کی خاطر اُس کی ہاں میں ہاں ملانے میں عذر نہیں - لیکن تم حد سے باہر جا رہے ہو - اور تمہیں پچھتانا پڑے گا ؟
سقراط۔ اوہو کیا ہؤا جناب حاکم صاحب میں

معافی مانگتا ہوں۔ جناب ملازم سرکار صاحب؟ تمہیں اس تمام کام کی حقیقت معلوم ہے۔ اور خوب جانتے ہو کہ اس میں سراسر بھلائی اور لوگوں کی بہتری ہے۔ باوجود اس علم کے تم اس کام سے نفرت کرتے ہو۔ اور اُن لوگوں کا جو اسے عملی جامہ پہناتا چاہتے ہیں۔ مذاق اُڑاتے ہو اور مدد دینے سے انکار کرتے ہو"+

قانون گو۔" یہ ہمارا فرض منصبی نہیں ہے"+

سقراط۔ لیکن تم نے ابھی کہا تھا کہ تم ملازمان سرکار ہو یعنی ان زمینداروں کے ملازم جو گرد و غبار اور بیماریوں سے مر رہے ہیں جو غلاظت اور پستی کی حالت میں زندگی بسر اور بلا وجہ افلاس اور مصیبت برداشت کر رہے ہیں"+

قانون گو۔" ہمارے متعلق جو فرائض ہیں۔ ان میں یہ کام شامل نہیں ہیں"+

سقراط۔" لیکن تمہیں تنخواہ ان ٹیکسوں میں سے ملتی ہے۔ جو یہ لوگ ادا کرتے ہیں۔ تم وہ مدارس۔ سڑکیں اور ہسپتال استعمال کرتے ہو۔ جن کا خرچ اِن لوگوں نے اُٹھایا ہوا ہے۔ اور پھر ان کی حالت سدھارنے کی ذمہ واری تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو"+

قانون گو۔" اگر دیہات میں یہ خرابی برپا ہے۔ تو

تعجب کا مقام نہیں - کیونکہ تم تعلیم یافتہ لوگ (کیونکہ صرف تمہیں کو معلوم ہے کہ کیا کرنا چاہیئے) خدمتِ عوام کی ذمہ داری کو تسلیم کرنے سے انکاری ہو۔ فرض کرو کہ ایک لڑکا یا ایک گائے یا ایک عورت بھی (معاف کرنا میں نے عورت کا نام سب سے آخر لیا ہے گویا وہ سب سے کم ضروری ہے۔ مگر میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ عورت سب سے حقیر سمجھی جاتی ہے) کنوئیں میں گر پڑے تو کیا اُس وقت تم یہ کہہ سکو گے کہ تم مدد کے لئے کسی کو بُلا نہیں سکتے - کیونکہ یہ تمہارا فرض نہیں ہے"+

قانونگو۔ "سقراط صاحب عقل کی بات کرو۔ یہ معمولی سمجھ اور آدمیت کا سوال ہے۔ میں فوراً مدد کے لئے شور و غل کرکے لوگوں کو بلاؤنگا۔ اور اپنی پگڑی اوتار کر اور اُس کو رسی کی جگہ استعمال کرکے کنوئیں میں گرنے والے کو نکالنے کی کوشش کروں گا"+

سقراط۔ "مگر اس سے تمہارا ایک گھنٹہ ضائع ہوگا اور تمہاری پگڑی کا ستیا ناس ہو جائیگا"+

قانونگو — "سقراط یہ میرا فرض عین ہے۔ کہ امداد کردں"+

سقراط۔ "اور اگر کسی گھر کو آگ لگ جائے"+

قانونگو ۔ "جو کچھ مجھ سے ہو سکے کرونگا ۔ چاہے میرے تمام کپڑے خراب ہو جائیں" +

سقراط ۔ "احساس فرض کے باعث" ؟

قانونگو ۔ "اور نہیں تو کیا" +

سقراط ۔ "یہ تو تمہارا فرض ہے ۔ اور کیا یہ فرض نہیں ہے کہ بچوں کو بوجہ غلاظت بیماری اور جہالت اپنی آنکھیں ۔ صحت خوبصورتی اور جان گنواتے دیکھو۔ اور انہیں یہ نہ کہو کہ تمہیں کیا کیا کرنا چاہئے ۔ گاؤں والوں کی نصف فصل اُن کی اپنی نادانی سے ضائع ہو جانے دو اور انہیں یہ نہ بتاؤ ۔ کہ اگر ایسا کروگے تو نقصان ہوگا" +

قانونگو ۔ "اِس وقت تک میں نے اس معاملہ کو اس نگاہ سے نہیں دیکھا تھا ۔ اب تمہاری گفتگو سُن کر میرے دل میں کئی شکوک پیدا ہو گئے ہیں اور قیاس یہ کہتا ہے کہ تم سچے ہو ۔ اور ہم ملازمانِ سرکار نمک حلال نہیں ہیں" +

سقراط ۔ "اگر ایک بچہ کنوئیں میں ڈوب کر مرتا ہے ۔ یا سنیپلا یا پیچش سے جان دیتا ہے ۔ تو بات تو ایک ہی ہے ۔ البتہ اگر ڈوب کر مرے تو اُس کو اتنی تکلیف نہیں ہوتی ۔ جتنی کہ ان بیماریوں میں اور جن سے اوروں کو بھی بیمار ہو جانے کا خطرہ ہو جاتا ہے" +

قانونگو ۔ "جناب سقراط آپ راستی پر ہیں ۔ آپ

نے مجھے اپنے فرائض کا نیا پہلو بتا دیا ہے۔
اب میں آپ کے فرمانے کے بموجب عمل کرونگا۔
اور آپ آئندہ مجھے اور میرے پٹواریوں کو اپنا حقیقی معاون پائینگے۔ اور آپ بھی ذیلدار اور سفید پوش صاحبان اس بات کو یاد رکھیں۔ ہم لوگوں کا بڑا رسوخ ہے۔ اور ہمیں کئی موقعے ملتے رہتے ہیں۔ تم ان موقعوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور بجائے اس کے کہ ٹڈیوں اور مکڑیوں کی طرح گاؤں میں رہو۔ اپنے ابنائے جنس کی بہبودی کی کوشش کرو۔ خدا حافظ جناب سقراط میں آپ کے تلخ مگر بے نظیر سبق کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس کو کبھی فراموش نہ کروں گا"۔

جب یہ اہلکار رخصت ہو گئے۔ تو ایک سابق فوجی افسر نے جو قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ کہا "سقراط شاباش یہ لوگ بڑے ظالم ہیں میں خوش ہوں کہ تم نے ان کو ٹھیک بنایا"۔

سقراط (بہت خفا ہو کر) "اور تم جو افسر اور سپاہی رہ چکے ہو۔ تم کون ہو۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو تم اُن سے بد تر ہو۔ تم نے فوج میں سب کچھ سیکھا ہے۔ تم صفائی اور حفظان صحت کے اصول جانتے ہو۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ بیماری سے کس طرح بچاؤ

ہو سکتا ہے۔ تم نے کئی ملک دیکھے ہیں۔ اور تمہیں معزز اور تعلیم یافتہ افسران سے گفتگو کا موقعہ ملا ہے۔ جنہوں نے تمہیں بڑی احتیاط سے تعلیم دی تھی۔ اور تمہیں اپنے بچوں کی طرح جانا تھا۔ اب تم پنشن لے کر گھر آئے ہو۔ اور جو پنشن تمہیں ملتی ہے۔ اس کے دینے والے گاؤں کے زمیندار ہیں۔ لیکن بجائے اس کے کہ تم اہل دیہہ کے لئے ترقی کی مثال قائم کرتے۔ انہیں بتاتے کہ کیسے اچھی رہائش اور زراعت ہو سکتی ہے۔ اور کیونکر بیماریوں سے انسان محفوظ رہ سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ تم انہیں مجبور کرتے کہ عورتوں کی عزت کرو۔ اور اپنی لڑکیوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرو۔ تم اپنی پرانی عادت میں اہل دیہہ کی طرح مبتلا ہو۔ اور غلاظت میں رہتے ہو۔ گویا تم نے اپنی تربیت کو اپنی وردی کی طرح اُتار کر پھینک دیا ہے۔ تم کون ہو چند سست الوجود جو علم سے بہرہ ور تو ہیں۔ مگر کاہلی کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتے حیف ہے تم پر"۔

سابق افسر۔ "سقراط جو کچھ تم نے کہا ہے وہ ایک حد تک درست ہے۔ مگر پھر بھی ہم ان اہلکاروں کی طرح ظالم نہیں ہیں"۔

سقراط۔ (پھر خفگی کے لہجہ میں)۔ "ہاں ظالم تو نہیں ہو لیکن بڑے نکھٹو ضرور ہو۔ اور دن کی کمائی کھاتے ہو اور اُس کے بدل میں اُنہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے۔ اے لوگو جو افسر اور سپاہی رہ چکے ہو۔ غفلت کی نیند سے جاگو اور وہ مفید سبق جو تم نے فوج میں سیکھے ہیں۔ اُنہیں عمل میں لاؤ۔ تاکہ تمہارے گھر اور گاؤں صاف ستھرے۔ باقاعدہ اور تندرستی سے مالا مال دکھائی دیں"۔

سابق۔ "آج تمہاری زبان تو بڑی کڑوی ہے مگر ہم کوشش کریں گے تاکہ اس نیک کام میں مدد دے سکیں"۔

سقراط۔ "یہ سن کر میں خوش ہوا۔ میری زبان کا قصور معاف کرو۔ صوبہ دار صاحب میری نیت صاف ہے۔ البتہ جب میں آپ کی طرف سے مایوس ہو جاتا ہوں۔ تو مجھے غصہ آ جاتا ہے۔ میں خود فوج میں رہ چکا ہوں۔ اور ہر سپاہی میرا بہترین دوست ہے"۔

انسان کی بلندی اور فضیلت

سقراط۔" چودھریو میں بڑی دیر سے تمہاری دیہاتی زندگی پر غور کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں حقیقت تو یہ ہے کہ جنگلی حیوانوں پر جنہیں تم ذلیل سمجھتے ہو۔ تمہیں چنداں فوقیت حاصل نہیں ہے"۔

زمیندار۔" بڑے میاں آج تم فساد پر تلے ہوئے ہو خیر تو ہے آج تم نے ہم سب کے لتے کیوں لے ڈالے"۔

سقراط۔" سنو آج صبح جو میں اِس طرف آ رہا تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ بہت سے آدمی کھیتوں اور گاؤں کے رستوں میں پاخانہ پھر رہے تھے۔ اس وقت ان میں اور گاؤں کے حیوانوں میں کچھ فرق نہ تھا۔ اور نہ ہی صفائی اور ستر کا خیال تھا۔ سچ پوچھو۔ تو اس بارہ میں حیوان تم سے زیادہ صاف ہیں"۔

زمیندار۔" سقراط تقاضائے حاجت کو کسی نہ کسی وقت اور کہیں نہ کہیں جانا ہی پڑتا ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ ہمارے راستے خام ہیں۔ اور بدبو سے دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔ مگر ہم لوگ ایسے عادی ہو چکے ہیں۔ کہ اسے چنداں محسوس ہی نہیں کرتے۔ بھلا سقراط آپ ہی بتلائیے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے"۔

سقراط۔" کیا آج کل آپ لوگ کوڑے کرکٹ کے لئے

گاؤں سے باہر گڑھے نہیں کھودتے"۔

زمیندار:۔"گڑھے ہیں۔اور یہ آپ کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ ان گڑھوں کی بدولت اب ہمارے گاؤں بہت صاف ہیں۔ اب ہمارے بچوں کی صحت بہت اچھی ہے۔ اُن کی آنکھیں نہیں دکھتیں۔ مکھیاں بہت کم ہوتی ہیں۔ اور فصل بہ نسبت پہلے کے دو چند ہوتی ہے۔ بے شک یہ گڑھے ہمارے لئے بڑے مفید اور نفع رساں ثابت ہوئے ہیں"۔

سقراط۔"ان گڑھوں سے ٹٹیوں کا کام لو۔ ان کے گرد دیواریں بنا لو۔ یا چلمنیں لگا دو۔ ان پر دو تختے آمنے سامنے رکھ دو۔ اس طرح پر اعلےٰ درجہ کی ٹٹیاں تمہیں نصیب ہو جائینگی۔ ان ٹٹیوں میں سے بعض تو صرف مردوں اور بعض صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہوں۔ یہ ٹٹیاں تمام گاؤں کے گردا گرد ہوں۔ اُن سے اور بھی زیادہ کھاد ملے گی۔ بدبو سے بچ جاؤگے۔ اور کوئی نہ کہہ سکے گا۔ کہ تم حیوانوں سے بہتر نہیں ہو۔ روز مرّہ کا کوڑا۔ گوبر اور راکھ پاخانہ کو ڈھانپ دیگی۔ جس سے بدبو کی رکاوٹ ہوگی اور مکھیاں دور ہو جائیں گی اور تمہاری صحت بہت اچھی رہے گی۔ کیونکہ اس وقت یہ مکھیاں پہلے

نجاست پر اور پھر تمہاری اشیائے خوردنی اور تمہارے بچوں کی آنکھوں پر بیٹھتی ہیں"+

زمیندار۔" پہلے ہم ٹٹیاں اپنی عورتوں کے لئے اور پھر اپنے لئے بنوائیں گے"+

سقراط۔" لیکن زمیندارو یہ ہی ایک بات نہیں ہے۔ تم کئی اور باتوں میں حیوانوں جیسے ہو"+

زمیندار۔" مثلاً" +

سقراط۔" گھروں کو لو۔ تمہارے گھر تاریک ہوتے ہیں۔ ان میں کھڑکیاں نہیں ہوتیں۔ گھر کیا چوہوں کے بل اور خارپشت کی مٹی ہوتے ہیں"+

زمیندار۔" ہوتے تو ہیں مگر ہم میں سے بعض نے تمہاری لگاتار شکایت پر اب گھروں میں کھڑکیاں رکھنی شروع کر دی ہیں"+

سقراط۔ تمہاری شادی بیاہ کا یہ حال ہے۔ کہ پرندوں کی طرح نر اور مادہ کا جوڑا ہو جاتا ہے۔ نکاح کی کوئی یادداشت نہیں رکھی جاتی+

زمیندار۔" سقراط تم غلطی پر ہو۔ تمہاری گذشتہ ملاقات کے بعد ہم نے نکاح کے رجسٹر کھول لئے ہیں۔ اور عنقریب ہم گورنمنٹ سے تحریک کریں گے۔ کہ اندراج رجسٹر لازمی ہو جائے۔ نکاح کے درج رجسٹر ہونے سے تنازعات اور مابعد کی تکلیفیں بہت کم ہو گئی ہیں۔ اور

اب ہر ایک کا اتفاق ہے کہ اندراج رجسٹر ہر جگہ ہو اور لازمی قرار دیا جائے"۔

سقراط۔" بہت خوب! پھر تو تم عالم حیوانات سے بہت جلد نکل کر عروج پکڑ رہے ہو۔

زمیندار۔" البتہ! مگر سقراط تم کئی باتیں بھول جاتے ہو۔ ہماری کتابوں ہماری بڑی بڑی عمارات ہماری ریلوں ہماری سلائی کی کلوں اور بائیسکلوں کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں"؟

سقراط۔" کیا تم لکھ سکتے ہو"۔

زمیندار۔" نہیں بالکل نہیں"۔

سقراط۔" کیا تم پختہ مکان تعمیر کر سکتے ہو"۔

زمیندار۔" نہیں میں کوئی مستری نہیں ہوں"۔

سقراط۔" کیا تم بائیسکل یا سلائی کی مشین یا چھکڑا بھی بنا سکتے ہو"۔

زمیندار۔" نہیں ہم نہ تو بڑھئی ہیں نہ لوہار نہ مستری"۔

سقراط۔" کیا تم ریل بنا سکتے ہو"۔

زمیندار۔" نہیں سقراط ہم زمیندار ہیں۔ انجینئر نہیں ہیں"۔

سقراط۔" چونکہ ان چیزوں میں سے تم کوئی نہیں بنا سکتے۔ تو تم اس بارہ میں حیوانوں جیسے ہو"۔

زمیندار۔" لیکن ہم یہ استعمال کر سکتے ہیں"۔

سقراط۔" ہاں چوہا بھی ریل گاڑی میں بیٹھ سکتا

ہے۔ لیکن اس طرح وہ انسان نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر تمہاری سلائی کی مشین بالکل بگڑ جائے تو تم اسے درست نہیں کر سکتے"۔

زمیندار۔ "پھر بھی سقراط جی ہم حیوانوں سے بہت افضل ہیں"۔

سقراط۔ "افضل ہرگز نہیں۔ مختلف البتہ ہو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کیسے۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ تمہارے بچے بہت میلے ہیں۔ اور تم انہیں نہلاتے نہیں۔ تمہارے رہنے کے مکان بہت غلیظ ہیں۔ حیوان اپنے بچوں اور گھروں کو نہایت صاف ستھرا اور خوبصورت رکھتے ہیں۔ اس لئے حیوان بیمار نہیں ہوتے۔ ان کے بچوں کی آنکھیں تمہاری اور تمہارے بچوں کی طرح دکھنے نہیں آتیں۔ حیوان تمہاری طرح نر اور مادہ اولاد میں تمیز نہیں کرتے۔ وہ سب کو یکساں سمجھتے ہیں۔ حیوان تمہاری طرح اپنی مادہ کو گھروں میں بند کر کے نہیں رکھتے نہ اُس کی صحت بگاڑتے ہیں نہ اُس کو بے آرام کرتے ہیں۔ حیوان تمہاری طرح ایک دوسرے کی عورتوں کا اغوا نہیں کرتے۔ وہ عدالتوں میں ایک دوسرے کے برخلاف خاک نہیں چھانتے۔ وہ تمہاری طرح پینے کا پانی جس طرح تم اپنے چاہات کو خراب کرتے ہو گندہ نہیں کرتے"۔

زمیندار :- "سقراط بس بس - آج تم ہمیں بڑی طرح
سے شرمندہ کر رہے ہو"۔
سقراط :- "کیا میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ"؟
زمیندار :- "سچ کہتے ہو - مگر اس کا سننا بہت ناگوار
ہے"۔
سقراط :- "تو کیا تمہاری مرضی یہ ہے کہ میں وہ بات
کہوں جو تمہیں اچھی لگے خواہ جھوٹی ہی ہو"؟
زمیندار :- "نہیں اس سے بھی ہمیں فائدہ نہ ہوگا۔
یہ تو ہم صدیوں سے سن رہے ہیں - لیکن سمجھ
سمجھ بات کرو - ایک ایک بات لو - اور ہم
تمہاری سب ہدایتوں پر عمل کریں گے - ہم نے
اپنی عورتوں اور اہل برادری کو سمجھانا ہے - اور
ہر نئی بات کا منوانا دقت طلب ہے"۔
سقراط :- "یہ تو میں بھی خوب سمجھتا ہوں - لیکن بعض
اوقات صبر مجھے جواب دے جاتا ہے - اور میں
سمجھتا ہوں کہ تمہاری حالت کبھی درست نہ ہوگی"۔
زمیندار :- "ہماری حالت تو اب بہتر ہے - اور تم
بھی خوب جانتے ہو کہ بہتر ہے"۔
سقراط :- ہاں مجھے فرق نظر آ رہا ہے - کوڑے
کے نئے گڑھے - نکاح کے رجسٹر - بعض
گھروں میں کھڑکیاں اور زیور کے استعمال
میں کمی نیز کٹی اور ترقیاں میں دیکھ رہا
ہوں"۔

دیندار۔" سقراط ہم آپ کے مشکور ہیں۔ آپ
ہماری ڈہارس باندھ رہے ہیں"۔

سقراط۔" ہاں ایک بات ہیں تم حیوانوں سے
بہت آگے ہو۔ اور جانے سے پہلے میں اس
کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ حیوان نہ
تو شراب پیتے ہیں نہ حقہ یہ شرف تم
ہی کو حاصل ہے"۔

یہ کہہ کر سقراط عیاروں کی طرح مسکراتا
ہوا وہاں سے گھر کو رخصت ہوا۔ اور گلی کے
موڑ سے نظروں سے غائب ہو گیا۔

نظم

حیوان اپنے بچّوں کو رکھتے بہت ہیں صاف
اور آپ کے تو بچے ہیں گندے خطا معاف
حیوان دیدہ زیب نشیمن بناتے ہیں
انسان تنگ و تار سرنگیں سجاتے ہیں
حیرت کی جا ہے رہتے ہوا میں ہیں بے زبان
محروم کھڑکیوں سے ہے انسان کا مکان
مرتا ہے اپنی مادہ پہ حیوانِ بے زبان
انسان اپنی بیوی کو رکھتا ہے نیم جان
حیوان مل کے صلح و صفائی سے رہتے ہیں
انسان مقدمات کے دریا میں بہتے ہیں
اغوا کو جانتا نہیں حیوان باوفا
اغوا پہ ناز کرتا ہے انسانِ بے حیا
انساں میں کونسی ہے فضیلت دکھایئے
حیوان پر شرف ہے کہاں کا بتایئے
کیا یہ شرف ہے؟ حقّہ سے تم لو لگاتے ہو
پی پی کے حقّہ مئے کے پیالے لنڈھاتے ہو

انسان اور حیوان

سقراط گاؤں کی چوپال میں آیا۔ اس وقت گاؤں کے چودھری حقہ کے گرد بیٹھے گپیں ہانک رہے تھے +

سقراط۔ "میں چاہتا ہوں کہ تمہارے گاؤں میں آ رہوں۔ اور تمہاری روزانہ زندگی کو دیکھوں اور اُس کا مطالعہ کروں" +

چودھریوں نے سر ہلایا۔ خوف زدہ ہو کر منہ میں کچھ گنگنایا پھر خفگی کے لہجہ میں ایک اُن میں سے بولا :-

چودھری۔ "سقراط گو، ہم تمہاری بہت عزت اور تمہاری بزرگی اور تمہارے علم کی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات ناممکن ہے +

سقراط۔ "افسوس ہے میں نے پھر تمہیں اپنی ناوانی سے ناراض کر دیا۔ مگر چودھریو یہ تو بتاؤ۔ میں تم میں کیوں نہیں رہ سکتا۔ تاکہ تمہاری خانگی زندگی کو سمجھ سکوں" +

چودھری۔ "سقراط ناراض نہ ہونا۔ لیکن یہ قطعی ناممکن ہے۔ ہم لوگ کنبے والے ہیں۔ اور تم ہم میں نہیں رہ سکتے" +

سقراط۔ "چودھریو ! کیوں" ؟

چودھری۔ "نہیں نہیں یہ ناممکن ہے" +
سقراط۔ "کچھ سبب بھی" +
چودھری۔ "اگر تم سبب ہی معلوم کرنا چاہتے ہو۔ تو سن لو۔ ہم میں پردے کا رواج ہے۔ اگر تم ہم میں آ رہو گے۔ تو ہماری عورتوں کے لئے تم سے باہر نکلنا اور کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ وہ تمہارے سامنے نہیں ہو سکتیں" +
سقراط۔ (خوب ہنس کر) "خوب کہی۔ ابھی میں بھی تو کہنے دانا ہوں۔ اور میری عمر ساٹھ سال کی ہے۔ مجھ سے کیسے پرہیز ہو سکتا ہے" +
زمیندار۔ (کچھ خفا ہو کر) "کچھ ہی ہو۔ یہ ہماری رسم ہے۔ اور تم ہمارے گاؤں میں نہیں رہ سکتے" +
سقراط۔ "تو میں گاؤں کے باہر رہوں گا۔ اور جب کبھی تمہاری اجازت ہو گی۔ گاؤں میں آؤنگا"
زمیندار۔ (شرمندہ سے ہو کر) "سقراط۔ یہ بھی مشکل ہے" +
سقراط۔ "کیوں؟ کیا تمہارے مویشی بھی پردہ کرتے ہیں۔ بھلا گاؤں سے باہر میں کیوں نہیں رہ سکتا؟"
زمیندار۔ "مویشی پردہ نہیں کرتے۔ مگر یہ مشکل ہے" +
سقراط۔ "تم تو انوکھی بات کرتے ہو۔ صاف صاف کیوں نہیں کہتے۔ میں تمہیں ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن میری یہ آرزو ہے کہ جہاں تک ممکن ہو تمہارے قریب رہوں"

زمیندار۔" سقراط بے شک ہم تمھیں اپنا صادق دوست سمجھتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ہمارے گاؤں کے ارد گرد نجاست کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔ ہم خود وہاں جا کر پاخانہ پھرتے ہیں۔ تمہارے لئے یہاں رہنا ناممکن ہوگا۔ تم اس قدر صفائی پسند ہو کہ ہم میں نہیں رہ سکتے۔ علاوہ اس کے ہماری عورتیں بھی گاؤں سے باہر رفع حاجت کو جاتی ہیں"+

سقراط۔ "مگر تم نے ابھی کہا تھا۔ کہ تم پردے کے پابند ہو"+

زمیندار۔ "ہاں ہم میں پردے کا رواج ہے"+

سقراط۔ "یہ عجیب قسم کا پردہ ہے۔ گھروں میں تو عورتیں پردہ کرتی ہیں۔ اور شارع عام میں بیٹھ کر پاخانہ پھرتے نہیں شرماتیں۔ تم لوگ بھی عجیب ہو بے اختیار ہنسی آتی ہے"+

زمیندار۔ "عورتیں پاخانہ پھرنے رات کو جاتی ہیں"+

سقراط۔ "یہ اس سے بھی بدتر ہے۔ بھلے آدمیو یہ تو بتاؤ کہ اگر عورتیں بیمار ہوں اور پاخانہ روک نہ سکیں تو کیا کریں"+

زمیندار۔ "وہ کوشش کرتی ہیں۔ کہ رات تک دبائے رہیں"+

سقراط۔ "تو یہ انہیں کتنی بے آرامی ہے۔ اور کس قدر عذاب دیا جاتا ہے۔ اور اس کا ان کی صحت پر کتنا خوفناک اثر پڑتا ہے کیا تم مرد بھی اس قسم کا عذاب سہنا پسند کرو گے"+

زمیندار۔" جس وقت ہمیں حاجت ہوتی ہے جہاں اور جب ہم چاہیں فوراً چلے جاتے ہیں"+

سقراط۔" افسوس تم عورتوں پر کتنا ظلم کرتے ہو"+

زمیندار۔" خیر وہ بھی کھیت میں رفع حاجت کو جا سکتی ہیں"+

سقراط۔" مگر کھیت میں سال بھر تو فصل سے پردہ نہیں رہتا"+

زمیندار۔" تو پھر جھاڑیوں میں یا کسی ایسی جگہ جائیں"+

سقراط۔" ہاں لیکن وہاں پردہ کہاں ہے" وہاں تو مرد بھی جاتے ہیں۔ اور اتنی جھاڑیاں کہاں ہیں اور جو ہیں ان کے صرف ایک طرف پردہ ہے۔ جب وہ بیٹھی پاخانہ پھر رہی ہوں۔ اور اوپر سے کوئی مرد آ جائے۔ تو پھر سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اُچھل کر وہاں سے بھاگیں۔ یہ کس قدر قابلِ نفرت بات ہے"+

زمیندار۔" ہاں ہے تو یہ سب سچ"+

سقراط۔" تو پھر تم حد سے زیادہ بے رحم ہو۔ بلکہ عورتوں کو مجبور کرتے ہو۔ کہ وہ بے شرم

بنیں ۔ اور اسپر پردہ دار اونچی ذات والے بنتے ہو۔ میں تمہاری رسوم کو میں ایک قسم کا ظلم غلاظت اور بے حیائی سمجھتا ہوں ۔ جو تمہاری عورتوں کے لئے باعث ذلت ہیں"۔

زمیندار ۔ " تو پھر آپ ہی اس کا علاج بتائیں ، آخر کیا کیا جائے "۔

سقراط ۔ " یہ تو بہت آسان بات ہے ۔ تم نے کوڑے اور کھات کے لئے گڑھے تو تیار کئے ہی ہیں " ۔

زمیندار ۔ " ہاں فرمایئے " ۔

سقراط ۔ " تو اُن کے گرد دیواریں کھڑی کر دو یا چلمنیں لگا دو ۔ دیواریں بہتر ہیں ۔ کیونکہ وہ مکھیوں کو روکتی ہیں ۔ پھر ان گڑھوں پر لکڑی کے تختے رکھ دو ۔ اور وہ مکمل ٹٹیاں بن جائیں گے ۔ ان میں سے چند مردوں کے لئے ہوں اور چند عورتوں کے لئے مخصوص کر دو ۔ تاکہ دن ہو یا رات جس وقت عورتیں چاہیں ۔ وہاں بہ آرام و حفاظت جا سکیں ۔ تمہاری طرح عورتیں صبح وہاں جائیں گی ۔ اور تمام دن اُن گڑھوں میں گھروں سے کوڑہ کرکٹ ۔ راکھ ۔ گوبر وغیرہ پڑتا رہے گا ۔ جس سے نہ تو مکھیاں آ سکینگی نہ بدبو اُٹھیگی ۔ اور تمہارے کھیتوں کے لئے زیادہ کھات میسر آئیگی " ۔

زمیندار ۔"ہم ایسا ہی کریںگے - ہم ہیں یہ
بڑی خرابی تھی جو آپ نے ہمیں بتا
دی ہم آپ کے شکرگذار ہیں - بات یہ
ہے کہ قدامت اور رسم نے ہم میں طاقت احساس
کو اس قدر کند کر دیا ہے کہ ہم مجبور ہیں سقراط
ہم پھر ایک بار آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں"

تین مالک

سقراط ۔"بھائیو بندگی"
زمیندار ۔"سقراط جی نمستے"
سقراط ۔"تمہارے گاؤں میں آج اس قدر گندگی
اور بدبو ہے کہ صبح جس وقت میں آیا -
تو میری حالت غیر ہو گئی"
زمیندار ۔"جی ہاں - جانے دو اس بات کو - مہتر سب کے
سب کسی شادی پر چلے گئے ہیں - اس لئے
صفائی نہیں ہوئی"
سقراط ۔"بڑا افسوس ہے - لیکن میرا خیال تھا -
کہ یہ گاؤں جاٹوں اور راجپوتوں کا ہے -
بھنگیوں کا نہیں ہے - میں تمہیں نہ کہ مہتروں
کو مالک سمجھتا تھا"
زمیندار ۔"البتہ مالک ہم ہیں - تم نے غلط سمجھا

کہ بھنگی مالکان ڈیہہ ہیں" +

سقراط۔" اگر بارش نہ ہو تو فصل بھی نہ ہو۔ اور تم مارے بھوک کے مر جاؤ" +

زمیندار۔" اور نہیں تو کیا" +

سقراط۔" مینہ خدا برساتا ہے" +

زمیندار۔" ہاں مگر اس کا مطلب" +

سقراط۔" اس لئے تم کہتے ہو۔ کہ خدا تمہارا مالک ہے" +

زمیندار۔" ہاں پرمیشر ہمارا مالک ہے۔ وہ ہم پر ہمیشہ مہربان رہے" +

سقراط۔" اور اگر سرکار۔ فوج۔ پولیس۔ عدالتوں سڑکوں اور اس قسم کی اور چیزوں کا بندوبست نہ کرے۔ تو کیا کھلبلی نہ مچ جائے" +

زمیندار۔" بے شک افراتفری پڑ جائے چور رات کو ہمیں لوٹ لیں۔ ہم سفر نہ کر سکیں۔ نہ تو ڈاک خانے ہوں نہ نہر کا پانی ملے +

سقراط۔" پھر تم گورنمنٹ کو بھی مالک سمجھتے ہو" +

زمیندار۔" بے شک گورنمنٹ بھی ہماری مالک ہے +

سقراط۔" اور میں کہتا ہوں کہ بھنگی بھی تمہارا مالک ہے" +

زمیندار۔" ہرگز نہیں۔ سقراط جی پرمیشر نہ کرے کہ تم ایسی بات زبان سے نکالو" +

سقراط۔" اچھا بتاؤ اگر بھنگی تمہارا گاؤں صاف نہ

کرے۔ تو کیا ہو تم سب گرد اور نجاست سے مر جاؤ۔ تمہارے بچوں کو اسہال اور پیچش کی شکایت ہو جائے۔ اُن کی آنکھیں دکھنے لگیں۔ اور بحالت مجموعی گاؤں قطعی ناقابل رہائش ہو جائے۔ قریب قریب ناقابل رہائش تو اب بھی ہے"+

زمیندار۔" افسوس ہے جناب سقراط جو آپ فرما رہے ہیں بجا ہے۔ ہمارے گاؤں میں بہت کم صفائی ہوتی ہے۔ بھنگی اور بھنگنیں پروا نہیں کرتیں۔ اور ہم انہیں مجبور نہیں کر سکتے"+

سقراط۔" تو پھر کیا بھنگی تمہارا مالک نہ ہوا"+

زمیندار۔" معلوم تو یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی مالک ہے"+

سقراط۔" پھر تمہارے تین مالک ہیں۔ خدا۔ گورنمنٹ اور بھنگی"+

زمیندار۔" سقراط جی ہماری جان چھوڑو۔ اس منطق کا جواب مشکل ہے"+

سقراط۔" اور ان تین مالکوں میں سے بھنگی سب سے زیادہ ضروری اور لازم ہے۔ اگر وہ مہربانی نہ کرے تو گاؤں اس قدر خراب ہو جائیگا۔ کہ اس میں سور بھی نہ رہیں گے"+

زمیندار۔" یہ ہی بات ہے"+

سقراط۔" بھنگی تو ہر ملک میں ہونگے۔ انگلستان کی صفائی دیدہ زیب ہے۔ وہاں کے بھنگی

بڑے قابل اور سلیم الطبع ہو گئے۔

ایک زمیندار جو فوج کی ملازمت کر چکا تھا۔ بولا۔" نہیں جناب میں انگلستان میں رہ آیا ہوں وہاں بھنگی نہیں ہوتے۔

دوسرا زمیندار جو فوج میں رہ چکا تھا بولا" میں نے فلسطین اور سالونیکا میں بھنگی نہیں دیکھے۔

تیسرا زمیندار جو پہلے فوجی سپاہی تھا۔ بولا "میسو پوٹیمیا اور افریقہ میں بھی بھنگی نہیں ہیں"۔

سقراط۔" پھر صرف ہندوستان میں ہی بھنگی ہوتے ہیں"۔

زمیندار۔ یہ ہی بات معلوم ہوتی ہے کہیں اور بھنگی نہیں سُنے"۔

سقراط۔" اس صورت میں تمام دنیا میں ہندوستان سے بڑھ کر صاف مقام کوئی اور نہیں ہونا چاہیے"۔

تمام زمیندار جو فوج میں رہ چکے تھے۔ یکزبان ہو کر بولے۔" بالکل نہیں ہندوستان سے بڑھ کر انگلستان صاف ہے۔ فرانس صاف ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ہم نے اپنے دیہات سے بڑھ کر غلیظ گاؤں جہاں کہیں ہم گئے۔ کہیں نہیں دیکھے"۔

سقراط" تو پھر یہ ملک جس میں صفائی کے لئے

خاص اہتمام ہے بجائے اس کے کہ سب ملکوں سے بڑھ کر صاف ہوتا سب سے زیادہ غلیظ ہے"۔

زمیندار:"بات تو سقراط جی یہ ہی ہے۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیوں"؟

سقراط۔"میں بتاتا ہوں۔ جس شخص کا ذاتی تعلق کسی کام سے ہو وہی اُسے بہترین صورت میں کر سکتا ہے۔ جتنی زیادہ صفائی ہوگی۔ اُسی قدر زیادہ کھاد تمہارے کھیتوں کے لئے ہاتھ آئیگا۔ جس قدر زیادہ صفائی ہوگی۔ اتنے ہی زیادہ تندرست تمہارے بچے ہونگے۔ تمہاری فصل کی بہتری اور تمہاری اولاد کی تندرستی میں کس کا ذاتی مفاد ہے" تمہارا یا بھنگیوں کا"۔

زمیندار:"ہمارا اور ہمارے سوا اور کس کا ہو سکتا ہے"۔

سقراط۔"تو پھر گاؤں کی صفائی صرف اس طرح ہو سکتی ہے کہ تم خود کرو"۔

زمیندار۔"سقراط جی یہ بات تم نے کس طرح زبان سے نکالی ہے۔ ہم جاٹ اور راجپوت میلے کو ہاتھ لگائیں۔ توبہ توبہ۔ بوڑھے میاں کچھ شرم کرو"۔

سقراط۔"زمیندارو میرا قصور معاف ہو۔ تم اونچی

ذات والے شرفا کے انوکھے قواعد سے میں بخوبی واقف نہیں ہوں۔ لیکن میں اس قسم کی احمقانہ غلطی نہیں کیا کرتا۔ جب میں آپ کے گاؤں میں آ رہا تھا۔ تو ہوا کا جھونکا آیا۔ یا شاید مویشی گاؤں سے باہر جا رہے تھے۔ ہوا میں گرد و غبار بھرا ہوا تھا وہ سیدھا میرے پھیپھڑوں میں گیا۔ شائد اس وجہ سے میری عقل میں فتور آ گیا ہے۔ اور میں احمقانہ گفتگو کر رہا ہوں"۔

زمیندار۔ "ہاں گرد بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ افسوس ہے کہ ہم آپ جیسے پیر مرد سے ناراض ہوئے لیکن آپ ہی انصاف کریں۔ جو کچھ آپ نے کہا تھا۔ اس سے زیادہ اور گالی کیا ہو سکتی ہے"۔

سقراط۔ "مجھے افسوس ہے میں آئندہ احتیاط کرونگا اور اس قسم کی صلاح نہ دونگا۔ لیکن میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے۔ جب کوئی انسان یا حیوان چلتا ہے اور مٹی اُڑتی ہے۔ کیا وہ نجاست کے ڈھیر سے نہیں آتی"۔

زمیندار۔ "اسی جگہ سے آتی ہے۔ کیونکہ ہمارے گاؤں کے گرد میلے کے ڈھیر لگے ہیں۔ اور کئی پشتوں سے اس طرح چلے آئے ہیں"۔

سقراط۔ اور جس ٹیلے پر گاؤں واقع ہے۔ وہ سابقہ پشتوں کی نجاست سے بنا ہے"۔

زمیندار۔ "ہاں ایسا ہی معاملہ ہے"۔

سقراط۔ "پھر نجاست کے ڈھیر سے خاک اڑ کر ہوا میں جاتی ہے۔ اور تمہارے سانس میں داخل ہوتی ہے۔ اور تمہاری اشیائے خوردنی چاٹات اور گڑھوں میں داخل ہوتی ہے۔ اور جب بارش ہوتی ہے تو کچھ تالابوں میں آتی ہے۔ جن کے پانی سے تم غسل کرتے ہو۔ اور جن کا پانی تمہاری گائیں بھینسیں پیتی ہیں" +

زمیندار۔ "کیوں نہیں! ہمیشہ سے ایسا ہی ہو رہا ہے۔ لیکن سقراط آج تم ہماری قدیم رسوم اور طرز رہائش کے متعلق کیوں ایسے بال کی کھال کھینچ رہے ہو" +

سقراط۔ "قصور معاف لیکن اے زمیندارو یہ گرد جو روٹی کے ساتھ کھاتے پانی میں پیتے اور سانس کے ساتھ پھانکتے ہو باریک پسی ہوئی نجاست ہے سوائے اس کے اور کچھ نہیں" +

زمیندار۔ "ہاں ایک طرح سے جو آپ کہتے ہیں۔ درست ہے" +

سقراط۔ "پھر ایک اونچی ذات کے انسان کو اجازت ہے۔ کہ نجاست کھائے۔ نجاست پیئے۔ نجاست پھانکے کیونکہ یہ نجاست اس کی غذا کا مسالہ اور اس کے پانی کے لئے کھانڈ ہے۔ لیکن جب میں اُسے صلاح دوں کہ تم خود گاؤں صاف کرو تاکہ تمہاری اشیائے خوردنی۔ پانی

اور ہوا پاک صاف رہیں - اور تمہارے بچوں کو بھی یہ چیزیں پاک اور صاف نصیب ہوں۔ تو وہ آگ بھبوکا ہو کر مجھے بے نقط سنائے - کیا پرمیشر کی طرف سے اونچی ذات کے انسان کو حق حاصل ہو چکا ہے - کہ دنیا کو گندہ کرے اور اسے اس بات کی پرواہ تک نہ ہو کہ کون صفائی کرتا ہے - زمیندارو تمہاری ذات کے قواعد واقعی بڑے پیچیدہ ہیں+

زمیندار۔ "سقراط جی قصور معاف - اس دفعہ تم نے ہمیں خوب قابو کیا - ہمیں سخت کلامی کا بہت افسوس ہے - لیکن ہم بھی کیا کریں - رسم بڑی زبردست ہے - ہماری پرورش غلاظت میں ہوئی ہے - جس طرح ہماری پرورش ہوئی تھی۔ اسی طرح اگر ہم اپنی اولاد کی پرورش کریں۔ تو یہ آسان ہے اور پرانی رسموں کا مقابلہ تاکہ گاؤں صاف کرکے اپنے گھروں اور بچوں کو تندرست رکھیں مشکل ہے"+

سقراط۔ "سچ کہتے ہو شاہراہ ترقی تنگ اور دشوار گذار ہے - لیکن کم سے کم اپنے بچوں کو پڑھاؤ تاکہ وہ روشنی دیکھ سکیں - اور گذشتہ زمانے کے غلیظ راستوں میں تمہارے قدموں پر نہ چلیں"+

زمیندار - "یہ تو ہم کرنے کو تیار ہیں - لیکن کیسے"؟

سقراط ۔" لڑکے جو سکاوٹ بنتے ہیں ۔ وہ ہر لڑکے کو صفائی سکھاتے ہیں ۔ اور یہ بتاتے ہیں کہ اپنے ہاتھ سے صفائی کرو ۔ بھنگیوں یا کسی اور پر بھروسہ نہ کرو ۔ اُن کا اصول اپنائے جنس کی خدمت اور باہمی امداد ہے ۔ اپنے بچوں کو ترغیب دو ۔ تاکہ وہ بیڈن پاول بوائے سکوٹنز میں شامل ہو کر بچپن میں ہی خودداری اور عادتِ صفائی سیکھیں"۔

تربیت

سقراط ۔" نمبردار جی آج آپ کے مزاج کیسے ہیں"؟

نمبردار ۔" میں بخیریت ہوں ۔ شکریہ ۔ آپ کے مزاج"؟

سقراط ۔" آپ کو معلوم ہے ۔ کہ میرا ضعیفی کا وقت ہے ۔ اور اب میں تنہا ہوں ۔ آج صبح سے آپ کا لڑکا نہیں دیکھا ۔ کہاں ہے ؟

زمیندار ۔" وہ باہر کھیت میں گھوڑا نکال رہا ہے"۔

سقراط ۔" گھوڑا کس لئے سدھارا جا رہا ہے"۔

زمیندار ۔" سواری کے لئے اور کس لئے"۔

سقراط ۔" سواری کے لئے کونسی تربیت کی ضرورت تھی"؟

نمبردار ۔" کیوں نہیں سقراط جی ۔ بیلوں کو ہل

چلانا اور چھکڑے کھینچنا سکھایا جاتا ہے۔ گھوڑوں کو سواری دینا۔ پولو کھیلنا اور دیگر کام جو اُن سے لئے جاتے ہیں۔ سکھائے جاتے ہیں"۔

اس موقعہ پر نمبردار کی بیوی نے خاوند کو پکارا اور پوچھا کہ "کیا لڑکی کے نکاح کا سب بندوبست ٹھیک ہے"۔

سقراط۔ "کیا شادی ہے مبارک ہو۔ بیاہ کب ہوگا"۔

نمبردار۔ "کل سے رسمیں شروع ہوں گی"۔

سقراط۔ "یقین ہے کہ تمہاری بیٹی آئندہ زندگی کے لئے سب کچھ پڑھ اور سیکھ چکی ہے"۔

نمبردار۔ "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا"۔

سقراط۔ "کیا تم نے نہیں کہا تھا۔ کہ تمہارے جانوروں کو ان کاموں کے لئے جو اُن سے لئے جاتے ہیں۔ تربیت دی جاتی ہے"۔

نمبردار۔ "کہا تو تھا مگر اس کا اس سے واسطہ"۔

سقراط۔ "کیا یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ لڑکیوں کو آئندہ زندگی کے لئے تربیت دی جائے"۔

نمبردار۔ ہاں وہ اناج پیس سکتی ہے۔ گوبر تھاپ سکتی ہے۔ اور کچھ کھانا پکانا بھی جانتی ہے۔ اور تم کیا چاہتے ہو۔ بہر حال وہ عورت ہی ہے"۔

سقراط۔ خوب اُس کا خاوند ایسی تربیت یافتہ بیوی

پا کر بے شک اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت سمجھے گا"۔

نمبردار۔"بے شک! اور کیا میں نے بہت سا روپیہ صرف کرکے اُس کے لئے زیور نہیں بنوائے۔ مجبوری تھی۔ لیکن میرا داماد بہت اچھا لڑکا ہے۔ خدا کرے اُس کی اولاد ہو اور نام زندہ رہے۔ میرے داماد کے دادا کے تمام پوتے اور نواسے پیدا ہوتے ہی مر جاتے رہے ہیں۔ اُس کی ایسی ہی قسمت تھی"۔

سقراط۔"تو ہر زمیندار کی دلی آرزو یہ ہے۔ کہ اس کے بچے تندرست رہیں اور جوان ہوں"۔

نمبردار۔"بے شک ہم سب کی یہ ہی دعا ہے"۔

سقراط۔"بچوں کی پرورش کون کرتا ہے"؟

نمبردار۔"ان کی مائیں اور کون"؟

سقراط۔"گویا ماں کا یہ مقدم فرض ہے"۔

نمبردار۔"سب سے زیادہ"۔

سقراط۔"تو ان بیماریوں۔ حادثات اور بدقسمتی سے ہمارے دیہات کی غلاظت کی موجودگی میں یہ کام بہت ہی دشوار ہوگا"۔

نمبردار۔"بہت مشکل جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ کہ ہمارے دوست کے سب پوتے اور نواسے بچپن میں ہی مر گئے ہیں اور اس کا کوئی پوتا یا نواسہ نہیں ہے"۔

سقراط۔ "تو ماں کی ذمہ داری واقعی بہت زیادہ ہے"۔
نمبردار۔ "جی ہاں۔ مجھے امید ہے میری لڑکی کامیاب ہوگی"۔
سقراط۔ "مگر اُس تربیت سے جو تم نے بیان کی ہے۔ ہمیں منہ دھو رکھنا چاہئے"۔
نمبردار۔ "پھر آپ اپنی باتوں پر آ گئے"۔
سقراط۔ "تم نے مجھے ابھی نہیں کہا تھا۔ کہ تم اپنے سب جانوروں کو بڑی احتیاط سے ترتیب دیتے ہو تاکہ وہ اپنے کام اچھی طرح سے کریں۔ تمہاری بیٹی تمام مویشیوں سے افضل ہے۔ تو تم نے ضرور اُسے بچوں کی پرورش کے مشکل کام کی اچھی طرح تربیت دی ہوگی"۔
نمبردار۔ "آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ وہ چکی پیس سکتی ہے۔ گوبر کے اُپلے تھاپ سکتی ہے۔ اور معمولی کھانا بھی پکا لیتی ہے۔ اور آپ کیا چاہتے ہیں"؟
سقراط۔ "آپ کی بیٹی نے بچوں کو نہلانا انہیں کھلانا پلانا ان کے کپڑے قطع کرکے سینا اور مرمت کرنا سیکھا ہوگا۔ اُسے یہ بھی معلوم ہوگا۔ کہ معمولی بیماریوں مثلاً دکھتی آنکھوں۔ گھاؤ چوٹ اور درد شکم کا کیا علاج ہے۔ وہ یہ بھی جانتی ہوگی۔ کہ مکان میں کھلی ہوا کس طرح آ سکتی ہے۔ اور سیتلا۔ بخار۔ پلیگ وغیرہ کی روک تھام کیسے

کی جاتی ہے"+

نمبردار۔"بوڑھے میاں ہوش کی دوا کرو۔ ان باتوں کی تو مجھے بھی خبر نہیں۔ تو میری بیٹی جو کم عمر اور پھر عورت ہے کیا جانتی ہے۔ یہ سب باتیں قسمت پر منحصر ہیں۔ اگر خدا کو منظور ہے۔ تو اُس کی اولاد نیک اور تندرست ہوگی۔ اگر خدا کو یہ منظور نہیں تو اُس کی قسمت"+

سقراط۔"مگر چیچک کے ٹیکے۔ کونین ٹیٹوں اور مسہریوں کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ تم سپاہی رہ چکے ہو۔ اور تم کو ان چیزوں سے واقفیت ہے۔ اور یہ بھی جانتے ہو کہ جتنی زیادہ توجہ ان چیزوں کو دی جائے۔ اسی قدر زیادہ تندرست رجمنٹ رہتی ہے"+

نمبردار۔"سچ کہتے ہو۔ مگر عورت کا ان باتوں سے کیا تعلق"؟

سقراط۔"نمبردار جی بہت بڑا تعلق ہے۔ اگر اس کی یہ خواہش ہے۔ کہ اُس کی اولاد تندرست ہو۔ کیا تمہاری بیٹی سینا پرونا جانتی ہے"+

نمبردار۔"نہیں اتنا وقت ہی نہیں ملتا۔ کہ وہ سیکھے۔ تمام وقت تو آٹا پیسنے۔ گوبر تھاپنے میں صرف ہو جاتا ہے۔ اور اگر وقت ہو بھی۔ تو کون سکھاتا ہے۔ اُس کی ماں نے سلائی کا کام سیکھا ہی نہیں"+

سقراط۔ "لیکن گیہوں تو خراس میں بھی پیسے جا سکتے ہیں۔ اور اُپلوں میں کیا بہتری ہے۔ کیوں نہیں انہیں یکدم ترک کر دیا جاتا اور ان کی جگہ لکڑی جلانے کے کام میں لائی جاتی کیوں۔ گوبر کو کھاد کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔ تاکہ فصل دو چند ہو"+

نمبردار۔ "یہ باتیں میں تو کر سکتا ہوں لیکن میری بیٹی تو عورت ہے۔ اس کے متعلق سر کھپانے سے کیا فائدہ"؟

سقراط۔ "تمہیں نے کہا ہے کہ بچوں کی پرورش لڑکیوں کا مقدم فرض ہے"+

نمبردار۔ "ہاں" +

سقراط۔ "تم نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ بچے اکثر معصومیت کے زمانہ میں مر جاتے ہیں"+

نمبردار۔ "ہاں" +

سقراط۔ "تم نے یہ بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ کئی باتوں کے کرنے سے رجمنٹ تندرست رہ سکتی ہے"+

نمبردار۔ "ہاں" +

سقراط۔ "میرے خیال میں گاؤں اور رجمنٹ قریب قریب یکساں ہیں"+

نمبردار۔ "ہاں" +

سقراط۔ "اور تم نے یہ بھی مانا ہے۔ کہ بہرحال

خراس چل رہا ہے۔

بیلوں سے خراس چلانے سے بیچاری عورتیں آٹا پیسنے کی مشقت سے بچ جاتی ہیں - اگر بیلوں کی آنکھوں پر غبارے نہ چڑھائے جائیں تو انہیں چکر آنے لگینگے اور وہ گر پڑینگے۔

یہ قسمت کی بات نہیں ہے" +

نمبردار۔ "ہاں" +

سقراط۔ "پھر لڑکی کو جس نے ماں بننا ہے۔ کیوں نہ موقع دیا جائے۔ اور اُسے اُس مقدم فرض کے سرانجام کے لئے تیار نہ کیا جائے" +

نمبردار۔ "وہ کیسے"؟

سقراط۔ "اسے مدرسہ میں بھیجو" +

نمبردار۔ "کہاں یہاں تو کوئی زنانہ مدرسہ نہیں ہے" +

سقراط۔ "بچوں کا مدرسہ تو ہے" +

نمبردار۔ "ہاں ہے" +

سقراط۔ "پرورشِ اولاد کس کو کرنا ہے۔ یہ ماں کا کام ہے یا باپ کا" +

نمبردار۔ "ماں کا" +

سقراط۔ "تو پھر بجائے لڑکوں کے لڑکیوں کو کیوں نہ مدرسہ بھیجا جائے۔ جب لڑکیوں کا مدرسہ زیادہ ضروری ہے۔ تو کیوں نہ پہلے وہ ہو اور لڑکوں کا پیچھے۔ کیوں نہیں لڑکے اور لڑکیاں ایک ہی مدرسہ میں تعلیم پاتے" +

نمبردار۔ "احمق نہ بنو۔ تم جانتے ہو کہ یہ ناممکن ہے" +

سقراط۔ "نمبردار جی کیوں"؟

نمبردار۔ لڑکے لڑکے ہیں اور لڑکیاں لڑکیاں۔ وہ اکٹھے کیسے مدرسہ جا سکتے ہیں" +

سقراط۔ "کیا گاؤں سے باہر وہ اکٹھے نہیں کھیلتے"+

نمبردار۔ "البتہ کھیلتے ہیں"+

سقراط۔ "کیا اس وقت کوئی ان کی نگرانی یا حفاظت کرتا ہے"+

نمبردار۔ "نہیں"+

سقراط۔ "کیا انھیں کبھی کسی قسم کا نقصان پہنچا ہے"+

نمبردار۔ "نہیں۔ اس قسم کی بدگمانیاں نیک زمینداروں کے متعلق مت کرو"+

سقراط۔ "کیا مدرسہ میں نگرانی اور خبرداری نہ ہوگی"+

نمبردار۔ "میرے خیال میں ہوگی"+

سقراط۔ "تو پھر مدرسہ میں کس بات کا ڈر ہے"+

نمبردار۔ "اس صورت میں تو لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک مدرسہ میں اکٹھے پڑھنے سے کوئی ہرج معلوم نہیں ہوتا"+

سقراط۔ "پھر لڑکیوں کو مدرسہ بھیجو تاکہ وہ کچھ لکھ پڑھ جائیں اور معمولی باتیں جو خانہ داری اور پرورش اولاد کے لئے درکار ہیں سیکھ لیں اس صورت میں تم قسمت کے بالکل غلام نہ ہوگے اور اپنی اولاد کو ماؤں کی جہالت اور غفلت کے باعث مرتے نہ دیکھو گے"+

نمبردار۔ "سقراط جی میرے اور میری اولاد کے لئے

تو وقت نہیں رہا۔ ہاں میرے پوتے اور نواسے
لڑکیوں کو تعلیم دینگے۔ تاکہ وہ آئندہ ذمہ واریوں
سے قابل ہو جائیں"

حالت سنوارنے کا خرچ

جب سقراط چوپال میں آیا تو اُس نے دیکھا۔ کہ
ہل چل مچی ہوئی ہے۔ اور سب حاضرین یکبارگی
بول رہے ہیں

سقراط۔"بھائیو خیر تو ہے۔ کیا تم سے کسی نے
فصل کی کٹائی کے لئے کوئی نئی کل یا کوئیں میں
سے پانی کھینچنے کا پمپ ایجاد کیا ہے"

زمیندار۔"نہیں تو! بھلا ہم میں سے کوئی ایسا کیوں
کرے۔ جو کچھ ہمارے پاس پہلے سے ہے۔
کیا اس سے تمہاری تسلی نہیں ہوئی" تم ہمیشہ
نئی چیزوں کا ذکر کرکے ہمیں دق کرتے رہتے
ہو"

سقراط۔"تو پھر آج تم سب جوش میں کیوں بھرے
ہوئے ہو"

زمیندار۔"ہمیں کہا گیا ہے کہ ہر فصل کے موقع
پر چندہ دو"

سقراط۔"کتنا ظلم ہے"

زمیندار:۔ "تم اُسے ظلم بھی کہہ سکتے ہو۔ مگر ایسی ذلت تو آج تک کبھی نہ سنی تھی۔ ہم بدبخت زمیندار تو پہلے ہی ٹیکسوں کے بوجھ سے پسے جا رہے ہیں"+

سقراط۔ "مجھے اس مصیبت میں تم سے ہمدردی ہے۔ یہ چندہ تو تم نہیں دوگے نا"+

زمیندار۔ "اجی نہیں"+

سقراط۔ "خوب کروگے"+

زمیندار۔ "ابھی پچھلے ہفتہ کی بات ہے۔ کہ یہاں ایک بابو جی تشریف لے آئے۔ آپ نے خوبصورت انگریزی لباس پہنا ہوا تھا۔ فرمانے لگے۔ کہ آئندہ انتخاب میں تم مجھے اپنا نمائندہ منتخب کروگے۔ تو میں معاملہ سرکار اور ٹیکس کونسل میں کم کروا دونگا"+

سقراط۔ "بڑا اچھا آدمی ہے۔ امید ہے۔ وہ منتخب ہو جائے گا"+

زمیندار۔ "پورا یقین ہے۔ ہم سب اُس کو ووٹ دیں گے"+

سقراط۔ چندہ کس مطلب کے لئے مانگا جاتا ہے۔ کیا شملہ میں گھنٹہ گھر بنائیں گے"+

زمیندار۔ "نہیں اس مطلب کے لئے تو نہیں۔ کہتے تھے کہ موجودہ حالت سدھارنے کا جو اہتمام ہوگا اُس کے لئے+

سقراط۔ "لیکن اس میں تو کوئی ایسی بُرائی دکھائی

نہیں دیتی۔ میں تو اسے ظلم یا گستاخی نہیں کہہ سکتا"۔

زمیندار۔" کیوں نہیں؟ کیا یہ کام گورنمنٹ کا نہیں ہے"۔

سقراط۔" ہے تو سہی لیکن اس بارہ میں گورنمنٹ کی امداد ہونی چاہئے۔ اور کیا یہ تمہارا فرض نہیں ہے"۔

زمیندار۔" نہیں۔ ہمارا فرض کیوں ہونے لگا تھا؟

سقراط۔ ان باتوں کے لئے اگر تم انہیں خود نہ کرو تو کیا روپے کی ضرورت ہوگی"۔

زمیندار۔" بیشک روپے کی ضرورت ہے"۔

سقراط۔" اگر تمہیں یہ توقع ہے۔ کہ گورنمنٹ خصوصیت سے کارندے تمہارے گاؤں میں بھیجے۔ تو اس میں یہ لازمی ہے۔ کہ روپیہ خرچ ہو"۔

زمیندار۔" ہاں"۔

سقراط۔" ان کارندوں کو پہلے تربیت دینا ہوگا۔ پھر وہ سفر کریں گے۔ تنخواہ اور سفرخرچ مانگینگے"۔

زمیندار۔" ہاں یہ قدرتاً ہوگا"۔

سقراط۔" خواہ وہ ٹھیک کام کریں انہیں پیٹ تو ضرور پالنا ہوگا"۔

زمیندار۔" اس میں کیا شک ہے"۔

سقراط۔ اگر تم یہ کام خود نہ کرو تو اس مطلب کے لئے تنخواہ دار آدمی رکھنے ہونگے تاکہ وہ تمہیں

سنائیں بتائیں اور سکھائیں کہ تمہاری حالت کس طرح سدھر سکتی ہے۔ اور اس میں روپیہ صرف ہوگا"+

زمیندار۔" البتہ"+

سقراط۔" یہ خرچ کسے دینا چاہئے"+

زمیندار۔" گورنمنٹ دیگی اور کون"+

سقراط۔" گذشتہ چھ سال میں تمہارے لئے کتنی میل پختہ سڑک بنوائی گئی ہے+

زمیندار۔" اس میں کیا شک ہے"+

سقراط۔" کئی ہسپتال بھی کھولے گئے ہیں"؟

زمیندار۔" ہاں یہ بھی درست ہے"+

سقراط۔" اور مدرسوں اور طلبا کی تعداد دوچند ہو گئی ہے"+

زمیندار۔" یہ بھی ہوا ہے"+

سقراط۔" غرض ہر ایک بات تمہارے لئے بڑی سرعت سے کی گئی ہے"+

زمیندار۔" ہو تو رہی ہے"+

سقراط۔" کیا تمہارے ٹیکس بڑھا دئے گئے ہیں"+

زمیندار۔" بالکل نہیں"+

سقراط۔" تم جانتے ہو کہ گذشتہ وقت کے مقابلہ میں آج کل ہر چیز مہنگی ہو گئی ہے"+

زمیندار۔" ہاں"+

سقراط۔" تو پھر بتاؤ کہ اس تمام کام کے لئے روپیہ

کہاں سے آئے"+

زمیندار:"گورنمنٹ دے"+

سقراط:"گورنمنٹ؛ کیا تم خود گورنمنٹ نہیں ہو کیا تم خود تمام ٹیکسوں کا انتظام نہیں کرتے۔ کیا گورنمنٹ کسی کان یا خزانے سے روپیہ لاتی ہے"+

زمیندار:"یہ تمام ٹیکس تو ہم خود ادا کرتے ہیں"+

سقراط:"تو پھر یہ زائد کام اگر تم اور روپیہ نہ دوگے تو کیسے چل سکتا ہے"+

زمیندار:"ہم غریب ہیں"+

سقراط:"کیا ان کاموں سے تمہاری دولت بےحساب نہیں بڑھتی"+

زمیندار:"وہ کیسے"+

سقراط "مثال کے طور پر پنجاب کے گیہوں کا بیج (۸-۱۱) تو کیا اس سے اناج اور بھوسہ زیادہ نہیں ہوتا"+

زمیندار:"ہوتا ہے"+

سقراط:"فی ایکڑ کس قدر فرق ہوگیا ہے؟ تقریباً دس یا پندراں روپے کا"+

زمیندار:"ٹھیک اسی قدر"+

سقراط:"ضلع میں کتنی زمین اس وقت زیر کاشت ہے"+

زمیندار:"سنتے ہیں کہ تقریباً دس ہزار ایکڑ"+

سقراط:اس حساب سے پہلی یافت نکال کر گویا

پچاس ہزار روپیہ منافع سمجھنا چاہیئے"+

زمیندار۔" یہ ہی بات ہے"+

سقراط۔" پھر حصار کے سانڈ لو۔ اِس وقت ضلع میں ساتھ ہزار ہیں"+

زمیندار۔" ہاں درست ہے۔ ہیں"+

سقراط۔" میرے حساب سے سال میں ایک سانڈ پچاس بچھڑے پیدا کرسکتا ہے"+

زمیندار۔" اس سے بھی زیادہ پچھتر یا سو+

سقراط۔" خیر تم پچاس ہی لو تو سات سو سانڈ کتنے بچھڑے سال میں پیدا کرینگے"+

مدرسہ کا طالب علم۔ "سقراط جی پینتس ہزار"+

سقراط۔" مجھے معلوم تھا۔ کہ تمہارا باپ حساب لگا کر نہیں بتا سکے گا۔ پھر موجودہ بچھڑوں کا ان بچھڑوں سے مقابلہ کرو۔ موجودہ بچھڑے سرکاری سانڈوں سے ہوتے ہیں۔ اور پہلے بچھڑے ان سانڈوں کے بچے تھے۔ جو معمولی برہمنی سانڈ کہلاتے تھے۔ اور جو ایسے اچھے نہ ہوتے تھے۔ جیسے سرکاری سانڈ کے۔ مقابلہ کرکے بتاؤ۔ کہ کہ ان کی قیمت میں کس قدر فرق ہوگیا ہے+

زمیندار۔" پچیس اور سو روپے کی نسبت ہے"+

سقراط۔" اور تین چار سال کے عرصہ میں یہ حصار کے سانڈوں کے بچھڑے آگے نسل پھیلا ئینگے۔ اور مزید ترقی ہوگی"+

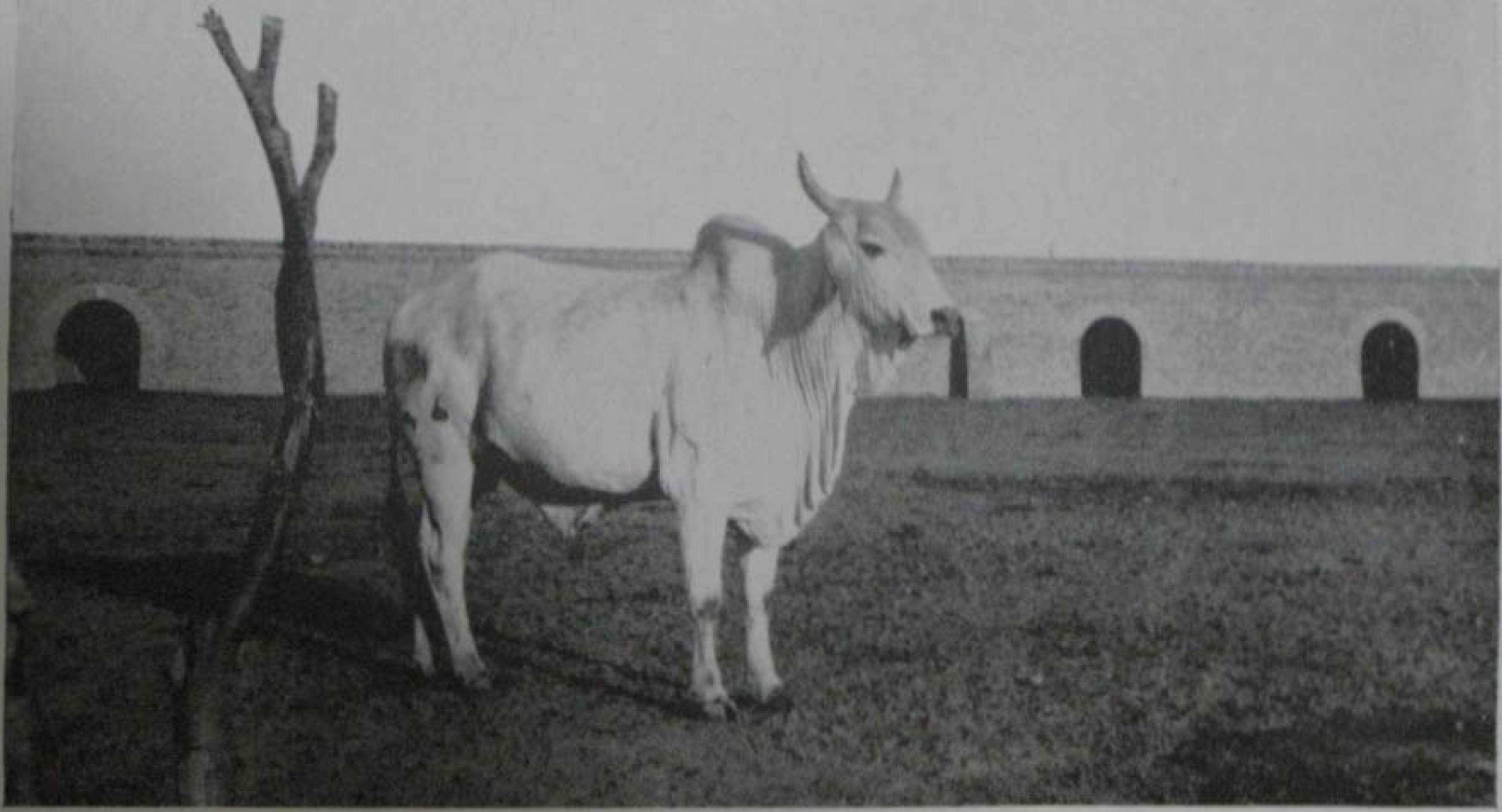

حصار کا سانڈ

زمیندار۔ "جی ہاں"۔
سقراط۔ "اس کا اندازہ تیس روپے فی بچھڑہ رکھ لیں"۔
زمیندار۔ "بہت درست ہے"۔
سقراط۔ "پھر پینتیس ہزار کو تیس گنا کر لو"۔
مدرسہ کا طالب علم۔ "ایک لاکھ پانچ ہزار"۔
سقراط۔ "لڑکے تیرا حساب درست نہیں ہے"۔
پٹواری۔ "ساڑھے دس لاکھ"۔
سقراط۔ "درست۔ ساڑھے دس لاکھ سالانہ۔ اب اس کھاد کو لو جو تم گڑھوں میں جمع کرتے ہو۔ اس طرح تمہیں بہ نسبت پہلے کے زیادہ کھاد دستیاب ہوتی ہے"۔
زمیندار۔ "بہت زیادہ"۔
سقراط۔ "اس وقت کتنے گڑھے ہیں۔ پچاس ہزار"۔
زمیندار۔ "کہا تو یہ ہی جاتا ہے"۔
سقراط۔ "ہر گڑھا سال میں ایک بار اور کبھی دو بار خالی کیا جاتا ہے"۔
زمیندار۔ "ہاں"۔
سقراط۔ زاید فصل کی وجہ سے ہر گڑھے کی کھاد کی قیمت تیس روپے لگا لو"۔
زمیندار۔ "نہیں اس سے بہت زیادہ ہے۔ سو روپے کہو"۔

سقراط۔ خیر غلطی سے بچنے کے لئے تم تیس روپے رکھو۔ اس حساب سے ہر سال جو زاید فصل ہوتی ہے۔ اس کی قیمت کیا ہوگی؟

مدرسہ کا طالب علم۔ "سقراط جی پندراں لاکھ"+

سقراط۔ "شاباش بچے اس دفعہ تو نے درست حساب لگایا۔ اب بیماری اور بخار کی کمی کا ذکر کرو۔ جو صفائی کی وجہ سے ہوئی ہے"+

زمیندار۔ "اس حالت کی بہت بڑی قیمت ہے"+

سقراط۔ "اور یہ جو بارہ سو پانی کھینچنے کے پمپ تم نے لگوائے ہیں۔ ان کا حال سناؤ"+

زمیندار۔ "سقراط جی یہ تو سونے کی کان ہیں"+

سقراط۔ "پھر اس تخفیف کو لو جو تم نے زیورات۔ مردوں کے کانوں کی بالیوں اور بچوں کے گہنے میں کی ہے۔ ساتھ ہی اس تخفیف کو لو جو تم نے شادی بیاہ اور رت جگوں کے اخراجات میں کی ہے"+

زمیندار۔ "اس طرح تو بہت کچھ بن جاتا ہے"+

سقراط۔ "تم زمیدارہ بنک کے راس المال کے سود کو بھول گئے۔ بنک کا راس المال اس وقت پچیس لاکھ ہے"+

زمیندار۔ "بہت کچھ بن جاتا ہے۔ افسوس ہم سود کا حساب جوڑ نہیں سکتے"+

سقراط۔ "سب چیزوں کو لے کر پچاس لاکھ سالانہ سمجھ لو"+

زمیندار۔ "یہ بہت کم تخمینہ ہے"+

سقراط:"خیر۔ بہر حال یہ ہی سمجھ لو۔ اب بتاؤ کہ تمہارا معاملہ کیا ہے؟"

پٹواری:"تمام ضلع کا سولہ لاکھ"+

سقراط:"اس حساب سے تم جو روپیہ اپنی حالت بہتر کرنے کے کام میں صرف کرتے ہو۔ اُس کا منافع جو تم کو آتا ہے۔ وہ کم سے کم معاملہ سے سہ چند ہے"+

زمیندار۔" معلوم تو یہ ہی ہوتا ہے"+

سقراط۔" اور پھر تم چندہ دیتے ہوئے بڑبڑاتے ہو اور چاہتے ہو کہ ٹیکس کم کیئے جائیں"+

زمیندار"۔ اس وقت تو یہ ہی صورت تھی۔ مگر تم نے ہمارا خیال کچھ بدل دیا ہے"+

سقراط۔" ظاہر ہے کہ ہر سال اگر تم ایک روپیہ اس کام میں صرف کرتے ہو۔ تو اس سے تمہیں دس یا بیس روپے فائدہ ہوتا ہے"+

زمیندار:" جو حساب تم نے لگایا ہے۔ اس سے تو بہت زیادہ بنتا ہے"+

سقراط:" تو کیا دانائی یہ نہیں ہے کہ جو ٹیکس تم اس وقت دیتے ہو اس سے زیادہ ہو۔ اگر کم دیتے ہو تو زیادہ ٹیکس دو"+

زمیندار:" سقراط جی ہونا تو یہ ہی چاہیئے۔ مگر اس سے پہلے ہم نے اس بات کا خیال نہیں کیا"+

سقراط۔ "پھر تمہارا وہ بابو جو ممبر ہونا چاہتا ہے اور تم سے ووٹ مانگتا ہے۔ ٹیکس گھٹا کر کیا بجائے تمہیں فائدہ پہنچانے کے نقصان نہ پہنچائیگا"+

زمیندار۔ "بظاہر تو نقصان پہنچیگا"+

سقراط۔ "بس سمجھ لو کہ جو روپیہ تمہاری ترقی پر اور تمہاری موجودہ حالت سدھارنے پر صرف ہوگا۔ وہ بہترین بیوپار ہے۔ اور عمدہ فصل۔ اچھی صحت۔ آرام اور خوشی کی صورت میں بیحساب نفع دیگا+

زمیندار۔ "بیشک آپ بجا فرما رہے ہیں"+

سقراط۔ "تو پھر چندے دو۔ ایسا ممبر انتخاب نہ کرو جو تمہارے ٹیکس کم کر دے۔ بلکہ اُس کی جگہ ایسا ممبر بناؤ جو تمہاری حالت بالاتر کرے۔ اور تمہاری بھلائی کے لئے اگر معاملہ بڑھانا پڑے۔ تو ہرگز نہ ہچکچائے"+

زمیندار۔ "سقراط جی ایسا ہی ہوگا"+

سقراط۔ "مورکھ زمیندارو ایک اور بات بھی سنے۔ مجھے یقین ہے کہ تم چندوں یا معاملہ سرکار سے جو تم سے مانگا جاتا ہے۔ وہ چند روپیہ ہر سال زیورات۔ تنازعات۔ رشوت۔ سود در سود اور اس قسم کے اور بے فائدہ اور مضر اخراجات میں صرف کرتے ہو"+

زمیندار۔ "تم سچ کہتے ہو۔ اس سے انکار نہیں ہو

سکتا"۔

سقراط۔ اس سے بڑھ کر خرابی یہ ہے۔ کہ تم ہزار روپیہ رشوت دے دیتے ہو۔ ہزار روپیہ مقدمہ پر صرف کر دیتے ہو۔ یا ہزار روپے کا گہنا بنوا لیتے ہو۔ اور چوں نہیں کرتے۔ لیکن تم سے اگر پانچ روپے بوائے سکاؤٹ یا بچوں کی نمائش کے لئے طلب کئے جائیں تو تم گاؤں سر پر اُٹھا لیتے ہو اور کہتے ہو کہ تم مارے گئے۔ تم لُٹ گئے"۔

زمیندار:۔ سقراط ہم کیا کہیں تمہاری باتیں سنکر ہم مارے شرم کے سر نہیں اُٹھا سکتے"۔

بہتر بن زمینداری

سقراط اور نمبردار سڑک پر سے چلتے ہوئے گاؤں کی طرف ہو لئے۔ راہ میں سقراط چلتا چلتا ٹھیر گیا۔ اُس نے اپنی پگڑی کا شملہ ناک پر دھر لیا۔ اور کہا۔" کتنی بد بو ہے"۔

نمبردار۔" یہ کسی کمبخت لڑکے کا پاخانہ ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے حیوان ہمیشہ گاؤں گندہ کرتے رہتے ہیں"۔

سقراط۔ (ہنس کر) تو نمبردار جی جو کچھ میں نے

دیکھا اور سوچا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔
کہ اس گاؤں میں صرف بچے آباد ہیں۔ ان بچوں
کی خبرگیری کون کرتا ہے" +

نمبردار۔ "اُن کی مائیں اور کون" +

سقراط۔ "جو کچھ مائیں سکھائیں - وہی بچے
کرتے ہیں +

نمبردار۔ "ہاں کرتے ہیں" +

سقراط۔ "اور بچے جو ماں باپ کو کرتے دیکھتے ہیں۔
وہی وہ خود کرتے ہیں" +

نمبردار۔ "ہاں کرتے ہیں" +

سقراط۔ "تو جس وقت تک بچوں کی مائیں اور
باپ گاؤں کو غلیظ کرنے سے باز نہ آئینگے۔
بچے کب رک سکتے ہیں" +

نمبردار۔ "سقراط جی یہی بات ہے - بچوں کو بُری
عادتیں ماں باپ ہی سکھاتے ہیں" +

اس موقعہ پر وہاں ایک شخص آیا۔ جس کے سر
پر اناج کی بوری تھی +

سقراط۔ "رام رام جی یہ کیا لے جا رہے ہو" +

زمیندار۔ "گیہوں کا بیج" +

سقراط۔ "کہاں سے خریدا ہے" +

زمیندار۔ "بنئے سے" +

سقراط۔ "کس قسم کا بیج ہے" +

زمیندار۔ "یہی معمولی جو ہر شخص خریدتا ہے" +

سقراط:۔"اور یہی گیہوں تم کھانے کے لئے لیتے ہو" +

زمیندار:۔"جی ہاں یہ ہی" +

سقراط:۔"میرے خیال میں بنیا بیج کی شناخت میں ماہر ہے۔ تمام اقسام جانتا ہے۔ اور صرف بہترین گیہوں بیج بونے کے لئے دیتا ہے" +

زمیندار:۔"نہیں سقراط یہی اناج بنیا اور لوگوں سے مول لیتا ہے۔ اور بلا تمیز اسکے کہ لوگ بیج کے لئے خریدتے ہیں یا کھانے کے لئے بیچ ڈالتا ہے" +

سقراط:۔"تم لوہے کی چیزیں کس سے لیتے ہو" +

زمیندار:۔"لوہار سے" +

سقراط:۔"اور زیورات" +

زمیندار:۔"صراف سے"!

سقراط:۔"اور مٹھائی"!

زمیندار:۔"حلوائی سے" +

سقراط:۔"تو خدا کے لئے تم بیج تخم فروش سے کیوں نہیں لیتے۔ معمولی دوکاندار سے کیوں خریدتے ہو" +

زمیندار:۔"یہاں کوئی ایسا سوداگر نہیں ہے۔ جو بیج بیچتا ہو" +

سقراط:۔"تم گیہوں کا بیج ۸ الف کیوں نہیں لیتے کیا تم یہ نہیں خرید سکتے" +

زمیندار:۔"لے تو سکتے ہیں۔ مگر اُس کا بھاؤ ایک سیر کم ہے۔ اور بنیا روپے کا ایک سیر زیادہ

دیتا ہے"+

سقراط:"لیکن جس بیج کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اُس کی پیداوار فی ایکڑ کتنی زیادہ ہوتی ہے"+

زمیندار۔"لوگ کہتے ہیں کہ اس کی پیداوار ایک خام بیگھہ میں نصف سے لے کر ایک من تک معمولی بیج سے زیادہ ہے"+

سقراط۔"یوں کہو کہ فی ایکڑ دو سے لے کر اڑھائی من تک زیادہ ہے"+

زمیندار۔"جی ہاں یہی بات ہے+

سقراط۔" ایک ایکڑ میں کتنا بیج ڈالتے ہو"+

زمیندار۔"تقریباً ایک من"+

سقراط۔" اگر تم ۸ الف بیج ڈالو تو ایک ایکڑ کے لئے کتنی زیادہ قیمت دینی پڑے"+

زمیندار۔" آٹھ آنہ اور روپے کے اندر اندر" +

سقراط۔" اور پیداوار دس روپے سے بیس روپے تک زیادہ ہوگی"+

زمیندار۔یہی ہوگا +

سقراط:"تو پھر عقل کی بات یہ نہ ہوگی۔کہ بجائے دوکاندار کے سرکار کے گماشتہ سے جو بیج بیچتا ہے۔بیج کے لئے گیہوں لو"+

زمیندار۔"بے شک ہونا تو یہی چاہئے۔مگر سرکار نقد قیمت مانگتی ہے"+

سقراط۔"کیا تمہیں تقاوی نہیں مل سکتی"+

زمیندار ۔" مانگو تو مل جاتی ہے"+

سقراط ۔" ساہوکار تم سے کیا سود لیتا ہے"+

زمیندار ۔" بیج پر پچاس فی صدی تک"+

سقراط ۔" تمہارے گاؤں میں زمیندارہ بنک بھی ہے"+

زمیندار ۔" ہے"+

سقراط ۔" بنک میں کیا سود دینا پڑتا ہے"؟

زمیندار ۔" میرے خیال میں بارہ روپے فیصدی"+

سقراط ۔" تم بنک میں شامل نہیں ہوئے"+

زمیندار ۔" نہیں ابھی تک نہیں"+

سقراط ۔" اس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ تم نے اپنی غفلت سے نہ تو تقاوی لی نہ بنک میں شامل ہوئے ۔ نہ گورنمنٹ ڈپو سے بیج خریدا ہے ۔ جس کی وجہ سے بہت بھاری سود بھرتے ہو ۔ اور پیداوار اراضی کئی من کم ہوتی ہے"+

زمیندار ۔" سقراط جی بات تو یہی ہے ۔ مگر یہ سستی بڑی بلا ہے ۔ اس پر غالب آنا بہت مشکل ہے"+

سقراط ۔" لیکن تم دہلی کے اس قدر قریب ہو ۔ تم گیہوں کیوں بوتے ہو"+

زمیندار ۔" سبھی اچھے زمیندار گیہوں کاشت کرتے ہیں"+

سقراط ۔" دہلی تک پختہ سڑک اور ریل ہے"؟

زمیندار ۔" سڑک بھی ہے اور ریل بھی ۔ مگر ان کا

اس سے کیا واسطہ" +

سقراط۔ "دہلی میں لوگ سبزی ترکاری۔ کوئلہ۔ دوب گھاس۔ اور لہسن۔ تمباکو۔ وغیرہ بہت منگا خریدتے ہیں"؟

زمیندار۔ "میرے خیال میں ایسا ہوتا ہے۔ مگر ہمارا اس سے کیا تعلق ہے۔ ہم تو زمیندار ہیں کوئی مالی نہیں ہیں" +

سقراط۔ "جب گیہوں کی فصل پک رہی ہو۔ تو ژالہ[1] باری بھی ہو جاتی ہے" +

زمیندار۔ "بدقسمتی سے اکثر" +

سقراط۔ جس وقت تم کو کٹائی کے لئے مزدوروں کی تلاش ہوتی ہے۔ لوگ اپنی اپنی فصل کی کٹائی میں مشغول ہوتے ہیں +

زمیندار۔ "جی ہاں" +

سقراط۔ "اس وقت مزدور زیادہ مزدوری مانگتے ہیں" +

زمیندار۔ "جی ہاں" +

سقراط۔ "پھر نہ صرف تمہاری فصل کا اولوں سے برباد ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ بلکہ نفع کا بہت سا حصہ مزدور لے جاتے ہیں" +

زمیندار۔ "ایسا ہی ہوتا ہے" +

سقراط۔ "تو پھر دہلی سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے مالی کی تقلید کرو۔ ایسی ایسی چیزوں کی کاشت

---

[1] اولے پڑنے

کرو جو مہنگی بکتی ہیں اور خوب نفع کماؤ"۔

زمیندار۔"ہم نے اس بات کا کبھی خیال بھی نہیں کیا۔ ان چیزوں کی کاشت ہم نے مالی پر چھوڑ رکھی ہے"۔

سقراط۔"کیا زمین سے زیادہ نفع کمانا باعثِ ذلت ہے"۔

زمیندار۔"ہرگز نہیں بلکہ بڑی دانائی کی بات ہے"۔

سقراط۔"اب تو تمہارے پاس پانی چڑھانے کا پمپ بھی ہے"۔

زمیندار۔"جی ہاں ہے"۔

سقراط۔"لیکن اس سے سال میں چھ ماہ کچھ کام نہیں لیا جاتا"۔

زمیندار۔"جی ہاں۔ ہم اس سے صرف گیہوں کی فصل یعنی فصل ربیع میں کام لیتے ہیں"۔

سقراط۔ گویا جو روپیہ تم نے احداث چاہ اور پانی چڑھانے کے پمپ پر لگایا ہے۔ وہ چھ ماہ تک ہر سال بلا سود رہتا ہے۔

زمیندار۔"بے شک رہتا ہے"۔

سقراط۔ اگر تم تمام سال کچھ نہ کچھ بوتے اور کاٹتے رہو اور ان تمام اجناس سے جن کا ذکر میں نے کیا ہے۔ فائدہ اُٹھاؤ۔ تو تم تمہارے مویشی اور تمہارا پمپ کبھی بیکار نہ رہیں۔ نہ

فصل کے دنوں میں تمہارے سر پر یکبارگی کام کا بوجھ آ پڑے - نہ تمہیں موجودہ حالت کی طرح مزدوروں کی تلاش ہو" +

زمیندار - "بات تو یہی ہے" +

سقراط - "پھر ایسا انتظام کرو - کہ تم اور تمہارے مویشی ہر وقت مشغول رہیں اور تم نہ تو بیکار رہو اور نہ یکبارگی کام کے بوجھ کے نیچے دب جاؤ ایسے تمہیں بہت زیادہ آمدنی چاہات اور پانی چڑھانے کے پمپ سے ہوگی +

روحِ خدمت

سقراط - "زمیندارو آج میں بہت مغموم ہوں - مجھے امید تھی کہ میں ایسے دیہات دیکھونگا - جنہیں نمونہ کہنا چاہئے" +

زمیندار - "تو کیا تم نے نہیں دیکھے"؟

سقراط - "ہاں دیکھے وہ نمونہ تو تھے - مگر غلاظت اور گرد کا نمونہ" +

زمیندار - "اوہو تم کہاں جا نکلے تھے" +

سقراط - "میرا خیال تھا کہ اگر میں ایسے گاؤں میں جاؤنگا - کہ جہاں دوا خانہ (ڈسپنسری) ہے - تو وہاں مجھے ہر چیز مکمل نظر آئیگی - گاؤں ستھرا

ہوگا۔ حفظانِ صحت کا انتظام درست ہوگا۔ بچے صاف اور خوش ہونگے۔ لوگ سنہریاں استعمال کرتے ہونگے۔ اور ہر چیز خاطر خواہ ہوگی"۔

زمیندار۔" تو کیا تم نے یہ صورت نہیں دیکھی"۔

سقراط۔" بالکل نہیں۔ حالانکہ گاؤں میں ڈسپنسری اور تعلیم یافتہ ڈاکٹر ہے۔ مگر پھر بھی گاؤں ویسا ہی غلیظ اور خستہ حال ہے۔ جیسے کہ گرد و نواح کے اور گاؤں اور صورتِ حال کی بہتری کے لئے کچھ بھی تو نہیں کیا گیا"۔

زمیندار۔" سقراط جی ہم کو تو بالکل تعجب نہیں ہوا۔ جن دیہات میں مدرسے ہیں۔ اور مدرسوں میں نصف درجن معلم ان کی حالت بھی ویسی ہی ابتر ہے۔ اس لئے دوا خانہ کی موجودگی سے تم بہتری کی کیسے توقع کرتے ہو"۔

سقراط۔" پھر میں ایک گاؤں میں گیا۔ جو ایک ہی شخص کی واحد ملکیت ہے۔ یہ شخص تعلیم یافتہ ہے۔ بدیشی کپڑے زیب تن کرتا ہے۔ اور بظاہر بڑا شائستہ معلوم ہوتا ہے"۔

زمیندار۔"تمہیں وہاں کس چیز کی توقع تھی"۔

سقراط۔" ایک مکمل جگہ کی اور کیا"؟

زمیندار۔" پھر مکمل مقام دیکھا"۔

سقراط۔" پہلے تو مجھے یقین نہ آتا تھا کہ میں اسی گاؤں میں ہوں۔ بڑی دیر کے بعد مجھے

یقین آیا کہ میں کسی اور گاؤں میں نہیں ہوں - وہیں ہوں کہ جہاں جانا تھا - آخر معلوم ہؤا - کہ جیسے اور گاؤں ہیں - ویسا ہی یہ بھی غلیظ ہے"+

زمیندار - آپ تو سقراط جی - صرف بھلائی کے پرستار ہیں - آپ کب . سمجھینگے کہ ہم یکساں ہیں - امیر ہیں کہ غریب تعلیم یافتہ ہیں یا جاہل سب ایک جیسے ہیں - جب تک ہمیں روٹی ملتی ہے - اور جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے - وہ میسر ہے اور ہمیں کوئی نہیں ستاتا - ہمیں اور کچھ پروا نہیں"+

سقراط - "یہ گفتگو نہایت حوصلہ شکن ہے - کچھ نہ کچھ خرابی کہیں ضرور ہے - جب تک یہ طرزِ عمل جڑ سے نہ بدلا جائے - کبھی ترقی نہیں ہو سکتی"+

زمیندار - "آپ کا خیال درست ہے - بڑوں کا بدلنا مشکل ہے - بچوں کا آسان"+

سقراط - "پھر ہمیں بچوں کو قابو کرنا اور سکھانا چاہئے کہ زندگی کے معنے صرف یہ نہیں ہیں - کہ انسان کھانا کھائے - حقہ پئے اور سو رہے زندگی بہترین کاموں کے لئے ہے - زندگی کا مقصد یہ ہے - کہ ہم کمال حاصل کریں اور ایک دوسرے کی مدد کریں"+

زمیندار۔ "بات تو نہایت اچھی ہے۔ مگر آپ اسے کیسے عمل میں لائیں گے"+

سقراط۔ "مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک انسٹیٹیوشن (مجلس) کا نام سنا تھا۔ اس کو بوائے سکوٹ کہتے تھے۔ کیا تمہیں اُس کا کچھ حال معلوم ہے"+

زمیندار۔ "تمہارا خیال درست ہے۔ ہم نے اُن میں سے چند ایک میلے میں دیکھے تھے۔ وہ بوڑھی عورتوں اور بچوں کی مدد کرتے تھے اور وہ سب کام جو کمین کرتے ہیں وہ خود لوگوں کی خاطر کرتے تھے"+

سقراط۔ "یہ ہی میں چاہتا ہوں۔ میں ایسے انسان چاہتا ہوں۔ جو اوروں کی خاطر خود وہ کام کریں جو کمین کرتے ہیں۔ مجھے ایسے اشخاص درکار ہیں۔ جو بچوں کو معراجِ کمالِ خدمت سکھائیں۔ انہیں سکھائیں کہ ترقی کی خواہش پیدا کرو۔ اور ایثار سیکھو۔ خود مطلب اور خود پسند نہ ہو"+

زمیندار۔ "بہت اچھا سقراط ہم ان لڑکوں کو جو بوائے سکوٹ کہلاتے ہیں۔ ڈھونڈیں گے اور دیکھیں گے اگر وہ تمہارے اس کام میں مدد کر سکتے ہوں"+

سقراط۔ "میں یہ نہیں چاہتا کہ صرف چھوٹے لڑکے

ہی یہ سیکھیں - لیکن میں یہی چرچا کالجوں میں چاہتا ہوں تاکہ جو کوئی ملازم سرکار یا مدرس ہو وہ دل میں پختہ ارادہ کرے۔ کہ مجھکو اپنائے جنس کی خدمت کرنا ہے اور دنیا کی حالت سنوارنا ہے"+

زمیندار۔ "سقراط تمہاری تمنا بہت وسیع ہے۔ تم کالجوں - مدرسوں ، پروفیسروں اور معلموں کو اپنا ہم خیال بناؤ - تاکہ تمہاری خواہش کے موجب عمل ہو"+

سقراط۔ "بے شک مجھے ایسا کرنا ہوگا - ہمیں اپنے تعلیم یافتہ لوگوں میں ایک نئی روح پھونکنی چاہئے یعنی تمنائے خدمت - جب لوگوں میں یہ نیت خدمت پیدا ہو جائیگی - تو جس پیشہ کو وہ ہاتھ لگائیں گے۔ ہمیشہ اس میں خدمت و امداد کے شائق رہیں گے یعنے ہمیشہ ان کی یہی آرزو ہوگی - کہ لوگوں کی خدمت و امداد کریں" مد

زمیندار۔ "اگر ڈاکٹر گاؤں کی صفائی میں مدد دیگا۔ یا انجینئر اپدیش دے کر لوگوں کو بتائیگا - کہ گھر ہوا دار ہونے چاہئیں یا مدرس عورتوں کو سمجھائیگا - کہ بچوں کو کیسے نہلانا اور صاف رکھنا چاہئے - وہ زائد تنخواہ اور الاؤنس ۵ مانگیں گے"+

۵ الاؤنس

سقراط۔" اگر کالج کے معلموں تک میری رسائی ہو جائے اور کالج کے معلم میرے ہم خیال ہو کر اپنے شاگردوں میں روح خدمت پھونک دیں۔ تو وہ کبھی زاید تنخواہ نہ مانگیں گے۔ مدرسہ کے زمانہ میں وہ بوائے سکوٹ ہوں اور اپنے آپ پر بھروسہ کرنے یعنے اپنی ذات پر اعتماد۔ خود غرضی سے پرہیز اور خدمت کی عادات سیکھ لیں۔ تو جب وہ کالج میں جائیں گے۔ اُن سے یہ عادات ترک نہ ہونگیں اور پھر جب تعلیم سے فارغ ہو کر دنیا دار بنیں گے۔ تو ہمیشہ زن و مرد کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہینگے۔ اپنے گھروں کو بہتر بنائینگے۔ اپنے دیہات میں ترقی کی روشنی پھیلائینگے۔ اور موجودہ زندگی سے بہترین زندگی بسر کرینگے"۔

زمیندار"۔ سقراط خدا کرے۔ تمہاری امید بر آئے۔ یقین ہے کہ تم اس ملک کو بہشت بنا دوگے"۔

سونے چاندی کو آگ لگانا

سقراط کھیتوں میں پھر رہا تھا۔ اس کے ساتھ کئی زمیندار تھے۔ فصل کی حالت بہت ناقص تھی +

سقراط۔ اب کے فصل اس قدر خراب کیوں ہوئی ہے +

زمیندار۔ " زمین بوڈی ہے۔ اور ہر سال زیادہ بوڈی ہوتی جاتی ہے " +

سقراط۔ " اس کی وجہ کیا ہے " +

زمیندار۔ " ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ مگر حقیقت یہی ہے " +

سقراط۔ " میں نے بھی کئی آدمیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ میرے خیال میں تم یہاں گوبر جلاتے ہو " +

زمیندار۔ " البتہ ہم جلاتے ہیں اور ہمیشہ سے جلاتے آئے ہیں " +

سقراط۔ " تم ہر سال اپنی تمام زمین کاشت کرتے ہو " +

زمیندار۔ " ہمیں ایسا کرنا پڑتا ہے۔ آبادی بڑھ گئی۔ اس لئے تمام زمین زیر کاشت ہے " +

سقراط۔ " گذشتہ زمانہ میں ہر دوسرے یا تیسرے سال زمین خالی (بلا کاشت) رکھی جاتی تھی " +

زمیندار۔ " ہاں ایسا ہوتا تھا " +

سقراط۔ "آج کل زمین میں تم بہت کم کھات ڈالتے ہو"۔

زمیندار۔ "تمام کھیتوں کے لئے کافی کھات ہر سال نہیں ہوتی"۔

سقراط۔ "کھات زمین کی غذا ہے۔ ہے کہ نہیں؟"

زمیندار۔ "ہاں ہے"۔

سقراط۔ "یہ گائے کا گوبر جو تم جلاتے ہو زمین کی بہترین غذا ہے"۔

زمیندار۔ "ہاں ہے"۔

سقراط۔ "یہی گائے کا گوبر زمین سے اناج اور بھوسہ کی صورت میں نکلتا ہے"۔

زمیندار۔ "یہی بات ہے"۔

سقراط۔ "گویا ہر سال تم زمین سے طاقت تو نچوڑتے ہو مگر اس کا بدل اسے نہیں دیتے"۔

زمیندار۔ "یہ ہی کچھ ہوتا ہے"۔

سقراط۔ "یعنی تم سال بسال زمین کو بھوکا رکھ کر یہ توقع رکھتے ہو۔ کہ وہ تمہارے لئے کام کرے"۔

زمیندار۔ "سقراط ہمیں ڈر ہے کہ ہم یہ ہی کچھ کرتے ہیں"۔

سقراط۔ اگلے وقتوں میں جب تم کبھی کبھی کاشت کرتے تھے۔ تو درمیانی وقفہ میں زمین اپنی طاقت حاصل کر لیتی تھی۔ اب تم کسی

سال ناغہ نہیں کرتے۔ زمین دن بدن کمزور ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ تم اُسے کھانے کو نہیں دیتے"۔

زمیندار۔ "سقراط تمہارا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔ تب ہی تو اب پیداوار پہلی پیداوار کے مقابلہ میں ناقص ہوتی ہے"۔

سقراط۔ "اور پھر تم زمین کو کمزوری کا الزام دیتے ہو۔ اور یہ نہیں کہتے کہ ہم نے اُسے بھوکا مارا ہے۔ اور اب وہ ہماری خدمت نہیں کر سکتی"۔

زمیندار۔ "آپ سچ کہہ رہے ہیں"۔

سقراط۔ "تو پھر دو ہی باتیں ہیں۔ اگر اچھی پیداوار چاہتے ہو۔ تو یا گوبر کی جگہ کوئی اور چیز جلاؤ۔ یا بجائے گوبر کے کوئی اور کھات ڈھونڈو۔ جب تک کامیابی نہ ہو تلاش جاری رکھو۔ جس طرح تم اب زمینداری کرتے ہو۔ کبھی عمدہ پیداوار نہ ہوگی"۔

زمیندار۔ "سقراط جی دکھائی تو یہی دیتا ہے"۔

سقراط۔ "آسان بات تو یہ ہے کہ گوبر کی جگہ کوئی اور چیز جلاؤ۔

زمیندار۔ "اور کیا جلائیں"۔

سقراط۔ "اُپلوں کی ضرورت تمہیں زیادہ تر دودھ کاڑھنے اور حقہ پینے کے لئے پڑتی

ہے"+

زمیندار۔" جی ہاں کھانا تو ہم لکڑی یا پتھر کا کوئلہ جلا کر بھی پکا سکتے ہیں"+

سقراط۔" تو پھر چند دن جب تک نہیں اپلوں کا نعم البدل نہ ملے حقہ کو خیر باد کہو۔ یعنی حقہ پینا ترک کر دو۔ اور دودھ تو کئی آدمی آگ کے بغیر جلا سکتے ہیں"+

زمیندار۔ ہاں ہم نے سنا ہے۔ مگر ہم آگ زیادہ پسند کرتے ہیں"+

سقراط۔" تو لکڑی جلا کر آگ بناؤ"+

زمیندار۔" اگر لکڑی کی آگ دودھ کے نیچے ہو تو عورتیں دودھ کا برتن آگ پر چھوڑ کر اور کام نہیں کر سکتیں"+

سقراط۔" اور کونسا کام" +

زمیندار۔" یہ ہی توبہ نہاپنا"+

سقراط۔" جب اُپلوں کی جگہ لکڑی جلنے لگیگی۔ تو پھر اپلوں کی ضرورت نہ رہیگی۔ اور عورتوں کو فرصت ہوگی۔ کہ دودھ کے پاس بیٹھ کر دھیان رکھیں۔ اور اُس وقت وہ بُننا سینا پرونا بھی کر سکینگی۔ بچوں کو پڑھا سکینگی۔ اور ہر قسم کا کام جو تم چاہتے ہو کہ تمہاری عورتیں کریں کر سکیں گی"+

زمیندار۔" سقراط جی یہ ٹھیک ہے۔ جب ایک

بار ہماری عورتوں نے اُپلے بنانا چھوڑ دیا۔ تو وہ سب کام کر سکینگی۔ جو ہماری لڑکیوں نے جب سے وہ مدرسہ جانے لگی ہیں۔ سیکھے ہیں"+

سقراط۔"تو پھر ان اُپلوں کو دفع کرو۔ اور جو دودھ گرم کرنا چاہیں۔ اُنہیں لکڑی کی آگ پر گرم کرنے دو اور اُنہیں فرصت دو کہ اُس وقت جب دودھ چولھے پر ہو پاس بیٹھ کر اپنے اور کام کریں"+

زمیندار۔"مگر اِس قدر لکڑی کہاں سے آئیگی"؟

سقراط۔"لکڑی بھی گیہوں یا دیگر اجناس کی طرح زمین کی پیداوار ہے۔ اسے بھی بو کر اُگاؤ"+

زمیندار۔"درختوں کا بونا بھی کبھی کسی نے سُنا ہے"+

سقراط۔"جس شخص کو عمارتی یا جلانے کی لکڑی درکار ہے۔ اگر اس میں عقل ہے۔ تو وہ درخت لگا سکتا ہے"+

زمیندار۔"بہت اچھا ہم درخت لگا بیٹھے۔ لیکن کہاں لگائیں"+

سقراط۔"درختوں کے لئے بھی کیا جگہ نہیں۔ درخت اپنی بنجر زمین پر گاؤں کے اندر اور باہر۔ اپنے احاطوں میں۔ کچھ تالابوں کے گرد اور سڑکوں کے کناروں پر لگاؤ۔ تمہارے کئی

دیہات میں پہاڑیاں اور ٹیلے اور بنجر قطعات ہیں۔ جن پر سوائے درختوں کے اور کچھ نہیں اُگ سکتا۔ تمہارے کئی دیہات میں بنیاں ہیں۔ جن میں جھاڑیاں لگی ہوئی ہیں۔ جو نہ تو جلانے کے کام آتی ہیں نہ عمارت کے کام۔ ان کو کٹوا دو اور ایسے درخت وہاں لگاؤ۔ جن کی لکڑی جلانے کے کام آتی ہے"+

زمیندار۔" مجھے شک ہے کہ اگر ایسا بھی کیا جائے تو لکڑی جلانے کو کافی مقدار میں دستیاب نہ ہو سکیگی"+

سقراط۔ تو پھر کپاس۔ سرسوں۔ ارہر اور گودر کے "ڈنٹھل اور گھاس پھوس اور دریا کے کنارے جو جھاؤ ہے وہ جلاؤ"+

زمیندار۔" یہ سب بھی کافی نہ ہونگے"+

سقراط۔" تجربہ تو کر کے دیکھو۔ اور اگر یہ چیزیں کافی نہ ہوں تو لکڑی کا کوئلہ یا بجھا ہوا پتھر کا کوئلہ استعمال کرو اور دیکھو کہ کیا پتھر کا کوئلہ اور لکڑی کا کوئلہ اگر اکٹھا خریدا جائے۔ تو سستا نہ ملیگا۔ اس طرح پر قیمتی گوبر کو کھیتوں کی کھاد کے لئے بچاؤ"+

زمیندار۔ پتھر کا کوئلہ بہت کارآمد ہے۔ مگر یہ ان لوگوں کو بہ آسانی مل سکتا ہے۔ جو ریل کے اسٹیشن کے قریب رہتے ہیں"+

جب سقراط گاؤں سے رخصت ہونے لگا۔

تو اُس نے کہا کہ ایک اور چیز بھی ہے۔ جسے
نیا جادو کہنا چاہیئے۔ اُسے بجلی کہتے ہیں۔
اسے کسی طرح پر دریا سے لیتے ہیں۔ اور
تاروں کے ذریعہ جہاں چاہیں لے جاتے ہیں۔
اور یہ حیرت انگیز بجلی تمہیں روشنی دیتی
ہے۔ تمہارا کھانا پکاتی ہے۔ اور جو کوئی اور
کام اس سے لینا چاہو کرتی ہے۔ ممکن ہے۔
کہ ایسا وقت کبھی آجائے۔ کہ جب تمہیں
کافی لکڑی جلانے کو نہ ملے۔ تو دریاؤں اور
تاروں کے ذریعہ بجلی لا کر تم کھانا پکاؤ۔
اور بیش قیمت گائے کا گوبر اپنے کھیتوں
کے لئے بچا سکو"۔

زمیندار۔" سقراط جی آپ اُس بات کا ذکر کر
رہے ہیں۔ جو ابھی بہت دور ہے۔ لیکن آپ
کی بات ہمیشہ درست نکلی ہے۔ کبھی غلط
ہوئی نہیں کیا عجب ہے کہ یہ عجیب و غریب
شے بھی استعمال میں آجائے"۔

سقراط۔" دیکھا چاہیئے۔ لیکن جو جی چاہے کرو
سونے اور چاندی کو آگ نہ لگاؤ۔ اُپلے جلا
کر تم سونے کو آگ لگاتے ہو۔ تم اپنی خوراک
اور اپنے مویشیوں کی خوراک جب نہیں جلاتے
تو زمین کی خوراک کیوں جلاتے ہو"۔

زمیندار۔" سقراط بے شک آپ جو فرما رہے ہیں۔

وہ قرینِ عقل ہے +

سقراط۔"ابھی اگلے دن کی بات ہے۔کہ میں نے ایک دودھ کاڑھنے کی کل دیکھی تھی۔لوگوں نے مجھے بتایا کہ اُس کے استعمال سے گھی زیادہ مقدار میں اور بہت صاف نکلتا ہے۔ وقت تھوڑا صرف ہوتا ہے۔اور لکڑی پانچ گنہ کم صرف ہوتی ہے۔کیوں نہیں اُس کو آزماتے"+

زمیندار۔"ہم آزمائیں گے"+

بربادی اور فضول خرچی

زمیندار۔"سقراط جی ہم دن بدن غریب ہوتے جاتے ہیں"+

سقراط۔"آپ سچ کہتے ہیں۔ مجھے کچھ تعجب نہیں ہے"+

زمیندار۔"بوڑھے میاں کیوں"+

سقراط۔"جو کچھ تمہارے پاس ہے تم اجاڑ دیتے ہو"+

زمیندار۔"اجاڑ دیتے ہو؟ وہ کیسے۔ہمارے پاس ہے ہی کیا کہ اجاڑ دیں"+

سقراط۔"دنیا میں تم سے بڑھ کر فضول خرچ

کوئی نہیں +

زمیندار۔ ہمیں بھی سمجھاؤ کہ تم کیا کہتے ہو۔ نہ تو ہم جوا کھیلتے ہیں۔ نہ شراب پیتے ہیں۔ قیمتی پوشاک ہم نہیں پہنتے۔ موٹر کار میں ہم سوار نہیں ہوتے"

سقراط۔ تم اپنی دولت کئی اور طریق پر لٹاتے ہو +

زمیندار۔" ہمیں بھی ان میں سے چند طریقے بتاؤ" +

سقراط۔" پہلے تو تم اپنے گاؤں کا کوڑا کرکٹ برباد کرتے ہو۔ اس کے ڈھیر کھلے میدان میں لگا دیتے ہو۔ جہاں مویشی اُنہیں اِدھر اُدھر بکھیرتے ہیں ہوا اُڑاتی ہے۔ اور مینہ بہا لے جاتا ہے" +

زمیندار۔" ہاں یہ تو ہوتا ہے" +

سقراط۔" پھر وہ قیمتی چیز جو خدا نے تم کو دی ہے۔ ضائع کر دیتے ہو" +

زمیندار۔" وہ کیا ہے" +

سقراط۔" تم تمام گائے کا گوبر جلا دیتے ہو +

زمیندار۔" یہ بھی سچ ہے" +

سقراط۔" پھر تم خراب بیج بو کر اپنا وقت اور محنت ضائع کرتے ہو +

زمیندار۔" سقراط یہ بھی سچ ہے۔ ہم اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے کہ کہاں سے بیج خریدنا ہے

سقراط۔" تم بجائے اس کے کہ اچھے مویشیوں کی

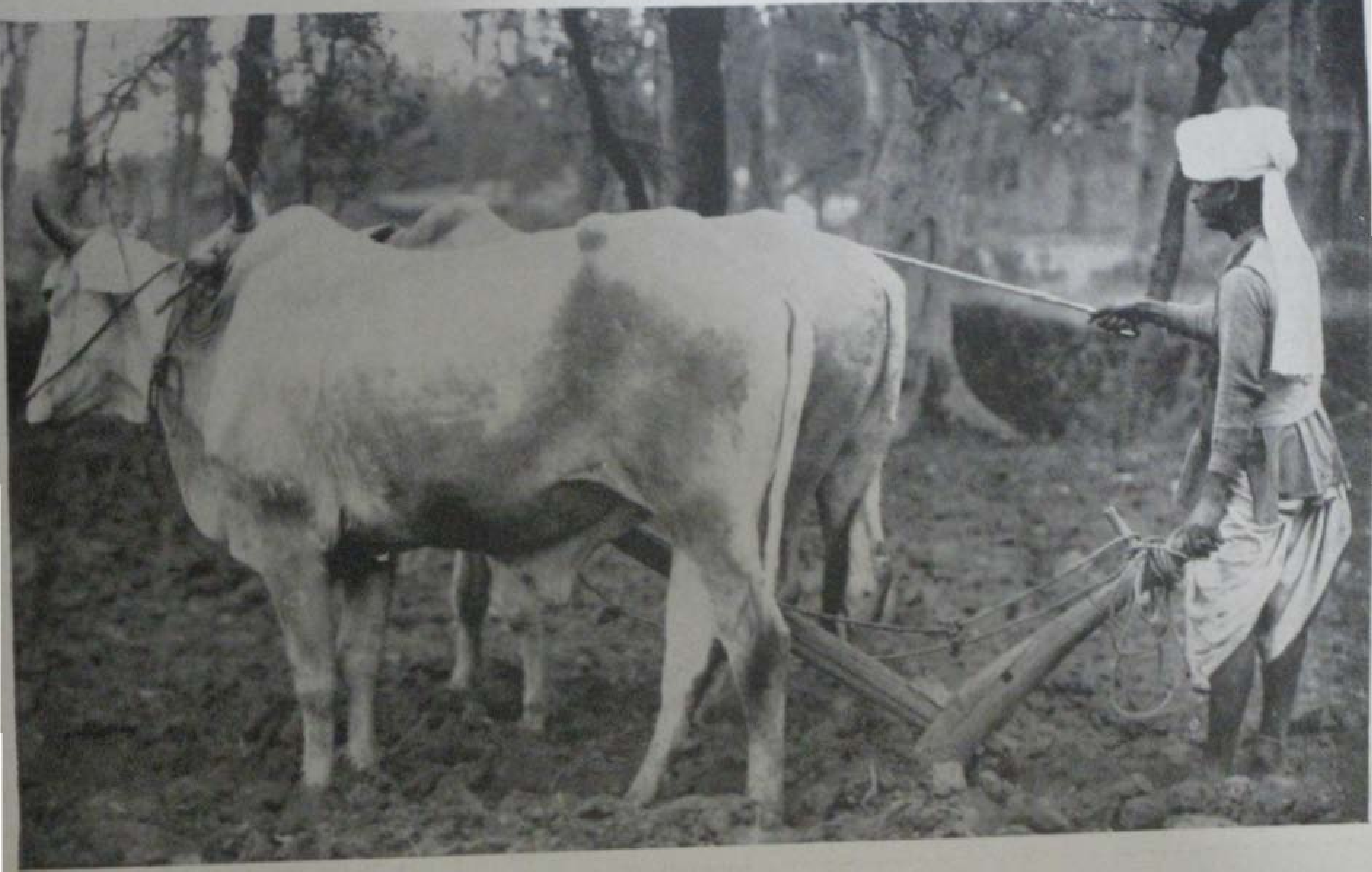

لکڑی کا ہل

نسل بڑھاؤ۔ خراب مویشی رکھتے اور پیدا کرتے ہو۔ یہ تمہیں معلوم ہے کہ خراب مویشی بھی اتنا ہی کھاتے ہیں۔ جتنا اچھے اور کام اس سے آدھا کرتے ہیں۔ خراب گائے یا بھینس اچھی گائے یا بھینس سے آدھا دودھ دیتی ہے"۔

زمیندار۔"اس میں بھی تم سچے ہو"۔

سقراط۔"تم اپنی عورتوں کا وقت اناج پیسنے میں ضائع کرتے ہو۔ حالانکہ اناج مویشی بھی پیس اور دَل سکتے ہیں۔ اور عورتوں سے جلدی یہ کام کر سکتے ہیں۔ پھر عورتوں کا وقت گوبر تھاپنے میں ضائع ہوتا ہے۔ یہ وقت اُنہیں زیادہ تر ضروری کام مثلاً بچوں کی پرورش اُن کے نہلانے دھلانے اور پہننے کے کپڑے بنانے میں صرف کرنا چاہیئے"۔

زمیندار۔"سقراط جی یہ بھی سچ ہے"۔

سقراط۔ تم کپڑے درزی سے سلاتے ہو۔ اور اس طرح روپیہ برباد کرتے ہو اور تمہارے بچے میلے کچیلے رہتے ہیں۔ ان کی پروا نہیں کی جاتی اور ان کی صحت بگڑ جاتی ہے۔

زمیندار۔" امر واقعہ یہ ہی ہے"۔

سقراط۔"تم رہٹ کی جگہ چرسہ استعمال کرتے ہو اور اپنے مویشیوں کی محنت برباد کرتے ہو

زمیندار۔ "یہ بھی درست ہے" +

سقراط۔ "تم فصل کی کٹائی ایک ایسے آلہ سے کرتے ہو جو ایک خلال سے بڑا نہیں۔ اس سے وقت اور محنت ضائع ہوتی ہے"

زمیندار۔ "ہاں سقراط جی ہماری درانتی ایک چھوٹا آلہ ہے" +

سقراط۔ "پھر تم ایک دقیانوسی مری ہوئی لکڑی کے ٹکڑے سے ہل چلاتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ گریگاؤں کا ہل ایسے لکڑی کے چار ہلوں کے برابر کام دیتا ہے" +

زمیندار۔ "یہ بالکل درست ہے" +

سقراط۔ "کیا اس طرح زیادہ وقت اور محنت برباد نہیں جاتی"

زمیندار۔ "بے شک" +

سقراط۔ "تم اپنے روپے کے زیور بنواتے ہو۔ جن کی گھڑائی مفت جاتی ہے" +

زمیندار۔ "ہاں بے شک زیور بنواتے ہیں ہمیں بھاتا ہے" +

سقراط۔ "اور یہ بتدریج گھستا رہتا ہے" +

زمیندار۔ "زیور جو پہنا جائے۔ جلد گھس جاتا ہے" +

سقراط۔ "یہ ہی روپیہ اگر تم زمیندارہ بنک میں رکھو۔ تو بڑھتا ہے" +

زمیندار۔ "یہ ہی بات ہے" +

سقراط۔ "پھر تم مسہریاں اور کونین استعمال نہیں کرتے اور بچوں کو چیچک کا ٹیکا نہیں لگواتے اور اپنی صحت برباد کرتے ہو" +

زمیندار۔" یہ بھی ہوتا ہے"+
سقراط۔" تم اپنا روپیہ شادی اور غمی کی فضول رسوم اور رت جگوں وغیرہ پر برباد کرتے ہو اور مقدمہ بازی میں ضائع کرتے ہو"+
زمیندار۔" ہاں ان باتوں میں بہت سا روپیہ صرف ہو جاتا ہے
سقراط۔" تم چھتیس فی صدی فی سال شرح پر روپیہ قرض لیتے ہو۔ اور بنک میں شریک ہو کر بارہ فیصدی فی سال پر نہیں لیتے"+
زمیندار۔" یہ بھی درست ہے"+
سقراط۔" اب بھی یقین آیا کہ نہیں کہ تم نہایت فضول خرچ ہو۔ یہ ہی کافی ہے یا اور بھی بتاؤں"+
زمیندار۔" بس بس سقراط جی ہم واقعی نہایت ناعاقبت اندیش ہیں"+
سقراط۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ تمہیں یہ کہنا کہ تمکو نئی حیرت انگیز ایجادوں کی ضرورت ہے یا کہ تم دولتمند ہو جاؤ اتنا ضروری نہیں ہے۔ جتنا کہ ضروری یہ ہے۔ کہ تمہیں کہا جائے کہ ایسی دولت اور سامان جو خدا نے تمہیں دیا ہے برباد نہ کرو۔ تمہیں سردست یہ بتانا اور سکھانا ضروری ہے۔ کہ جو کچھ تمہیں میسر ہے۔ اُسے کیسے استعمال اور صرف کرو۔ اور نئی چیزوں

سے متعلق پھر دیکھا جائیگا۔ لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اور بھی کیا تم برباد کرتے ہو"+

زمیندار۔" سقراط جی ضرور بتاؤ۔ یہ بھی ہم سن لیں تاکہ کل تفصیل پوری ہو جائے"+

سُقراط۔" تفصیل تو بہت زیادہ ہے۔ لیکن میں صرف ایک چیز کا ذکر کرونگا+

زمیندار۔" اچھا کہو"+

سقراط۔" یہ جو بنی سامنے نظر آتی ہے۔ یہ کس مرض کی دوا ہے۔ کیوں نہیں تم اس کے درخت کٹوا کر استعمال کرتے اور بیچتے"+

زمیندار۔" ہمارے بزرگوں نے اسے مویشیوں کی چراگاہ قرار دیا ہے۔ اس لئے ہم اس میں سے کوئی چیز کاٹنے کے مجاز نہیں ہیں"+

سقراط۔" اس میں کیا درخت ہیں اور کیسی جھاڑیاں ہیں"+

زمیندار۔" اس میں زیادہ تر جل۔ کڑیل۔ ناگ پھنی وغیرہ ہیں"+

سقراط:"کیا انہیں مویشی کھاتے ہیں"+

زمیندار۔" نہیں"+

سقراط۔" بنی میں گھاس بھی ہوتی ہے یا نہیں"+

زمیندار۔" نہیں وہاں اتنے درخت اور جھاڑیاں ہیں کہ گھاس نہیں ہو سکتی"+

سقراط۔" یہ بنی تمہارے بزرگوں نے مویشیوں کے لئے

لکڑی جلانے کے کام آ سکے۔ اور جن کے پتے مویشیوں کے چارہ کا کام کال اور قحط کے دنوں میں دیں"۔

زمیندار۔ اب ہمیں سقراط جی یقین آ گیا۔ آپ بجا کہہ رہے ہیں۔ اپنے بزرگوں کی خواہش پورا کرنے کا یہ ہی بہترین طریقہ ہے"۔

سقراط۔ "جس وقت تم اپنی دولت کو برباد کرنا چھوڑ دوگے۔ تم غریب نہ رہوگے۔ ورنہ اسی حال میں رہوگے۔ جس خیال میں تم اس وقت ہو وہ بے فائدہ ہے۔ یہ خیال خام ہے۔ کہ گورنمنٹ کوئی ایسا معجزہ دکھائے۔ کہ تمہاری دولت یکبارگی دو چند ہو جائے۔ اور ٹیکس موقوف ہو جائیں۔ مگر انتظام جاری رہے۔ تمہارا علاج تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے"۔

زمیندار۔ "تمہاری گفتگو سن کر ہمیں یقین آ گیا۔ سقراط جی آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ ہم کو اپنی طرز رہائش اور زمینداری پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ اندھا دھند پرانے پچر طریقوں پر چل کر ہمیں یہ امید نہ رکھنی چاہئے۔ کہ کسی معجزہ سے ہم لکھ پتی ہو جائینگے۔

خراب سانڈ

سقراط بیٹھا ہوا ایک برہمن سے باتیں کر رہا تھا۔ پاس سے گائے بھینس گزر رہی تھیں۔ اتنے میں وہاں ایک برہمنی سانڈ آ گیا۔ جس کا قد چھوٹا اور جسم بے ڈول تھا۔

سقراط۔ "مصر جی یہ کس کا سانڈ ہے۔"

برہمن۔ "اس کا کوئی مالک نہیں۔ یہ دھرم ارتھ ہے۔"

سقراط۔ "لیکن یہ تمہارے استعمال میں ہے۔ اس سے تمہاری گائیں گابھن ہوتی ہیں۔"

برہمن۔ "ہاں ہمارے ہاں یہ ہی صرف ایک سانڈ ہے۔ اور ہماری گایوں میں رہتا ہے۔"

سقراط۔ "مصر جی تعجب ہے کہ آپ جیسا برہمن بوچڑ خانہ کا سر پرست ہو۔"

برہمن۔ (بہت خفا ہو کر) سقراط جی تم کیا کہہ رہے ہو اگر ایسی بات زبان سے نکالو گے۔ تو مارے جاؤ گے۔

سقراط۔ "مصر جی مجھے بہت افسوس ہے۔ مگر کیا کروں۔ سچی بات میرے احمق منہ سے کبھی کبھی نکل ہی جاتی ہے۔"

برہمن۔ بڈھے تو جھوٹ بکتا ہے۔ ایسی بری چیز

کی میں ہرگز سر پرستی نہیں کرتا"+

سقراط۔ ہاں تم کرتے ہو۔ کیوں بہانہ بناتے ہو۔ بہانہ بنانے سے اصلیت میں فرق نہیں آتا"+

برہمن۔" وہ کیسے"+

سقراط۔" سانڈ بقول تمہارے بہت خراب ہے۔ ہے کہ نہیں"+

برہمن۔" ہاں بہت اچھا تو یہ نہیں ہے"+

سقراط۔" میں کہتا ہوں کہ بہت ہی بُرا ہے"+

برہمن۔" ہاں دُبلا ہے"+

سقراط۔" میں کہتا ہوں کہ ڈیم بیڈ ہے

برہمن۔ میں ڈیم کا مطلب نہیں سمجھتا۔ مگر یہ مانتا ہوں کہ سانڈ خراب ہے

سقراط۔" یہ بھی کہو کہ اس کے بچھڑے ہل چلانے کے کام نہیں آسکیں گے۔ اور اس کی بچھڑیاں بہت کم دودھ دینگی"+

برہمن۔" میں مانتا ہوں کہ اس کی اولاد کمزور ہوگی"+

سقراط۔" اور یو چڑ خانہ جائیگی"+

برہمن۔" شرم۔ شرم۔ کبھی نہیں۔ ایشر نہ کرے۔ تم کیسے مجھے گالیاں دینے کی جرأت کر رہے ہو"+

لہ بڑے سے بڑا

سقراط۔" اگر وہ بیکار ہونگی۔ تو تمہیں اس سے
خلاصی حاصل کرنی ہوگی"۔
برہمن۔" ہاں ہم ان میں سے کچھ بیچ دینگے"۔
سقراط۔" اور جس کے ہاتھ تم بیچو گے۔ وہ انہیں
ذبح کریگا"۔
برہمن۔" ہرگز نہیں ہم اس شرط پر بیچیں گے۔
کہ انہیں ذبح نہ کیا جائے۔ ہم گائے بیل بوچڑوں
اور اس قسم کے لوگوں کے ہاتھ فروخت نہیں
کرتے"۔
سقراط۔" آپ کا خریدار کیا کریگا"؟
برہمن۔" مجھے کیا خبر"۔
سقراط۔" وہ آگے بیچ ڈالے گا"۔
برہمن۔" ہاں اس کی مرضی"۔
سقراط۔" کیا وہ شرط کر لیگا"۔
برہمن۔" یہ میں کیسے کہہ سکتا ہوں"۔
سقراط۔" اسی طرح ہر خریدار انہیں بیکار سمجھ کر
آگے بیچتا جائیگا"۔
برہمن۔" اس کی مرضی"۔
سقراط۔" اور آخر کار بوچڑ خریدے گا"۔
برہمن۔" آخر میں ممکن ہے ایسا ہی ہو"۔
سقراط۔" پھر مصر جی تم در حقیقت بوچڑ خانہ کی
سرپرستی کرتے ہو"۔
برہمن۔ بوچڑ کا یہ پیشہ جو ہوا وہ آخر کوئی نہ کوئی

جانور ذبح تو کریگا"+

سقراط:"کیا حصار کے سانڈ کے بچھڑے بھی بوچڑ ذبح کریگا"+

برہمن۔"ہرگز نہیں وہ بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ اور اس طرح ضائع نہیں کئے جا سکتے"+

سقراط۔"بوچڑ بھی انہیں ذبح نہیں کرتا"+

برہمن:"کبھی نہیں"+

سقراط۔"پھر اگر تم سب حصار کے بیل رکھو۔ تو چاہے کسی کے ہاتھ فروخت کرو۔ کسی کو دو وہ کبھی بوچڑ خانہ کا منہ نہ دیکھیں گے"+

برہمن۔"یہ ہی بات ہے"+

سقراط۔"پھر جب تک تم خراب بیل رکھوگے۔ تم بوچڑ خانہ کے مربی ہو"+

برہمن۔"سقراط جی معلوم تو کچھ ایسا ہی ہوتا ہے لیکن میں نے اب تک اس بات کو اس پہلو سے نہ سوچا تھا۔ ہمارے خیال میں ایک برہمنی سانڈ کو خواہ وہ کیسا ہی خراب ہو۔ آختہ کرنا پاپ ہے"+

سقراط۔"مگر سوچو تو ایسے سانڈ کو آختہ کرنا ثواب ہے۔ اور اس سے نسل بڑھانا گناہ ہے"+

برہمن۔"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے"+

سقراط۔" یاد رکھو کسی پرانی رسم کی اندھا دھند پیروی مامون نہیں ہے۔ آنکھیں بند کر کے کسی چیز کی پیروی نہ کرو۔ اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ ہر رسم کو احتیاط سے سوچو اگر وہ اچھی ہے۔ تو اُس کی پیروی کرو۔ اگر خراب ہے تو ترک کر دو"+

دو خزانے

سقراط چوپال میں بیٹھا تھا۔ کہ جمعدار آ گیا۔ وہ بہت مصروف معلوم ہوتا تھا۔ اور اُس نے اپنی کمر اس طرح کسی ہوئی تھی۔ جیسے دور کا چکر لگائے گا+

سقراط۔" جمعدار صاحب آج کدھر کا ارادہ ہے"+

جمعدار۔" پنشن لینے خزانہ کو جا رہا ہوں"+

سقراط۔" خزانہ کیا ہوتا ہے"؟

جمعدار۔" کیا تمہیں معلوم نہیں۔ خزانہ وہ جگہ ہے۔ جہاں گورنمنٹ اپنا تمام مال جمع رکھتی ہے"+

سقراط۔" پھر تو تم سب کے خزانے گاؤں میں ہیں"+

جمعدار۔ سقراط جی آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم بیچارے

بڑے غریب ہیں - ہمارے پاس خزانے کہاں سے آئے" +

سقراط - "کیا تم نے ایک گڑھا نہیں کھودا جمعدار صاحب" +

جمعدار - "ہاں تمہارے بڑے اصرار پر" +

سقراط - "اور اب اس میں تم اپنا تمام کوڑا کرکٹ ڈالتے ہو" +

جمعدار - "ہاں" +

سقراط - اور گھر کا کوڑا بھی جو جھاڑو دے کر اکٹھا ہوتا ہے +

جمعدار - "ہاں" +

سقراط - "اور راکھ بھی"

جمعدار - "راکھ بھی" +

سقراط - اور تمام گھاس پھوس بھی جو موسم برسات میں گاؤں کے گرد پیدا ہو جائے اسی گڑھے میں ڈالتے ہو" +

جمعدار - "ہاں" +

سقراط - "اور تمہاری جھونپڑیوں کے پرانے چھپر بھی" +

جمعدار - "ہاں" +

سقراط - "اور مویشیوں کا گوبر بھی وہیں ڈالتے ہو" +

جمعدار - "ہاں" +

سقراط۔" اور کھیتوں اور گلیوں کا کوڑا بھی"+
جمعدار۔" ہاں "+
سقراط۔" جمعدار صاحب تو پھر ہر چیز جو تم اکٹھی کر سکو۔ اسی گڑھے میں ڈالتے ہو+
جمعدار۔" ہاں "+
سقراط۔ یہ تمام چیزیں گلتی اور سڑتی ہیں۔ اور پھر چند ماہ کے بعد تم انہیں نکال کر کھاد کی جگہ استعمال کرتے ہو"+
جمعدار۔ کرتا ہوں+
سقراط۔" اور تمہاری فصل پہلے سے دو چند ہوتی ہے"+
جمعدار۔" سقراط جی آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ جب سے آپ کی صلاح پر چلنے لگا ہوں۔ اب فصل پہلے سے تقریباً دو چند ہوتی ہے"+
سقراط۔ تم گاؤں کے زمینداره بنک میں بھی شریک ہو+
جمعدار۔" جی ہاں آپ کے کہنے سے+
سقراط۔" اور جو کچھ تم اپنی پنشن سے یا فصل بیچ کر بچاتے ہو۔ وہ بنک میں جمع کرتے ہو۔ اور مویشی فروخت کر کے جو روپیہ آتا ہے۔ وہ بھی بنک میں جمع کرتے ہو"+
جمعدار۔" ہاں "+
سقراط۔ غرض جو روپیہ تمہارے ہاتھ میں آتا

ہے۔ وہ تم بنک میں رکھتے ہو" +

جمعدار۔ "ہاں"

سقراط۔ اور اب تم روپیہ زیورات پر صرف نہیں کرتے +

جمعدار۔ جی نہیں" +

سقراط۔ پس تو تمہارا تمام زاید کوڑا گڑھے میں اور تمہارا زاید روپیہ بنک میں جاتا ہے" +

جمعدار۔" یہ ہی بات ہے" +

سقراط۔ تو تمہارا ایک خزانہ نہیں ہے دو ہیں۔ ایک گڑھے میں اور دوسرا بنک میں +

جمعدار۔ "ہاں سقراط جی آپ بجا فرما رہے ہیں۔ میرے دو خزانے ہیں" +

سقراط۔ ہر عقلمند زمیندار کے دو خزانے ہیں۔ اُس کا گڑھا اور اُس کا بنک اور جب تک اُس کے پاس یہ دو خزانے ہیں۔ وہ کبھی محتاج نہ ہوگا" +

جمعدار۔" آپ سچ فرماتے ہیں۔ جب سے میں نے آپ کی نصیحت پر عمل کیا ہے۔ گڑھا کھدوایا ہے۔ اور بنک میں حصہ دار ہوا ہوں۔ کسی بات کی کمی نہیں رہی" +

سقراط۔" مبارک ہو خدا کرے یہ خزانہ پھلے پھولے" +

جمعدار۔" شکریہ۔ مہربان بندگی" +

تقدیر یا مالک کی مرضی

زمیندار - آہ سقراط میرا کاسۂ مصیبت اب لبریز ہے۔
فصل برباد ہو گئی ہے۔ بچے بیمار ہیں - اور
قرضہ بڑھ رہا ہے۔ ہم زمینداروں کی قسمت میں
بہت ذلت لکھی ہے۔ اگر گورنمنٹ صرف اتنا
کرتی -----"

سقراط - اچھا تو یہ گورنمنٹ کا قصور ہے"

زمیندار - "بارش ------"

سقراط - "پھر خدا بھی قصور سے بری نہ ہوا"

زمیندار - "کیا میں سخت محنت نہیں کرتا - اور
کیا میں رحم کا مستحق نہیں ہوں۔ اور گورنمنٹ
کا یہ حال ہے کہ ------"

سقراط - "پھر گورنمنٹ کا ذکر"

زمیندار - "کیا میں معاملہ سرکار نہیں دیتا؟
------ پھر زمین ------"

سقراط - "پھر خدا کو الزام! ہاں خدا بد نصیب
ہے۔ ہاں گورنمنٹ بد بخت ہے! تم زمیندار
کھات جلاتے ہو - یا اسے گاؤں کے سڑے
زہر بناتے ہو۔ ایک پرانے قسم کی مڑی ہوئی
لکڑی سے ہل چلاتے ہو۔ بیج حلوائی سے بجائے
غلہ کے تاجر کے خریدتے ہو - آبپاشی بجائے

رہٹ کے چرسہ سے کرتے ہو۔ زمیندارہ بنک بارہ فیصدی پر قرضہ دینے کو تیار ہے۔ لیکن تم چھتیس فی صدی سود بھرتے ہو۔ غلاظت میں رہتے ہو۔ اپنے گھروں میں کھڑکیاں نہیں رکھتے۔ بچوں کو چیچک کا ٹیکہ نہیں لگواتے اور پھر جب تمہاری فصل برباد ہو جاتی ہے۔ تمہارا قرضہ بڑھ جاتا ہے۔ اور تمہارے بچے بیمار ہوتے ہیں۔ تم خدا اور گورنمنٹ کو الزام دیتے ہو۔ دوستو تمہیں کوئی بڑا ڈبل خدا درکار ہے۔ اور اگر گورنمنٹ کا نام لو۔ تمہیں تو گورنمنٹ نہیں بلکہ غریب خانہ چاہیئے"۔

زمیندار۔ "تو سقراط تم ہی بتاؤ ہم کیا کریں"؟

سقراط۔ "جس وقت خرابی واقع ہو۔ اس وقت سوچو اور سمجھو کہ کس کا قصور ہے تم اپنے دل میں غور کرو۔ کہ کیا تم نے تندرست رہنے اور اچھی فصل پیدا کرنے کا پورا پورا بندوبست کیا ہے۔ اگر جو ممکن کوشش تھی کر چکے ہو۔ اور پھر بھی حالت خراب ہے۔ تو پھر خدا یا گورنمنٹ کو الزام دینے کا خیال دل میں لاؤ"۔

زمیندار۔ "یہ مالک کی مرضی ہے۔ کہ ہماری فصل نہیں ہوتی اور بچوں کو چیچک نکلتی ہے"۔

سقراط۔"جن بچوں کو چیچک کا ٹیکا لگایا جاتا ہے۔انہیں
تو چیچک نہیں نکلتی"۔

زمیندار۔"بیشک نہیں نکلتی"۔

سقراط۔"تو کیا ٹیکا لگانے والا مالک سے زیادہ
طاقتور ہے"۔

زمیندار۔"نہیں کیسی بات کرتے ہو"۔

سقراط۔"جب پلیگ (طاعون) پھوٹتی ہے۔تو تمہارے
بچے کیوں مرتے ہیں"۔

زمیندار۔"مالک کی مرضی"۔

سقراط۔"جب ڈپٹی کمشنر نے آکر تم سب کے
ٹیکا لگوا دیا تھا تو پھر تو کوئی نہ مرا"۔

زمیندار۔"ہاں پھر تو کوئی موت نہیں ہوئی"۔

سقراط۔"تو پھر ڈپٹی کمشنر بھی مالک سے زیادہ
طاقتور ہے"۔

زمیندار۔"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا"۔

سقراط۔"تو پھر طاعون کا ٹیکہ یا چیچک کا ٹیکا بھی
مالک کی مرضی ہوسکے"۔

زمیندار۔"یہ ہی کچھ معلوم ہوتا ہے"۔

سقراط۔"اور وہ چیز بھی جو اگر گاؤں میں پڑی
ہوئی سڑا کرے۔تو تمہارے اور تمہارے بچوں
کے لئے زہر ہے۔اور اگر کھیتوں میں ڈالی جائے
تو تمہاری پیداوار کو دو چند کر دیتی ہے۔خدا
کی مرضی ہے"۔

زمیندار۔ "غالباً یہ بھی درست ہے"۔

سقراط۔ "اور تو ہے کہ بل اور رہٹ بھی خدا کی مرضی ہیں"۔

زمیندار۔ "میری سمجھ میں تو یہی آتا ہے"۔

سقراط۔ "شاید یہ بھی خدا کی مرضی ہے کہ تم زندہ رہو۔ اور نہ مرو۔ تندرست رہو اور بیمار نہ پڑو اور خراب فصل کی جگہ اچھی پیداوار تمہیں ملے"۔

زمیندار۔ "میرے خیال میں یہ ہی معاملہ ہے"۔

سقراط۔ "تو پھر جب تمہاری فصل نہ ہو۔ اور تمہارے بچے مر جائیں تو اسے مالک کی مرضی نہ کہو بلکہ معلوم کرو کہ خرابی کیا ہے۔ اور اس خرابی کو دور کرو۔ مالک تو یہ چاہتا ہے۔ کہ تمہیں فائدہ ہو نقصان نہ پہنچے۔ اور یہ تمہاری کاہلی اور حماقت ہے۔ کہ اپنی تمام مصیبتوں کو۔ جو تمہاری اپنی بیوقوفی اور جہالت کا نتیجہ ہیں۔ خدا کے ذمہ ڈالتے ہو"۔

زمیندار۔ "سقراط جی میں تمہاری نصیحت یاد رکھونگا"۔

سقراط۔ "اور گورنمنٹ کو بھی بدنام نہ کرو۔ بیشک وہ تم سے معاملہ لیتی ہے۔ لیکن معاملہ کی رقم تمہاری پیداوار کا اگر تم زمین میں کھات ڈالو۔ اور زمینداری کا اچھا انتظام کرو۔ تو بیسواں حصہ ہوگی گورنمنٹ اس خفیف رقم کے عوض تمہاری حفاظت کرتی ہے۔ تمہارے لئے مدرسے۔ ہسپتال

سڑکیں اور بے شمار ایسی چیزیں بنواتی ہے جن کا گذشتہ ایام میں تم نے نام بھی نہیں سنا تھا۔ پس اپنی حماقتوں اور غلطیوں کا ذمہ وار گورنمنٹ کو نہ ٹھیراؤ۔ وہ تو تمہارے دیہات کی اصلاح کے لئے بیحد تکلیف برداشت کرتی ہے"۔

زمیندار "سقراط جی بہت اچھا۔ یہ سب باتیں میں دل میں رکھونگا۔ اور خدا یا گورنمنٹ کو بدنام کرنے سے پہلے دیکھونگا۔ کہ کہیں قابل الزام میں ہی تو نہیں ہوں"۔

آرام دہ دیہات

سقراط۔ "رام رام چوہدری جی۔ کہاں سے آنا ہوا"۔

چوہدری۔ "باغ گیا تھا"۔

سقراط۔ "وہ کہاں ہے"۔

چوہدری۔ "گاؤں سے باہر میرے کنوئیں پر"۔

سقراط۔ "کتنا دور ہے"۔

چوہدری۔ "تقریباً نصف میل ہوگا"۔

سقراط۔ "وہاں کتنی دیر رہے"۔

چوہدری۔ "صرف ایک رات سقراط جی"۔

سقراط۔ امید ہے۔ وہاں تمہاری گھروالی اور بچے بخیریت ہونگے۔ وہ رہائش کے لئے نہایت اچھی

جگہ ہوگی۔ کیونکہ کتوں۔ بدبو اور گاؤں کے گرد و غبار سے دور ہے"+

چوہدری۔" بڑے میاں کیا کہہ رہے ہو۔ کہیں آج دماغ میں خلل تو نہیں ہے"+

سقراط۔"کیا تم نے ابھی نہیں کہا کہ میرا باغ ہے"+

چوہدری۔" کہا ہے"+

سقراط۔" مجھے یہ بھی معلوم ہے۔ کہ تمہارا کنبہ ہے"+

چوہدری۔" ہے"+

سقراط۔"تمہاری بیوی اور بچوں کے لئے باغ سے بہتر اور کونسی جگہ ہو سکتی ہے۔ وہاں وہ عمدہ اور تازہ ہوا میں رہ اور خوبصورت پھولوں میں بیٹھ اور کھیل سکتے ہیں"+

چوہدری۔"سقراط جی باغ میں اتنے پھول کہاں ہیں۔ اور میری بیوی تو اس پرلے گھر میں رہتی ہے"+

سقراط۔"اگر تمہارا کنبہ اس میں نہیں رہ سکتا۔ تو باغ کا کیا فائدہ۔ انہیں لازم ہے۔ کہ فوراً گاؤں چھوڑ کر وہاں جا رہیں"+

چوہدری۔" سقراط جی کبھی تمہاری تسلی بھی ہوگی۔ ہم نے گڑھے کھدوائے۔ اُن کے گرد چلمنیں ڈلوا دیں۔ ان پر لکڑیاں رکھوا کر انہیں ٹٹیوں کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ہر روز گاؤں میں جھاڑو دیا جاتا ہے۔ اور ہفتہ میں ایک بار

خاص طور پر صفائی کی جاتی ہے۔ تمہارے کہنے
پر میں نے رہٹ لگوا لیا ہے۔ اور میوہ دار
درخت اور ترکاریاں اپنے کنوئیں پر لگوائی
ہیں۔ ہم سب آپ کے شکر گذار ہیں۔ ہماری
صحت بھی اچھی ہے۔ اور زمین کی پیداوار
دو چند ہوتی ہے۔ اور پیداوار اچھی اس لئے
ہوتی ہے۔ کہ اب کھیتوں میں زیادہ کھاد پڑتی
ہے۔ پانی کا انتظام اچھا ہے۔ بیج عمدہ ڈالا جاتا
ہے۔ اور ہل بھی بہترین استعمال کیا جاتا ہے۔
بے صبر بڈھے اور تم اب کیا چاہتے ہو"۔

سقراط۔ "بے شک تمہارا گاؤں صاف ہے۔ بقول
تمہارے اب بدبو نہیں ہے۔ اور ننھیاں مستورات
کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت ہے۔
اب کتے بھی بہت اچھی حالت میں ہیں۔ اب
تمہارے کتوں کے گلے میں پٹے ہوتے ہیں۔
ہر ایک تم میں سے ایک یا دو کتے پالتا ہے۔
اور کتوں کے لئے تمہارے گھروں میں علیحدہ جگہ
ہے۔ اب تم ان کو کھانے کو دیتے ہو۔ اُن کے
تم نے نام رکھ لئے ہیں۔ اور کسی حد تک
انہیں سکھلانے سدھانے بھی ہو"۔

چوہدری۔ یہ سب کچھ ہم اب کرتے ہیں۔ اور یہ
ہم کو پسند ہے گو بڑی ترغیب اور مغز زنی
کے بعد ہمیں یہ بات نصیب ہوئی ہے۔

سقراط۔ مگر کسی نہ کسی وجہ سے ابھی تک گاؤں ٹھیک حالت میں نہیں ہے۔ جب میں یہاں آتا ہوں۔ تو مجھے یہ جگہ ایسی ابتر۔ خراب خستہ اور بے ترتیب معلوم ہوتی ہے۔ کہ میں مایوس ہو جاتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ تمہیں آرام کبھی شائد ہی نصیب ہو"+

چوہدری۔" اب کیا خرابی ہے"+

سقراط۔" پہلے تو سب گلی کوچہ اس قدر تنگ ہیں۔ کہ ان میں سے کئی ایسی ہیں جن میں سے گڈہ یا چھکڑہ نہیں گذر سکتا۔ اور اگر ایک چھکڑا ایک طرف سے اور دوسرا سامنے سے آجائے۔ تو ان کا آر پار ہونا ناممکن ہے۔ خوش قسمتی سے تم لوگ خوش مزاج ہو۔ ورنہ دو چھکڑے اڑ جانے پر ہر روز لڑائیاں ہوا کریں"+

چوہدری۔" ہاں گلیاں تنگ ہیں۔ کوئی قانون نہیں جس کے رو سے لوگوں کو مکان بناتے سے روکا جائے۔ اور جہاں گلیاں فراخ ہیں۔ وہاں لوگ چبوترے اور سیڑھیاں اپنے گھروں کے سامنے بنا لیتے ہیں۔ اور کسی کی مجال نہیں۔ کہ انہیں کہے کہ ایسا نہ کرو"+

سقراط۔" پھر گھروں کے ساتھ موریاں بہ رہی ہیں۔ اور گھر کے باہر گندے پانی کے تالاب بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ خوفناک ہیں"+

چوہدری۔"ان سے کیسے پیچھا چھڑائیں"+

سقراط۔"میں مانتا ہوں یہ بہت مشکل ہے۔ جن کے گھروں کے ساتھ موریاں ہیں۔ انہیں چاہیے کہ انہیں باقاعدہ دھلاتے اور صاف کراتے رہیں۔ درحقیقت مکانوں کے ساتھ موریاں ہونی ہی نہیں چاہئیں۔ برتن دھونے دہلانے کا کام فرش زمین پر ہو اور جہاں تک ممکن ہے۔ چاہ پر ہو تاکہ نالی پھولوں کے تختہ تک جا سکے۔ جہاں تمام فالتو پانی جذب ہو سکتا ہے"+

چوہدری۔"یہ ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے ہیں کہ عورتوں اور بچوں کے لئے غسل خانے چاہات پر ہونے چاہئیں"+

سقراط۔میرے دوست یہ کیوں نہ ہوں؟ تمہاری مستورات کو پہلے ہی کافی سختی جھیلنی پڑتی ہے۔ جب وہ نہاتی ہیں۔ تو مکان کے پچھلے صحن میں کیچڑ ہو جاتا ہے۔ انہیں غسل کا لطف نہیں آتا۔ اور اس لئے تمہاری عورتیں اور بچے اس قدر میلے ہوتے ہیں کہ گھن آتی ہے"+

چوہدری۔"سقراط جی آپ سچ کہتے ہیں۔ آپ کو خوش کرنے کو اب ہم آب نوشی کے چاہ پر ایک غسل خانہ بنائیں گے۔ تاکہ عورتیں اور بچے اس میں نہائیں اور کپڑے دھوئیں"+

سقراط۔"بہت مناسب ہے۔ اگر نمونہ دیکھنا ہو۔ تو

گڑگاؤں کے زنانہ باغ کو دیکھ لو"۔

چوہدری۔"وہ کیا ہے"۔

سقراط۔"پہلے یہ مردانہ باغ تھا۔ لیکن اب سمجھدار لوگوں نے اُسے صرف عورتوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ مرد وہاں جانے نہیں پاتے۔ اسی باغ میں صحت کے لئے عورتیں ہوا خوری کرتی ہیں"۔

چوہدری۔"میں ضرور جا کر یہ باغ دیکھونگا"۔

سقراط۔"تم نہیں جا سکتے۔ ہاں اپنی گھر والی کو بھیجو کہ جا کر دیکھے"۔

چوہدری۔"میں اُسے بھیج تو دونگا۔ مگر چنداں فائدہ نہ ہوگا۔ وہ کہاں ہر چیز کو سمجھ سکیگی"۔

سقراط۔"وہ بیشک سمجھ سکیگی۔ وہ ایسی جاہل نہیں ہے جیسی کہ تم اُسے سمجھتے ہو۔ وہ بڑی خواہش مند ہے۔ کہ اس کی اور اس کے بچوں کی حالت بہتر ہو اور زنانہ مجلس کی بیڈیاں اُسے وہاں سب کچھ سمجھا دینگی"۔

چوہدری۔اب کے جو میں گڑگاؤں گیا۔ تو اُسے ضرور ہمراہ لے جاؤنگا

سقراط۔لیکن ابھی تنگ گلیوں کا معاملہ ختم نہیں ہؤا"۔

چوہدری۔"ابھی کونسی کسر باقی ہے"۔

سقراط۔جب گلی میں تمہیں کوئی سر پہ کوڑا

اٹھائے مل جائے - کوڑا عموماً عورتیں اُٹھاتی ہیں - کیونکہ مرد کوڑا اٹھانا کسر شان سمجھتے ہیں - تو یہ تمہاری خوش قسمتی ہوگی اگر کچھ کوڑا اور غلاظت تمہاری گردن اور منہ پر نہ پڑ جائے - کیونکہ گلیاں بہت تنگ ہیں" +

چوہدری - "ہاں یہ سچ ہے" +

سقراط - "اور بالکل غیر ضروری" +

چوہدری - "وہ کیسے - میری بیوی اگر اُسے کوڑے کی ٹوکری نہ اُٹھانی پڑے - تو بہت ہی خوش ہوگی - یہ ہم نے آپ سے سیکھا ہے - کہ اگر گھروں کی صفائی کرنی ہو - تو خود کریں - بھنگیوں پر نہ چھوڑیں" +

سقراط - "مناسب بھی یہ ہی ہے - یہ بہت اچھا اصول ہے - صفائی کے لئے بہترین شخص زمیندار ہے - جس کو زیادہ کھاد سے زیادہ پیداوار اور زیادہ صفائی سے بہتر صحت نصیب ہوتی ہے - بھنگی کو تمہاری فصل یا صحت کی کیا پروا ہے - وہ کبھی ایسی اچھی صفائی نہیں کریگا - جیسے کہ تم خود کر سکتے ہو - خواہ تم اُسے کتنا ہی دھمکاؤ" +

چوہدری - سچ کہتے ہو - مگر اس وقت اس وعظ کی ضرورت نہیں - اب ہم یہ جاننا چاہتے ہیں - کہ اس سر پر کوڑے کی ٹوکری اُٹھانے کی تکلیف

سے کیسے نجات ہو سکتی ہے" +

سقراط۔" شاباش دوست مگر سر سے تمہاری مراد تمہاری گھر والی کا سر ہے۔ کیونکہ میں نے تمہیں سر پر کوئی چیز اٹھائے ہوئے کبھی نہیں دیکھا" +

چوہدری۔" خیر میری بیوی کا سر ہی سہی اچھا کہو" +

سقراط۔" ریڑھیاں استعمال کرو۔ تمہارے گاؤں کا بڑھئی گرد گاؤں میں جا کر ایسی ریڑھیاں بنانا سیکھ سکتا ہے۔ ریڑھی پر ایک پھیرا۔ چار پانچ ٹوکریوں کے برابر ہے۔ جو سر پر اٹھانے ہو گیا اس سے فائدہ نہ ہوگا۔ کہ تمہاری غریب گھر والی کے سر کے بال اور کپڑے میلے سے جو ٹوکریوں میں سے ٹپکتا ہے۔ خراب اور گندے نہ ہونگے۔ نہ سر کو ٹوکروں کے دھکے لگینگے" +

چوہدری۔" سقراط جی میں آپ کا مشکور ہوں۔ یہ بہت اچھا خیال ہے۔ میں اسے آزماؤنگا" +

سقراط۔" اور پھر اے شریف انسان تو بھی کبھی کبھی اپنی بیوی کا جسے حد سے زیادہ مصروفیت ہے۔ ہاتھ بٹا سکیگا۔ چونکہ تیرے شریف سر کو ٹوکری اٹھانی نہ پڑیگی۔ کبھی ریڑھی لے جانے میں تجھے عذر نہ ہوگا" +

چوہدری۔" سقراط چونکہ تمہاری یہی مرضی ہے میں اس بارہ میں کوشش کرونگا" +

سقراط:۔ "لیکن ابھی تمہارے گاؤں کا معاملہ ختم نہیں ہوا"۔

چوہدری۔ "بڑے میاں ابھی اور کیا باقی ہے"۔

سقراط۔ "اس گاؤں میں کئی گھر ویران پڑے ہیں۔ جن میں چوہے اور سانپ رہتے ہیں۔ تمام فرش ناہموار اور بدنما ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تم اور تمہارے بوائے سکوٹ تھوڑا وقت نکال کر اسے ہموار کر دیں۔ تاکہ تمہارے بچے اگر چاہیں۔ تو اُدھر دوڑ اور کھیل سکیں۔ یہ اُجڑے ہوئے مکان سب گرا دو اور زمین کو ہموار کر دو تاکہ جگہ خوش نما اور دیدہ زیب معلوم ہو اور گلیوں میں اینٹوں یا پتھر کا فرش چنوا دو"۔

چوہدری۔ "اس میں بھی کوئی ایسی مشکل نہیں۔ ایک دفعہ کا فرش بنا ہوا۔ برسوں جائیگا"۔

سقراط:۔ "تو پھر۔ چوہدری جی بہت جلد فرش کا بندوبست کرو"۔

چوہدری۔ "بڑے میاں میں ضرور کرونگا"۔

سقراط۔ "تمہارا باغ گاؤں سے ایک میل کے فاصلہ پر کیوں ہے۔ تمہارا باغ گاؤں میں کیوں نہ بن جائے"۔

چوہدری۔ "وہ کیسے"؟

سقراط۔ "یہ تو میں خود نہیں جانتا۔ میرے خیال

ہیں تم جاہات پر رہائش کا انتظام کر لو۔ وہاں آرام دہ گھر بنا لو۔ جن کے گرد پھول ہوں۔ میرا مطلب ہے کہ وہی کرو۔ جو سد آرام نے گڑگاؤں کے قریب کیا ہے۔ اپنے مویشی بھی وہیں لے جاؤ۔ اور رفتہ رفتہ آبادی کے رقبہ کو کم کرتے جاؤ۔ تاکہ جو لوگ آبادی میں رہ جائیں۔ انہیں وہاں زیادہ آرام ملنے لگے۔ گلیوں کو فراخ کر دو۔ اور مکان کے صحن میں چھوٹے باغ لگاؤ کھلی جگہ کے گرد دیواریں کھینچ کر وہاں پھول لگاؤ۔ لیکن اُن کے گرد کانٹوں کی خار بندی نہ ہو۔ اس سے گردا جمع اور سڑک تنگ ہو جاتی ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ کبھی کسی گھر میں آگ لگ جائے۔ اور ہوا تیز ہو تو آگ کے شعلے ایک گھر سے دوسرے گھر میں بہت جلد پھیل جاتے ہیں"۔

چوہدری۔ یہ سب کچھ بہت اچھا ہے۔ اور اس کا بہت سا حصہ چنداں مشکل بھی نہیں۔ لیکن ہم پھول کیسے لگائیں۔ کھلی زمین پر خواہ اس کے گرد دیوار بھی ہو تو پھولوں کا لگانا سمجھ میں نہیں آتا۔

سقراط۔ صرف ایک چھوٹی سی دیوار جو دو فٹ اونچی ہو کافی ہوگی۔ تاکہ مویشی چمن کو خراب

حدا رام

نہ کریں اور کنوئیں کا زائد پانی پھولوں کو سوکھنے نہ دیگا"۔

چوہدری۔ "یہ ناممکن تو نہیں ہے۔ لیکن اس میں ہمت اور ایکے کی ضرورت ہے۔ اور یہ دونوں ہمارے گاؤں میں بہت کم ہیں"۔

سقراط۔ پھر وہی حقے اور مدامی تنازعات اور حسد کا سوال حایل ہے۔ گاؤں کے باغات کا انتظام کیوں نہیں مدرسہ کے معلم اور بوائے سکاوٹوں کے سپرد کرتے"۔

چوہدری۔ "یہ ممکن ہے سقراط جی۔ آج کل سکوٹ دن بدن ترقی کر رہے ہیں۔ وہ بڑے سمجھدار ہیں۔ اور ہر وقت مدد دینے کو تیار ہیں۔ اس کے علاوہ مدرسہ کا معلم گوڑگاؤں کے زراعتی مدرسہ کا تعلیم یافتہ ہے۔ وہ ہر سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ اور ہر کام کر سکتا ہے۔ وہ تو لوہے کا ہل اگر بگڑ جائے۔ تو درست کر سکتا ہے۔ اور وہ تو سیدھا ہل بھی چلا سکتا ہے۔ غرض وہ میرا دل پسند استاد ہے"۔

سقراط۔ "بہت ہی خوب۔ میں نے وہ مدرسہ دیکھا ہے۔ جہاں مدرسوں کو دیہات کے بہتر اور آرام دہ بنانے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور میں خوش ہوں۔ کہ تم وہاں کے تربیت یافتہ مدرسوں کو پسند کرتے ہو۔ ماسٹر جی سے مشورہ کرو۔ اور

دیکھو کہ تمہارے گاؤں کی موجودہ حالت میں کیسے بہتری ہو سکتی ہے"۔

چوہدری۔" سقراط جی میں مشورہ کرونگا۔ اور ہم سب کوشش کرینگے۔ کہ تمہیں اور زیادہ خوش کیسے کریں"+

سقراط۔ میرے دوست مجھے خوش نہ کرو میں صرف یہ چاہتا ہوں۔ کہ وہ کام کرو۔ جس سے تمہیں آرام ملے"+

بی۔ اے۔ ایل۔ بی

سقراط حسب معمول چوپال میں آیا۔ ور اس نے ایک سجیلا نکیلا نوجوان جس کا لباس یورپی تھا۔ گاؤں کے چودھریوں سے بڑی بےتکلفی کے ساتھ باتیں کرتا دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ چودھریوں کو اس پر بہت فخر ہے۔ البتہ چودھری تو حقہ پی رہے تھے۔ لیکن وہ نوجوان جنٹلمین سگرٹ کا لطف اٹھا رہا تھا۔ سقراط نے اس سے انگریزی طور پر صاحب سلامت کی چودھری کو رام رام کہا+

نمبردار۔ رام رام یہ میرا بڑا لڑکا ہے۔ یہ بی۔ اے۔ ایل۔ بی ہے+

سقراط۔ مجھے اس کی ملاقات سے خوشی ہوئی یقین

ہے کہ یہ تمہارے لئے باعث فخر ہوگا۔ اس نے قانون پڑھا ہے"؟

نمبردار۔ "جی ہاں اب یہ وکیل ہے"۔

سقراط۔ "پھر تو یہ تمہیں سمجھانے آیا ہوگا۔ کہ مقدمہ بازی بہت بُری ہوتی ہے"۔

نمبردار۔ جی نہیں وہ یہ کہنے آیا ہے۔ کہ اب گاؤں والے اپنے تمام مقدمات اُسے دیا کریں۔ اور مجھے اپنے بھائی بندوں سے امید ہے کہ وہ آئندہ میرے لڑکے کو اپنے مقدمات میں وکیل کیا کرینگے۔ کسی اور کو وکیل نہ کرینگے۔ ہاں یاد آ گیا چودھری جی یہ بہت اچھا موقعہ ہے کہ آپ اس منشیہر پر جو دوسری پتی کا ہے۔ اور جس نے حد شکنی کر کے تمہاری زمین دبالی ہے۔ نالش داغ دیں۔ خدا جانتا ہے۔ مجھے اپنے بچہ کی تعلیم پر بہت روپیہ صرف کرنا پڑا ہے۔ مجھے کچھ بدل اس کا ملنا چاہیئے"۔

چودھری۔ "ہاں مجھے اب اس مقدمہ کا خیال کرنا چاہیئے"۔

سقراط۔ "وہ محنتانہ تو نہ لیگا؟"

باپ بیٹا دونوں بول اُٹھے۔ محنتانہ نہ لیگا؟ محنتانہ تو ضرور لیگا۔ آخر ہم نے بھی کسی طرح گذارہ کرنا ہوا"۔

سقراط۔ "اچھا تو اس کی قانون دانی سے تنازعات

زیادہ ہونگے۔ اور گاؤں زیادہ غریب اور زیادہ
جھگڑالو ہو جائیگا"۔

باپ۔ مقدمہ بازی لعنت ہے لیکن کیا کیا جائے۔
میرا لڑکا قانونی کالج میں داخل ہوا تھا۔ اور
یہ مناسب تھا۔ جو اوروں نے کیا۔ اس نے کیا۔

سقراط۔ "وہ ڈاکٹر اور انجینئر کیوں نہ بنا"۔

باپ۔ اس میں وقت بہت صرف ہوتا۔ اور محنت
زیادہ کرنی پڑتی اور وکیل کی ان لوگوں سے
زیادہ قدر ہے"۔

سقراط۔ "کیوں"۔

باپ۔ وکیل جو چاہے اور جو اس کی مرضی ہو
کہہ سکتا ہے۔ اُس کو اجازت ہے۔ اُس کو اختیار
ہے۔ کسی کی عزت نہ کرے اور کسی کی پروا
نہ کرے۔ وہ وکیلوں کی مجلس کا رکن ہو جاتا
ہے۔ جو کسی قاعدہ کے پابند یا کسی کے ماتحت
نہیں۔ وکیل کی مرضی پر منحصر ہے جب چاہے
کام کرے اور وکیل کو بڑے بڑے محنتانے
ملتے ہیں۔ میرے لڑکے نے کہا تھا۔ کہ ہر پہلو
سے وکیل کی زندگی بہت اچھی ہے۔ میں وکیل
ہونا چاہتا ہوں"۔

سقراط۔ اگر ہر لڑکا وکیل بن جائے تو اس کا گذارہ
کیسے ہوگا۔

باپ۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ لیکن تنازعات کی اس

قدر کثرت ہم ہیں اور ہمارے بھائی بندوں میں ہے

کہ کام ملتا ہی رہیگا "۔

سقراط۔ "وکیل صاحب آپ کے پیشہ کی حقیقت کیا ہے"؟

وکیل۔ "ہم عدالت میں مقدمات پر بحث کرتے ہیں

سقراط۔ "پھر نتیجہ کیا ہوتا ہے"۔

وکیل۔ "فریقین میں سے ایک فریق جیت جاتا ہے۔

سقراط۔ "اور دوسرا فریق ہار جاتا ہے"۔

وکیل۔ "ہاں البتہ"۔

سقراط۔ "اور بہ نسبت پہلے کے فریقین کی جیب زیادہ خالی ہو جاتی ہے"۔

وکیل۔ "ہاں عموماً یہ ہی ہوتا ہے"۔

سقراط۔ "اس کے یہ معنی ہیں کہ فریقین گھاٹے میں رہتے ہیں"۔

وکیل۔ "یہ ہی کہنا چاہیے"۔

سقراط۔ "طبیب کی طرح تم کسی کی مدد نہیں کرتے"۔

وکیل۔ "نہیں"۔

سقراط۔ "تم پل یا انجن جیسی کوئی چیز نہیں بناتے"۔

وکیل۔ "نہیں"۔

سقراط۔ اور واعظ یا معلم کی طرح تم کسی کی بہتری یا اصلاح نہیں کرتے"۔

وکیل۔ "نہیں"۔

سقراط۔ "تم اوروں کی مصیبت اور نقصانوں سے

روپے کماتے ہو"۔

وکیل۔ "یہ ہی بات ہے"۔

سقراط۔ "تو پھر بات یہ ہے کہ تمہارا پیشہ خون
ہے۔ تم کھٹمل اور ڈانس کی طرح اوروں کا
لہو پی کر زندگی بسر کرتے ہو۔ اور کسی کو
فائدہ نہیں پہنچاتے"۔

وکیل۔ "تمہاری گفتگو سقراط تلخ ہے۔ مگر اس کی
صداقت سے انکار نہیں ہو سکتا"۔

سقراط۔ طاعون کے پسو کی طرح یہ بھی ممکن ہے۔
کہ تم بہت سا نقصان پہنچا دو۔ کیونکہ تمہارے
مقدمات سے آخر کار اکثر بلوے ہوتے اور
لوگوں کے سر پھٹتے ہیں"۔

وکیل۔ "سقراط تم سچ کہتے ہو۔ مگر کالج میں مجھے
میرے پروفیسروں اور طالب علموں نے یہ
نہیں سکھایا"۔

سقراط۔ "شاید انہیں صرف اس بات کی تنخواہ ملتی
ہے کہ تمہیں قانون پڑھائیں۔ نہ کہ تمہاری
آنکھیں کھول دیں۔ تاکہ تم دیکھو کہ زندگی میں
کیا ہو رہا ہے۔ لیکن مہربانی اب مجھے اس مقدمہ بازی
کا اصل حال سناؤ۔ میرے خیال میں مقدمہ کا
تمام خرچ صرف وکیل کی فیس ہے۔ اور تم
مقدمہ جیت کر جو خرچ کرتے ہو وہ بلکہ اس
سے زیادہ وصول کر لیتے ہو"۔

باپ - "خدا کرے ایسا ہوتا - مقدمہ کے خرچ کا وکیل کی فیس ایک جز ہے - اور خواہ ہاریں یا جیتیں - ہم کو اس میں کچھ حاصل نہیں ہوتا مقدمہ میں گواہوں کے بنانے اور انہیں سکھانے پڑھانے میں بہت تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے - عدالت میں آنا جانا پڑتا ہے - نقلیں لینی ہوتی ہیں - اشٹام خریدے جاتے ہیں - اور ہر وقت کا فکر لگا رہتا ہے - یہ سب کچھ کم تکلیفیں نہیں ہیں - پھر وقت اور روپیہ بہت سا خرچ ہوتا ہے - اور مقدمات سے دشمنی زیادہ بڑھتی ہے - اور لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے - آخر کار پولیس مداخلت کرتی ہے - اور نئی مصیبتوں کا آغاز ہوتا ہے"

سقراط - "تو یہ مناسب نہ ہوگا کہ مفید پیشے مثلاً زمینداری یا طبابت سکھائے جائیں بجائے اس کے کہ اس بے فائدہ پیشے میں جو آگے ہی بھرا پڑا ہے انہیں ڈالا جائے"

باپ :- "مناسب تو ہے مگر بچے آج کل والدین کا حکم نہیں مانتے"

سقراط :- یہ اس لئے کہ تم اور تمہاری گھروالی یہ نہیں جانتے کہ عزت کیسے ہو سکتی ہے - تم دونوں جاہل - غلیظ اور رسم اور تو ہم کے غلام ہو - جس وقت تمہارے بچے لکھنے پڑھنے

کے قابل ہو جاتے ہیں۔ تمہاری حکومت ان پر ختم ہو جاتی ہے۔ جس کی در اصل کوئی بنیاد نہ تھی۔ اور جوں جوں وہ بڑے ہوتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ تمہاری عزت کریں۔ وہ تم پر ہنستے ہیں"۔

باپ :۔ "سقراط تم سچ کہتے ہو۔ اس دنیا میں جو رنگ بدل رہی ہے۔ ہم بڈھے کسی شمار میں نہیں ہیں"۔

سقراط۔ "ہاں پرانے غلیظ طریقے اختیار کرنے اور اصلی ترقی کو روکنے میں تمہارا شمار ہے۔ اچھی رسمیں تم چھوڑتے ہو۔ اور بُری رسموں کو تم ترک نہیں کرتے"۔

زمیندار۔ "ہاں بڑے میاں یہ بات بھی سچی ہے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی مصیبتیں بھی تمہیں خوب معلوم ہیں"۔

سقراط۔ "خیر انہیں اس وقت جانے دو۔ پہلے اپنے وکیل بیٹے کے معاملہ کو لو۔ کیا یہ آسان اور کم خرچ نہ ہو گا۔ کہ اُسے گھر میں رہنے اور کچھ نہ کرنے کا محنتانہ دیا جائے بجائے اس کے اس کو اتنے مقدمات دیئے جائیں۔ جتنے ممکن ہو سکیں"۔

باپ۔ "بہت آسان اور بہت سستا لیکن ہمارے بی۔ اے پاس شدہ بیٹے پُر امن دیہات میں نہیں ٹھیرتے۔

انہیں چین نہیں آتا۔ اور ہمارے دیہات کو پسند نہیں کرتے"

سقراط۔ (ہنس کر) اس بارہ میں میرا تمہارے بی۔ اے پسر سے نہ دل سے اتفاق ہے"

باپ۔ "وہ کیوں! جب سے یہ گاؤں آباد ہوا میرے بزرگ اور ہم اسی میں رہتے رہے ہیں۔ یہ میرے بیٹے کو کیوں پسند نہیں ہے"

سقراط۔ میرے دوست زمانہ بدل رہا ہے۔ تمہارا بی۔ اے پسر حقہ پسند نہیں کرتا اور تمہیں اُس کے سگرٹ سے نفرت ہے۔ اُس نے کرسی پر بیٹھنا اور انگریزی لباس پہننا سیکھ لیا ہے۔ تم دیسی گھر کے بُنے ہوئے کپڑے پہنتے ہو اور زمین پر پالتی مار کر بیٹھتے ہو تمہیں دیکھ کر اُسے اور اُسے دیکھ کر تمہیں غصّہ آتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ روزانہ اخبار پڑھے اور کبھی کبھی تھیٹر یا سینما دیکھے۔ تمہاری گلیاں تنگ ہیں۔ اور تمہارا گاؤں میلا اور نجس وہ بڑے کالج کی عمارت اور قصبہ کے پختہ بازاروں کا عادی ہے"

باپ۔ ہم پرانے زمانہ کے آدمیوں کا انقلاب زمانہ کے ساتھ قدم رکھنا بہت مشکل ہے"

سقراط۔ "میرے دوست تم کوشش بھی تو نہیں کرتے۔ کیا میں کئی سال سے مغز نہیں مار

رہا کہ اپنے گاؤں کو سجاؤ اور اپنی لڑکیوں کو
پڑھاؤ۔

باپ ۔" اے دانا انسان اس سے کیا ہو جائیگا۔"

سقراط:۔" اگر تمہاری بہو تمہارے لڑکے کی طرح
تعلیم یافتہ ہوتی تو میاں بیوی ہمدم بن جاتے
وہ خاوند کا گھر آرام دہ اور خوبصورت بنا
دیتی اور اسے مزیدار کھانا پکا کر دیتی۔ اس
وقت تو وہ زحمت ہے۔ کھانا بدمزہ پکاتی
ہے۔ گھر میں تمہارے لڑکے کو کوئی آرام
نہیں ملتا۔ اور اُس کے خیالات اور مذاق بیوی
سے بالکل مختلف ہیں"۔

باپ۔ یہ ہی بات ہے۔ جب میں نے لڑکے کی
شادی کی تھی۔ اُس وقت یہ بات میرے خیال
میں نہیں آئی۔ جب ہم بچے تھے۔ تو ہمیں
سمجھ ہی نہ تھی۔ اور میں نہیں جانتا تھا کہ
مدرسہ اور کالج میرے لڑکے کی کایا پلٹ
دیگا۔ نائی جو شگن لے کر آیا تھا۔ اُس کی
زبانی میں نے یہ سُنا تھا کہ لڑکی گوبر تھاپنے
اور اناج پیسنے میں بہت ہوشیار ہے۔ اس وقت
میں نے یہ سمجھا تھا کہ ضرورت بھی صرف
اسی کی ہے"۔

سقراط۔" تمہارا بیٹا بی۔ اے ایل بی ہے۔
اُس کی گھر والی اناج پیسنے میں بی۔ اے اور

اُپلے تھاپنے میں ایل۔ایل۔بی ہے۔میرے دوست اِن کا جوڑ کیسے مل سکتا ہے۔بیوی کی تمنا صرف یہ ہے۔کہ اُس کے پاس پڑوسن سے زیادہ گہنا ہو۔ جو کچھ اُس کا خاوند کمائیگا۔ وہ ضائع کر دے گی۔ اور جتنا زیادہ اس کا خاوند کمائیگا۔ اتنا زیادہ روپیہ گاؤں والوں کا مقدمہ بازی میں ضائع ہوگا"۔

نمبردار۔ یہ تصویر کا نہایت تاریک پہلو ہے۔مگر بالکل درست ہے۔ مقدمہ بازی بربادی ہے۔ اور گہنا زیور بھی بربادی ہے"۔

سقراط۔" جب تک اپنے دیہات اور اپنے گھروں کو آرام دہ نہ بناؤگے۔ اور اپنی لڑکیوں کو اپنے لڑکوں کے برابر نہ پڑھاؤ گے۔تمھاری تعلیم رائگان جائیگی۔ اور تمھارے لڑکے کبھی گھروں میں رہ کر خوش نہ ہونگے۔ نہ ان کا دل کبھی وہاں لگے گا۔نتیجہ یہ ہوگا۔کہ وہ گاؤں سے نکل جائیں گے۔ اور اپنا علم جس پر تم نے روپیہ صرف کیا ہے۔ ہمراہ لے جائیں گے"۔

نمبردار۔" سقراط یہ درست معلوم ہوتا ہے"۔

سقراط۔" نمبردار جی واقعی درست ہے۔ اور جس قدر جلدی تم اس بات کو سمجھو گے اتنا ہی تمھارے لئے اچھا ہوگا"۔

بچوں کے بچے

سقراط سڑک پر جا رہا تھا۔ کہ اُسے ایک برات ملی۔ سقراط نے دولہا کے باپ سے ملاقات کی اور اسے مبارک دی"۔

سقراط۔"چوہدری جی آپ کا بیٹا خوش نصیب ہے"۔

چودھری۔" حکیم جی وہ کیسے"؟

سقراط۔" کیوں؟ دیکھتے نہیں کتنی گاڑیاں اور کتنا زیور ہے۔ بیاہ کرکے وہ بہت سی دولت سے زندگی شروع کریگا"۔

چودھری۔" پیارے دوست یہ بات نہیں۔ یہ سب کچھ قرض کا ظہور ہے۔ اس شادی کے لئے میں نے دو ہزار روپے قرض اُٹھایا ہے"۔

سقراط۔" تو یوں کہو کہ تمہارا بیٹا بیاہ کے بعد قرضہ سے بندھ کر زندگی شروع کریگا"۔

چودھری۔" یہ ہی حال ہے۔ یہ ہی میں نے کیا تھا۔ اور یہ ہی میرے باپ نے"۔

سقراط۔" کیا یہ بیوقوفی نہیں ہے"؟

چودھری۔" سقراط جی یہ ہماری رسم ہے"۔

سقراط۔" کیا یہ مناسب نہ ہوگا۔ کہ اپنی حالت کو کچھ سدھارا جائے۔ اور ایسی رسم کو جس سے تمہارے بچے تمام عمر قرضہ میں بندھے

رہیں۔ خیر باد کہا جائے"۔

چودھری۔"مناسب تو ہے۔ لیکن ان رسموں کا توڑنا بہت مشکل ہے"۔

سقراط۔ لیکن کیا تمہارا لڑکا اس حماقت پر اعتراض نہیں کرتا۔ وہ تو ضرور تعلیم یافتہ اور نئے خیالات کا انسان ہے۔ اگر تم نے اتنا روپیہ اُس کی شادی پر صرف کیا ہے۔ تو اس سے دو چند اس کی تعلیم پر بھی لگایا ہوگا۔ تاکہ اُسے اس قرضہ سے جس میں تم نے جبراً اُسے پھنسایا ہے۔ نجات پانے کا موقعہ ملے"۔

چوہدری۔"آپ کیا کہہ رہے ہیں وہ تو صرف دوسری جماعت میں ہے۔ اس لئے اُس کی تعلیم پر کچھ صرف نہیں ہوتا"۔

سقراط۔"چوہدری آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ کا لڑکا جوان ہے اور دوسری جماعت میں پڑھتا ہے۔ کیا وہ کوڑ مغز ہے"۔

چوہدری۔"سقراط جی میری عزت تو نہ اُتارو۔ میرا لڑکا بڑا ہوشیار بچہ ہے"۔

سقراط۔"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔ ابھی ایک منٹ نہیں گذرا۔ تم نے کہا تھا کہ اس کی شادی ہونے والی ہے۔ اور اب کہتے ہو۔ کہ وہ بچہ ہے"۔

چوہدری۔"پھر اس میں کیا ہوا"۔

سقراط۔ "لیکن چھوٹے چھوکرے تو چودھری جی شادی نہیں کرتے"۔

چودھری۔ "کیوں نہیں کرتے۔ میری شادی اور میرے باپ کی شادی بارہ سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ اس میں کیا ہرج ہے"۔

سقراط۔ "کس قدر غضب کی بات ہے۔ کہ بچے ابھی مدرسہ میں ہوں۔ اور ان کی شادی ہو جائے"۔

چودھری۔ "بڑے میاں آپ حیران کیوں ہوئے۔ مجھے تو اس میں کوئی ہرج دکھائی نہیں دیتا۔ اس رسم سے یہ فائدہ ہے کہ ہم لوگ مرنے سے پہلے اپنے پوتے دیکھ لیتے ہیں"۔

سقراط۔ "شاید یہ ہی وجہ ہے۔ کہ تم جوان مرجاتے ہو۔ اور ابھی پورے چالیس برس کے نہیں ہوتے کہ بڈھے ہو جاتے ہو۔ اگر تم جوان ہو کر شادیاں کرو۔ تو شاید زیادہ دیر تک زندہ رہو"۔

چودھری۔ "سقراط ایسا ہوگا۔ میں نے بھی بزرگوں کی زبانی یہ سنا ہے۔ لیکن جہاں رسم اور رواج کا سوال ہو۔ وہاں ہم لوگوں کی نہیں سنتے"۔

سقراط۔ "مگر یہ بھی خبر ہے کہ بچپن کی شادی بچوں کے نشو نما کو تباہ کر دیتی ہے۔ اور وہ کوتاہ قد اور حقیر رہتے ہیں"۔

ایک نَو عمر دُولہا

چودھری ۔ "غالباً یہ درست ہے"۔

سقراط ۔ "اور بچپن کی شادی سے پڑھائی میں بھی فرق آتا ہے"۔

چودھری ۔ "یہ تو ضرور ہوتا ہے"۔

سقراط ۔ "اور بچوں کی عقل بھی مکمل نہیں ہوتی۔ ناقص رہتی ہے"۔

چودھری ۔ "میرے خیال میں یہ بھی ہوتا ہے"۔

سقراط ۔ "اور وہ خود اپنی طبیعت پر قابو پانے کا مفید سبق کبھی نہیں سیکھ سکتے"۔

چودھری ۔ "بے شک نہیں سیکھ سکتے"۔

سقراط ۔ میرے خیال میں اگر چھوٹی عمر میں بیاہ ہو جائے تو اولاد بھی ہو جاتی ہے"۔

چودھری ۔ "ہاں ہو جاتی ہے"۔

سقراط ۔ اور جیسی توانا جوانوں کی اولاد ہوتی ہے۔ بچوں کی نہیں ہوتی"۔

چودھری ۔ "بے شک"۔

سقراط ۔ "تو پھر تم جو اکثر کہا کرتے ہو۔ کہ آج کل لوگ کمزور ہوتے ہیں ۔ اُس کی وجہ یہ ہی ہے"۔

چودھری ۔ "یہ ہی وجہ ہوگی ۔ نسلاً بعد نسلاً بچپن کی شادی نے قوم کو نحیف کر دیا ہے"۔

سقراط ۔ "پھر ان بچوں کے بچوں کی پرورش کے لئے بھی زیادہ توجہ اور احتیاط کی ضرورت

ہے"۔

چودھری۔"ہاں البتہ"۔

سقراط۔"اور اُن کے والدین چونکہ خود بچے ہوتے ہیں۔ اور پرورش کے طریقے سے ناواقف وہ نہیں جانتے کہ کیسے پرورش کریں"۔

چودھری۔"یہ ہی حال ہے"۔

سقراط۔یعنے بچپن ہی میں ان کی موت کا دو طرح سے احتمال ہوتا ہے۔ ایک تو اس لئے کہ وہ بچوں کے بچے ہیں۔ اور دوسرا یہ ہے۔ کہ ان کے کم عمر والدین پرورش کرنا نہیں جانتے"۔

چودھری۔سقراط حق تو یہ ہے۔ کہ جو تم کہہ رہے ہو بالکل سچ ہے"۔

سقراط۔پس ماں کے یہ سمجھنے سے پہلے کہ بچوں کو کیسے پالتے ہیں۔ کتنی معصوم جان دے دیتے ہیں"۔

چودھری۔"یہ اکثر ہوتا رہتا ہے"۔

سقراط۔"اور غریب ماں پر کتنا ظلم ہے۔ ایک تو اس کو ایسی عمر میں جبکہ وہ خود بچہ اور ناپختہ ہوتی ہے اُسے حمل ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ بڑی تکلیف کے ساتھ بچے جنتی ہے۔ اور مصیبت اُٹھا کر اُن کی نگہداشت کرتی ہے۔ تو بچے اُس کی آنکھوں کے سامنے یکے بعد دیگرے ایک ایک کرکے مر جاتے ہیں۔

اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ جبکہ ابھی اُس کا جسم اور عقل خام ہے۔ بچپن ہیں اُس کے ماں باپ اس کی شادی کر دیتے ہیں"+

چودھری:-"جو الزام آپ لگا رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ درست ہیں"+

سقراط:-"ان باتوں کے علاوہ ایک اور بھی بات ہے چودھری جی۔ آپ کا لڑکا بچہ ہے۔ اُسے کھلونے مطلوب ہیں۔ وہ بیوی نہیں مانگتا"+

چودھری:-"پھر"+

سقراط:-"اور تم اُس کے حوالہ رنج و راحت کے لئے ایک جاندار کھلونا کر دیتے ہو"+

چودھری:-"پھر اس میں کیا ہرج ہے"؟

سقراط:-"اور خاوند ضبط سے نا آشنا یہ نہیں جانتا کہ اپنی طبیعت پر کس طرح قابو پانا چاہیئے نہ اُسے یہ آتا ہے کہ کس طرح لوگوں کی عزت کرنی چاہیئے۔ وہ عزت کے معنی ہی نہیں جانتا"+

چودھری:-"یہ درست ہے"+

سقراط:-"اور گھر میں اُس کی ماں کی کوئی عزت نہیں ہوتی وہ تمہاری رفیق نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک مزدور کی حیثیت رکھتی ہے"+

چودھری:-"افسوس یہ ہی صورت ہے۔ تمہارے الزام گو تلخ ہیں۔ مگر بالکل درست ہیں"+

سقراط۔ اور غریب چھوٹی لڑکی جسے تم خاوند کی بیرحمی کے سپرد کرتے ہو۔ ناتربیت یافتہ۔ بے علم اور بد سلیقہ ہوتی ہے۔ اس کی کوئی عزت نہیں کرتا۔ اور وہ کسی عزت کے لائق بھی نہیں ہوتی +

چودھری۔ "اُس کی کیا خاک عزت ہوگی" +

سقراط۔ "پھر تمہارا نو عمر خاوند شروع سے ہی بیوی کی عزت نہیں کرتا نہ آئندہ عزت کے قابل سمجھتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اس کی نظروں میں ذلیل رہتی ہے۔ وہ اس کی بیوی نہیں کھلونا ہوتی ہے۔ اور جب غریب لڑکے کا دل بھر جاتا ہے۔ تو وہ اس کی لونڈی بن جاتی ہے۔ اور چونکہ خاوند کو اپنی طبیعت پر قابو پانے کی عادت نہیں ہوتی وہ بیوی سے سخت کلامی کرتا ہے۔ اور اگر مرضی ہو۔ تو مار کٹائی سے بھی نہیں چوکتا +

چودھری۔ "میں تسلیم کرتا ہوں ایسا ہی ہوتا ہے" +

سقراط۔ "افسوس ہے لڑکی پر افسوس ہے لڑکے پر اور افسوس ہے اِس ملک پر جس میں کئی صدیوں سے یہ دستور چلا آتا ہے۔ اور کوئی اُسے بدلنے کی پروا نہیں کرتا" +

معمہ یا پہیلی

سقراط بوڑھے سفید ریش زمینداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ شام ہونے کو تھی۔ اُس وقت ایک آدمی اُن کے پاس آیا۔ اس نوارد کے جوتے اور کپڑے گرد آلود تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ دُور سے چل کر آیا ہے۔ اُس نے بیٹھ کر بھگوان کا شکر ادا کیا۔ اور زمینداروں کے ساتھ جنہوں نے حقہ بھرا ہوا تھا۔ حقہ پینے لگا۔ جب وہ کئی کش لے چکا تو سقراط نے پوچھا +

سقراط۔ "بھئی زمیندار تم کہاں سے آ رہے ہو" +

زمیندار۔ "میں عدالت میں گواہی دینے گیا تھا۔ اور یہ بڑا لمبا اور مشکل کام تھا" +

سقراط۔ "دوست یہ تم نے کیا کہا یہ تو تمہارے شوق کی بہترین چیز ہے" +

زمیندار۔ "تمام دن بٹھا رکھتے ہیں۔ پھر جب ہم نے جو کچھ کہنا تھا یاد نہیں رہتا۔ تو یکایک آواز پڑتی ہے۔ اور اگر ایک لحظہ کی بھی دیر ہو جائے۔ تو برس پڑتے ہیں۔ پھر جب اندر جاؤ تو سب کے سب سوالات کی بوچھاڑ کرنے لگتے ہیں۔ اور انسان کی عقل ہوا ہو جاتی ہے" +

سقراط۔ "کس قسم کے سوالات" +

زمیندار۔" چھوٹتے ہی پوچھتے ہیں۔ تیرا نام کیا ہے۔ تیرے باپ کی عمر کیا ہے۔ تیرا پیشہ کیا ہے۔ تیری عمر کیا ہے۔ تیرے باپ کا کیا نام ہے۔ کیا کام کرتا ہے وغیرہ۔ خیال کرو زمیندار سے پوچھتے ہیں کہ تیرا پیشہ کیا ہے"+

سقراط۔"واقعی خیال کرنے کی بات ہے۔ میری سمجھ میں تو یہ سب لوگ پوچھے بغیر جانتے ہیں"+

زمیندار۔" اور نہیں تو کیا"+

سقراط۔" بھلا جب انہوں نے پوچھا کہ تیرا پیشہ کیا ہے۔ تو تم نے کیا جواب دیا"+

زمیندار۔" یہ ہی زمینداری اور کیا جواب تھا؟

سقراط۔" (ٹھہرا ٹھہرا کر مگر بالا رادہ) میرے دوست تمہاری عادتوں کے وسیع مشاہدہ سے صحیح جواب میری رائے میں یہ تھا۔ کہ تم اپنا پیشہ "حقہ کشی" بتاتے"+

زمیندار۔(خفا ہو کر) کیا کہا سقراط"+

سقراط۔"حقہ کشی" (تمباکو پینا)+

یہ سن کر تمام زمیندار ہنس پڑے۔ جب ان کی ہنسی موقوف ہوئی۔ تو سقراط نے آہستہ سے کہا"+

سقراط۔"زمیندارو میں تم سے پوچھتا ہوں۔ کہ وہ کونسا آلہ ہے۔ جس کی ترکیب اور آراستگی

پر تم نے اور تمہارے بزرگوں نے بہت سا وقت
اور عقل صرف کی ہے۔ اور جس کی تکمیل کے لئے
کتنی قسم کے مختلف سامان اور بڑی ذہانت سے
کام لیا گیا ہے"۔

زمیندار۔ "ہل"۔

سقراط۔ "ہرگز نہیں"۔

زمیندار۔ "زمیندار کا گڈا"۔

سقراط۔ "نہیں"۔

زمیندار۔ "کنواں"۔

سقراط۔ "نہیں ابھی اور سوچو"۔

زمیندار۔ "چرسہ"۔

سقراط۔ "ناممکن"۔

زمیندار۔ "سقراط جی کیا تم اس وقت سنجیدگی سے
پوچھ رہے ہو یا حسب معمول ہنسی مذاق کر
رہے ہو"۔

سقراط۔ "اپنی تمام زندگی میں میں کبھی اس سے
بڑھ کر سنجیدہ نہیں ہوا"۔

زمیندار۔ "تو پھر ہماری عقل کام نہیں کرتی"۔

سقراط۔ "اچھا تو میں بتا دوں"۔

زمیندار۔ "بڑی مہربانی۔ بتاؤ وہ کیا چیز ہے"۔

سقراط۔ "وعدہ کرو خفا تو نہ ہو گے"۔

زمیندار۔ بھلا اپنے بہترین دوست سے ہم کیسے
خفا ہو سکتے ہیں"۔

سقراط ۔"تو و بتائے دیتا ہوں مگر تم ضرور ناراض ہو جاؤ گے"۔

زمیندار ۔"نہیں ناراض نہیں ہونگے"۔

سقراط ۔" وہ ہے ۔ تمہارا حقہ"۔

ہاں جی اور مشترک تعلیم

سقراط گاؤں میں آیا ۔ اور جب وہ مدرسہ (سکول) کے پاس سے گذرا تو اُس نے سکول میں جھانکا ۔ سقراط نے دیکھا کہ جماعت کے کمرے میں صرف لڑکے تھے ۔ لیکن مدرسہ اور چوپال تک راستہ میں اُس نے کئی لڑکیاں دیکھیں ۔ جن کی عمر نو نو اور دس دس سال کی تھی ۔ یہ لڑکیاں کیچڑ میں کھیل رہی اور مٹی کے نقلی اُپلے تھاپ رہی تھیں ۔ اور بہت میلی کچیلی تھیں ۔ اس وقت آس پاس سقراط کو کوئی مرد نظر نہ آیا ۔ وہ رستے رستے جا رہا ۔ اور بڑبڑا رہا تھا ۔ کہ آج میں اپنے دوستوں کو مزہ چکھاؤنگا ۔ کیا وہ اپنا وعدہ قیامت کو پورا کرینگے ۔ کئی بار میرے سامنے قسمیں کھا چکے ہیں ۔ کہ ہم اپنی لڑکیاں سکول میں داخل کر دینگے ۔ لیکن وہاں ایک لڑکی بھی دکھائی نہیں دیتی ۔ یہ تو ہاں جی ہاں جی کر کے میرا دل توڑ دینگے ۔ ہاں جی ہاں جی

بُوڑھا اور بڑھیا

بوڑھا تو حُقّہ پی رہا ہے اور بُڑھیا بچاری چرخہ کات رہی ہے ؎

کرتے ہیں اور کر کے کچھ نہیں دکھاتے۔ وہ بڈھا نمبردار بل تو جائے اس ہاں جی کا مطلب آج ان سب کو سمجھاؤنگا۔ ہاں جی کا بچہ۔ دیکھو۔ باتیں کیسی میٹھی میٹھی کرتا ہے۔ جیسے منہ میں دانت بھی نہیں ہیں۔ اور عمل دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔ اور تمام گاؤں اُس کے پیچھے چلتا ہے۔ اسے سمجھا سمجھا کر میں تھک گیا۔

جب سقراط بڑبڑاتا ہوا چوپال میں پہنچا۔ تو نمبردار وہاں موجود تھا۔

نمبردار۔ (بلند آواز سے) رام رام سقراط جی۔ آپ کے ہمارے گاؤں میں پھر آنے پر ہمیں بہت خوشی ہوئی"۔

سقراط۔" رام رام نمبردار جی۔ (آہستہ سے) بڈھے دغا باز خوشی کیا خاک ہوئی (بلند آواز سے) جو کچھ میں نے تمہیں پچھلی ملاقات میں کہا تھا۔ وہ تمہیں یاد ہوگا۔ امید ہے تم نے سب کچھ کیا ہوگا میرے دوست"؟

نمبردار۔ جی ہاں حضور"۔

سقراط۔" (آہستہ سے) پھر وہی جی ہاں (بلند آواز سے)۔ شاباش۔ یہ سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اچھا تو کچھ نٹ گہرا گڑھا تیار ہے"۔

نمبردار۔ " بالکل تیار"۔

سقراط۔" تو آؤ ابھی چل کر اُسے دیکھیں"۔

نمبردار۔" آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ پھر کسی وقت دیکھا جائیگا"۔

سقراط۔" نمبردار جی اور کونسا وقت اس وقت سے بہتر ہوگا۔ (آہستہ سے) شرط باندھ لو اگر نیئن ٹ سے بھی زیادہ کھدائی ہوئی ہو (بلند آواز سے) چلو سیدھے اِس وقت چلیں۔ جو کام اچھا اور عمدہ ہؤا ہو اُسے دیکھ کر مجھے خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ شاذ و نادر ہوتا ہے۔ ہمیشہ اچھا نہیں ہوتا۔ لو آؤ گڑھا اُدھر اس گلی میں ہے نا"؟

نمبردار۔" نہیں — ہاں — نہیں — اچھا راستہ ادھر سے جاتا ہے — مگر سقراط جی اِس وقت تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم دور سے آئے ہو۔ بیٹھو آرام کرو۔ گرمی کا موسم ہے"۔

سقراط۔" نمبردار جی تمہیں معلوم ہے۔ میں کبھی نہیں تھکتا۔ کیا تم نے مجھے تھکا ہؤا کبھی دیکھا ہے"۔

نمبردار۔" جہاں تک یاد ہے کبھی نہیں۔ کم سے کم جب کام کرنا ہو تو تم نے کبھی منہ سے نہیں کہا کہ میں تھکا ہؤا ہوں"۔

سقراط۔" تو پھر اِس وقت یکایک تمہیں یہ کیوں فکر لاحق ہوا ہے"۔

نمبردار۔" ہمیں فکر تو کوئی نہیں۔ میں نے یونہی خیال کیا تھا۔ کہ شائد تم تھوڑی دیر سستانا پسند کروگے"۔

سقراط ۔" ادھر دیکھو نمبردار جی ۔ ذرا آنکھوں سے آنکھیں لاؤ اور صاف صاف بتاؤ کیا چھ فٹ گہرا گڑھا تیار ہے"۔

نمبردار ۔ چونکہ تم ٹھیک ٹھیک پوچھتے ہو تو شاید ابھی پورا چھ فٹ تو نہیں ہوا ۔ مگر قریب قریب تیار ہے ۔ میں وہاں کام کر رہا تھا ۔ جب میں نے تمہیں ادھر آتے دیکھا"۔

سقراط ۔" نمبردار جی جب میں موڑ سے مڑا تھا ۔ تو مجھے یہ شک سا پڑا تھا ۔ کہ جیسے تم حقہ رکھ رہے ہو"۔

نمبردار ۔" اجی نہیں سقراط جی صبح صبح حقہ"۔

سقراط ۔" خیر اس بات کو چھوڑو ۔ یہ بتاؤ کیا تمہارا گڑھا پانچ فٹ گہرا ہے"۔

نمبردار ۔" چونکہ تم ٹھیک ٹھیک دریافت کرتے ہو ۔ اس لئے پورا پانچ فٹ تو نہیں ہے لیکن اسی کے قریب قریب ہے ۔ ہاں اتنا ہی ہوگا"۔

سقراط ۔" تو آؤ چل کر ناپیں"۔

نمبردار ۔" اجی تکلیف نہ کرو یہاں سے دور ہے"۔

سقراط ۔ کیا کمر تک گہرا ہے"۔

نمبردار ۔" نہیں شاید ابھی اس قدر گہرا نہیں بنا"۔

سقراط ۔" تو کیا گھٹنوں تک گہرا ہے ۔ ایک ہاتھ؟

نمبردار ۔" ہاں سقراط جی قسم لے لو پورا ایک ہاتھ گہرا ہے ۔ میں نے خود کئی گھنٹے اپنے ہاتھ سے

کام کیا ہے" +

سقراط۔ "مجھے یقین ہے۔ لیکن قسمیں کیوں کھاتے ہو قسم کھانا بُری بات ہے +

اس موقعہ پر کئی زمیندار آ گئے انہوں نے دیکھا کہ نمبردار تو کچھ گھبرایا ہوا۔ اور سقراط اسی قدر غم میں ہے +

زمیندار۔ "نمبردار جی خیر تو ہے۔ کیا پھر حکیم جی نے آپ کو آ پکڑا ہے۔ اگر آ پکڑا ہے۔ تو بھی آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

نمبردار۔ "بھئی خاموش رہو" +

سقراط۔ "کیوں چپ کیوں رہیں نمبردار جی۔ ام رام زمیندارو۔ نمبردار اپنے خوبصورت گرڑھے کا حال مجھے بتا رہا تھا۔ جو اُس نے تیار کیا ہے" +

زمیندار۔ "سقراط جی کیسا گرڑھا +

سقراط۔ "اجی وہی کوڑے کے لئے گرڑھا جو اس نے پچھلی مرتبہ جب میں یہاں آیا تھا۔ تو بنانے کا وعدہ کیا تھا +

زمیندار۔ "اچھا یہ بات ہے

نمبردار۔ "ہاں۔ کیا تم نہیں جانتے وہ نیا گڑھا جو گنوار کے کونے پر ہے" +

زمیندار۔ ہاں ہمیں معلوم ہے۔ وہ جو آج رات چمار کھرُچ رہے تھے۔ سقراط جی وہ اب زینا ایک ہاتھ گہرا ہوگا۔ خوب گرڑھا ہے" +

سقراط۔ (آہستہ سے) افسوس۔ یہ ہے اُن کا وعدہ اور یہ ہے اُن کی صداقت (بلند آواز سے) بہر حال، تم سب نے اپنی لڑکیاں سکول میں داخل کر دی ہونگی۔ پچھلی ملاقات میں جو بحث ہوئی تھی۔ اس پر تم نے سچے دل سے وعدہ کیا تھا"+

زمیندار۔" سقراط جی ہم نے لڑکیوں کو مدرسہ نہیں بھیجا۔ سچ تو یہ ہے۔ ہمارے بھائی بند منع کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے زنانہ مدرسہ ہوے۔ پھر بھیجنا"+

سقراط۔" زنانہ مدرسہ میں کون پڑھائے گا"+

زمیندار۔" کوئی معلمہ اور کون"؟

سقراط۔" معلمہ کہاں سے آئیگی"+

زمیندار۔" ہمیں کیا خبر۔ ڈسٹرکٹ بورڈ بھیجے گا"+

سقراط۔" ڈسٹرکٹ بورڈ کہاں سے لائے گا"+

زمیندار۔" اب ہم کیا بتائیں"+

سقراط۔" کیا اس گاؤں میں کوئی لکھی پڑھی عورت ہے"+

زمیندار۔" کوئی نہیں"+

سقراط۔" ساتھ کے گاؤں میں

زمیندار۔" وہاں بھی نہیں"+

سقراط۔" ارد گرد بارہ کوس کے اندر کسی گاؤں میں"+

زمیندار۔ "جہاں تک ہمیں معلوم ہے کوئی نہیں"۔
نمبردار۔ "ہمارے کسی گاؤں میں کوئی تعلیم یافتہ عورت نہیں ہے"۔
سقراط۔ "تو پھر اُستانیاں کہاں سے آئینگی کیا شہروں سے"۔
زمیندار۔ "اس ابتر اور نکمے مقام میں قصبہ کی اُستانیاں نہیں آئینگی۔ اور اگر آئینگی تو ہم اُن کی بات اور وہ ہماری بات سمجھ نہ سکینگی۔ اُن کا آنا ہمارے لئے کچھ مفید نہ ہوگا۔ اور اُن کی رہائش کا انتظام کیا ہوگا"۔
سقراط۔ "تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ جب تک تمہاری اپنی عورتیں کچھ نہ پڑھ لیں۔ اُستانی کا ملنا ناممکن ہے"۔
زمیندار۔ "یہ ہی کچھ معلوم ہوتا ہے"۔
سقراط۔ "اور جب تک تم لڑکیوں کو مردانہ مدرسہ میں نہ بھیجو۔ کبھی تمہاری عورتوں کی پڑھائی شروع نہ ہوگی"۔
زمیندار۔ "یہ ہی صورت دکھائی دیتی ہے"۔
سقراط۔ "ابھی اگلے دن تمہیں تھے۔ جو کہ رہے تھے۔ کہ تم پہلے ہی بہت سے ٹیکس ادا کرتے ہو۔ اور ان میں تخفیف ہونی چاہئے"۔
زمیندار۔ "درست ہے ہم حد سے زیادہ ٹیکس دیتے ہیں"۔
سقراط۔ "اگر تمہیں زنانہ مدرسے درکار ہیں۔ تو

پھر عمارتیں بنانی اور اُستانیاں ڈھونڈنی ہونگی۔ کیا تم اُنہیں اپنی چوپال زنانہ مدرسہ کے لئے دے دوگے"۔

زمیندار۔" خدا نہ کرے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہُوا ہے کہ یہ ہمیں واپس ملی ہے۔ پانچ سال ہوئے۔ کہ یہ ہم سے مردانہ سکول کے لئے مانگی گئی تھی۔ وعدہ یہ ہُوا تھا۔ کہ ایک سال میں مدرسہ بن جائیگا۔ اور ہمیں چوپال واپس مل جائیگی۔ اتنی مدت کے بعد اب مدرسہ مکمل ہُوا ہے۔ اور ابھی چند ہفتہ ہوئے ہیں۔ کہ ہمیں چوپال واپس ملی ہے۔ نہیں نہیں اب ہم اتنی جلدی پھر نہیں دینگے۔ اور زنانہ سکول کے لئے تو ہرگز نہیں"۔

سقراط۔" اب آئے راہ پر۔ مدرسے کے لئے بیشمار روپیہ درکار ہے۔ اور اُسی قدر اُستانیوں کے لئے۔ اس ضلع میں تقریباً چودہ سو گاؤں ہیں۔ اس وقت تک صرف دو سو دیہات میں مردانہ مدرسے بن چکے ہیں۔ اور تم اس وقت ہر گاؤں میں ایک علیحدہ زنانہ مدرسہ چاہتے ہو۔ اور ساتھ ہی چاہتے ہو کہ ٹیکس میں تخفیف ہو۔ کیا تم ہوش کی باتیں کر رہے ہو"۔

زمیندار۔" بے شک سقراط جی یہ ہوش کی باتیں تو نہیں ہیں"۔

سقراط۔ "بعض تم میں سے پردہ بھی کرتے ہیں"؟
زمیندار۔" ہاں بعض پردے کے پابند ہیں۔ لیکن شکر ہے۔ ہم نہیں ہیں"۔
سقراط۔ "پھر تمہاری کچھ لڑکیوں کو پردہ دار مدرسہ درکار ہوگا۔ تو کیا جو پردہ نہیں کرتیں۔ وہ پردہ دار مدرسہ میں جا کر پردہ کرنا سیکھینگی"؟
زمیندار۔" خدا نہ کرے کہ ہماری جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں وہ مدرسہ جا کر پردہ کرنے کی عادت سیکھیں۔ اس سے تو یہ بہتر ہے۔ کہ وہ مدرسہ کا نام ہی نہ لیں۔ گاؤں میں جہاں عورتوں کو اتنا کام کرنا پڑتا ہے۔ پردہ ناممکن ہے۔ اور جہاں پردہ کی پابندی ہے۔ عورتیں سال بسال غریب ہوتی جاتی ہیں۔ اور صحت کی خرابی سے اُن کے کنبے مر رہے ہیں"۔
سقراط۔" تم سچ کہتے ہو۔ پردہ زمینداروں کی راہ میں ایک خوفناک رکاوٹ ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ کتنی دیہات میں دو زنانہ مدرسوں کی ضرورت ہوگی۔ ایک پردہ دار لڑکیوں کے لئے اور دوسرا اُن کے لئے جو پردہ نہیں کرتیں"۔
زمیندار۔" ہاں یہ درست ہے"۔
سقراط۔ "جب مزید ٹیکس نہیں منظور تو معمولی

گاؤں کے لئے علیحدہ زنانہ مدرسہ کا سوال خام خیالی ہے"۔

زمیندار۔" ہاں یہ ہی بات ہے"۔

سقراط۔" فرض کیا کہ تمہیں زنانہ مدرسہ مل جائے۔ تو اس کا معائنہ کون کریگا۔ تاکہ تسلی ہو جائے۔ کہ ٹھیک کام چل رہا ہے"۔

زمیندار۔"معائنہ بہت ہی کریگی"۔

سقراط۔ وہ شاہراہ سے دور گاؤں میں کیسے آ سکیگی؟ مردانہ سکول کا معائنہ انسپکٹر صاحب کتنی مرتبہ کرتے ہیں"۔

زمیندار۔" سہ ماہی میں ایک بار آتے ہیں۔ اور ہمیشہ یہ ہی کہتے ہیں کہ یہاں آنا مشکل اور تکلیف دہ ہے"۔

سقراط۔" پھر تو بڑی خوش قسمتی ہوگی۔ اگر لیڈی انسپکٹر نے سال میں ایک بار بھی پھیرا ڈالا"۔

زمیندار۔" غالباً"؟

سقراط۔" ایسا مدرسہ جس کا معائنہ ہی نہ ہو سکے اور جس میں لڑکیوں کا امتحان لینا۔ اور یہ دیکھنا کہ کیا ہو رہا ہے مشکل ہو کیا خاک فائدہ پہنچا سکے گا"۔

زمیندار۔" سقراط جی اتنا تو ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ جس مدرسہ کا باقاعدہ معائنہ نہ ہو۔ اس سے چنداں فائدہ نہیں ہو سکتا"۔

ابھی یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ سقراط اس مضمون کو ختم کر چکا ہے کہ کچھ سوچ کر وہ پھر بول اُٹھا:

سقراط۔" تم اپنی عورتوں کی بہت عزت نہیں کرتے۔ تم اگر گھوڑے پر سوار جا رہے ہو اور راہ میں عورت آگے آ جائے۔ تو تم کڑک کر کہتے ہو۔" ہٹ عورت ہٹ جا" کیا تم ایسا نہیں کرتے"؟

زمیندار۔" اس مضمون پر سقراط جی تم کئی بار طبع آزمائی کر چکے ہو۔ اب اسے چھوڑو گے بھی یا نہیں"۔

سقراط۔" لیکن کیا میں سچ نہیں کہتا"۔

زمیندار۔" یہ تو معلوم ہے کہ سچ کہتے ہو"۔

سقراط۔" تو پھر تمہاری ضمیر تمہیں ملامت کرتی اور شرم دلاتی ہے"۔

نمبردار۔" بیشک یہ بات ہے۔ جب تم ہمیں کوئی بات بار بار کہتے ہو تو ہم اس پر غور کرنے لگتے ہیں۔۔۔ گو ہم کچھ نہیں کرتے اور اس پر بحث کر کے اُسے بھول جاتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ ہمیں یہ ماننا پڑیگا۔ کہ یہ ہماری غلطی ہے۔ امید ہے۔ کہ رفتہ رفتہ تم ہمیں ترقی کرتا دیکھو گے"۔

سقراط۔" ہاں لیکن بہتر یہ ہے۔ کہ یہ نیا سبق

بچوں کو پڑھایا جائے ۔

زمیندار (گرم جوشی سے) "بے شک ہم نے تو کئی بار آپ سے کہا ہے کہ ہم بوڑھوں کو چھوڑ کر اپنی نئی روشنی بچوں کو دکھاؤ"۔

سقراط۔ "لیکن بچے یہ کیسے سیکھیں کہ انہیں ماؤں اور بہنوں کی عزت کرنی چاہئے۔ کیا تم سے سیکھیں"؟

زمیندار: "ہم سے کیا سیکھیں گے"۔

سقراط۔ "پھر انہیں یہ کہاں سکھاؤ گے"؟

زمیندار۔ "مدرسہ میں"۔

سقراط۔ "ہاں مدرسہ میں لیکن جب مدرسہ میں صرف لڑکے ہونگے اور لڑکیاں نہ ہونگی۔ تو پھر یہ کیسے سکھا سکو گے"؟ جب تک لڑکیاں تعلیم نہ پائینگی۔ اور میلی اور جاہل رہینگی تو وہ عزت کی مستحق کیسے ہونگی"۔

زمیندار۔ "بیشک یہی مشکلیں درپیش ہیں"۔

سقراط۔ "کیا تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب تک تم لڑکیوں کو گاؤں کے علیحدہ کونے میں تعلیم کے لئے ایسے چھپاؤ گے کہ گویا وہ کسی وبائی مرض میں مبتلا ہیں اور ڈاکٹروں نے چھوت کے خیال سے انہیں علیحدہ کر دیا ہے۔ تب تک تمہارے پرانے خراب طریقوں کا خاتمہ نہ ہوگا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ لڑکے اپنی ماں اور بہنوں کی

عزت کریں ۔ تو لڑکیوں کو بھی چھوٹی عمر ہی
میں اسی مدرسہ میں بھیج دو ۔ جہاں استاد اور
جب وقت آ جائے تو استانی چھوٹے بچوں کو
تلقین سے اور عملاً یہ دل نشین کر دے ۔ کہ
چھوٹی لڑکیوں کی جو اُن کے ساتھ مدرسہ میں
ہیں اور ماؤں کی جو گھر میں ہیں ۔ عزت کرنی
چاہئے ۔ اور لڑکیاں جو لڑکوں کے ساتھ ہم
سبق ہونگی ۔ اور ان کے ساتھ لڑکوں جیسا
سلوک ہوگا ۔ تو وہ یہی سمجھ جائینگی ۔ کہ وہ
لڑکوں کے برابر ہیں ۔ اُن سے کم نہیں ہیں ۔
اور وہ اپنی عزت آپ کرنے لگیں گی ۔ اور
مدرسہ کی تعلیم پا کر عزت پانے کی مستحق
ہو جائیں گی ۔ پھر جب جوان ہو کر ان کی
شادی ہوگی ۔ تو اُن کے خاوند اُن کی عزت
کرینگے ۔ اور یہ ہی سبق وہ اپنی اولاد کو
آگے پڑھائیں گی "

زینٹ راد ۔" جو کچھ تم کہہ رہے ہو بالکل قرینِ عقل
ہے ۔ مگر سقراط جی تمہارا معراجِ کمال کتنی سال
میں کہیں جا کر پورا ہوگا "

سقراط ۔" پھر فوراً چھوٹی لڑکیوں کو مدرسہ میں
داخل کرکے آغاز کر دو ۔ لڑکوں سے جنہوں
نے مدرسہ میں تعلیم پائی ہے ۔ یہ توقع غیر
واجب ہے ۔ کہ وہ ایسی ماؤں کی جو جاہل

لڑکیاں اور عورتیں سلائی سے بُننے کا کام سیکھ رہی ہیں +

اور بے علم ہیں اور ایسی بہنوں کی جو صرف گوبر تھاپنا اور گہنا پہننا چاہتی ہیں۔ عزت کرینگے۔ زمیندارو میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ تم زندگی میں ایک بڑی نعمت سے محروم ہو۔ جو نیکیاں میں نے سیکھی ہیں۔ وہ سب ماں سے سیکھی ہیں۔ اور پیاری اماں کی مقدس یاد میرے دل میں ہمیشہ بستی ہے"

زمیندار۔" تمہاری ماں ایک بڑی معزز خاتون ہوگی"

سقراط۔ ہاں تھی۔ لیکن وہ بھی ایسی ہی ماں تھی۔ جیسی کہ تم میں سے ہر ایک کی ہونی چاہئے۔ اور ویسی تم سب کی مائیں ہو جائیں گی۔ جب تم لڑکیوں کی مناسب پرورش اور اپنی مستورات کی عزت کروگے۔ اور سن لو زمیندارو۔ میرے بچے اب یہ تمام باتیں اپنی ماں سے سیکھ رہے ہیں"

زمیندار۔" سقراط جی اس میں حیرانگی کی کونسی بات ہے۔ آپ کی بیگم ہمارے گاؤں میں تشریف لا چکی ہیں۔ انہوں نے ہمارے بچوں کو جو ماؤں کی گود میں تھے دیکھا تھا۔ اور ان کی ماؤں کو بتایا تھا کہ کیسے بچوں کی پرورش ہونی چاہئے۔ کیا تمہیں یاد نہیں انہوں نے ایک سب سے صاف بچے کو جو لڑکی تھی اُٹھا کر پیار کیا تھا اور کہا تھا کہ لڑکے اور لڑکیوں

کی یکساں پرورش ہونی چاہئے"۔

نمبردار۔ "اور وہ لڑکی ایک چمار کی بیٹی تھی"۔

زمیندار۔ "اور کیا ہم نے ان کے اپنے بچوں کو خیمہ کے باہر کھیلتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ کیسے صاف اور خوش تھے۔ اُن کے کپڑے جو بہت عمدہ اور گرم تھے۔ ولایت سے منگائے گئے ہونگے"۔

سقراط۔ "میرے دوست تم غلطی پر ہو۔ اُن کے کپڑے سب اُن کی ماں نے سئے تھے۔ اور مدرسوں میں اس قسم کے کپڑے تمہاری مستورات آج کل سیتی ہیں۔ یہ وہ مدرسہ ہے۔ جہاں ہم دیہاتی مدرسوں کے لئے اُستانیاں تیار کر رہے ہیں۔ پس اپنی چھوٹی چھوٹی (کمسن) لڑکیوں کو مدرسہ میں داخل کر دو۔ اور چھوٹے لوگوں کو سکھاؤ کہ وہ اُن کی عزت کریں۔ اگر چاہتے ہو کہ اچھے بچے ہوں تو اچھی مائیں حاصل کرو۔ اور جب تک ماؤں کی عزت اور حرمت نہ ہوگی۔ وہ اچھی نہیں ہو سکتیں"۔

زمیندار۔ "ہم پھر اپنے بھائی بندوں کا منشا لینگے۔ اور انہیں ترغیب دینگے۔ کہ ہمیں اپنی لڑکیاں لڑکوں کے لئے مدرسہ میں بھیجنے دو۔ جو اس وقت لڑکوں کا مدرسہ ہے۔ اور پھر گاؤں کا مدرسہ ہو جائیگا"۔

سقراط۔" یہ ٹھیک کہا گاؤں کا مدرسہ ہو جائیگا۔ اگر تمہارے بھائی بند کچھ چون چرا کریں تو ان بھائی بندوں کے سامنے۔ اگر وہ بھائی بند ہیں اور تم اپنی کاہلی اور قدامت پرستی چھپانے کو فرضی بھائی بند نہیں بنا رہے تو مجھے اِن سے دو ہاتھ کرنے دو دوستو مجھے اُن بھائی بندوں کی ہستی ہیں پہلے سے شبہ ہے"+

زمیندار۔" سقراط بعض باتوں ہیں آپ کا شک شبہ بجا ہے۔ لیکن اِسی خاص معاملہ ہیں ہمارے ذات بھائی بہت سا دخل رکھتے ہیں"+

سقراط۔" ہاں ہیں سمجھتا ہوں۔ ہیں تم سے معافی چاہتا ہوں کہ کیوں ایسے نامناسب خیال کا اظہار کیا"+

زمیندار۔" معافی کا کیا موقع ہے۔ مگر اِس ہیں کلام نہیں کہ جو باتیں تم ہمارے متعلق کہتے ہو۔ اُن ہیں دس ہیں سے نو درست ہوتی ہیں"+

سقراط۔" بلکہ یہ کہو کہ سو ہیں سے ننانوے۔ اچھا رام رام دوستو۔ آج مجھے یہاں بہت دیر ہو گئی ہے۔ اور اب مجھے جلد جانا چاہئے

زمیندار۔" رام رام سقراط جی رام رام"+

اللہ بیلی

سقراط جو چوپال میں آیا تو وہ بہت خاموش تھا۔ زمینداروں نے قیاس دوڑایا کہ آج بدبو یا میلے بچہ کا معاملہ نہیں ہے۔ کوئی انوکھی بات ہوئی ہے۔

سقراط۔ "زمیندارو آج میں ملول ہوں۔ و اللہ بیلی میں تم سے جدا ہوتا ہوں"۔

زمیندار۔ "بڑے میاں کیوں"؟

سقراط۔ "میرے بھی بچے ہیں۔ میرے لئے لازمی ہے کہ میں انہیں اپنے گھر لے جاؤں۔ اور مدرسہ میں داخل کروں۔ اب میں اپنے وطن کو جا رہا ہوں۔ مجھے تم سے اور تمہارے گاؤں سے محبت ہے۔ اور مجھے تمہاری جدائی کا رنج ہے۔ لیکن اب میں ٹھیر نہیں سکتا۔ میرا جانا ضروری ہے"۔

زمیندار۔ "تمہارے جانے کے بعد ہم کیا کرینگے۔ پھر وہی پرانی اور گندی رسموں اور فضول خرچی کی عادت پڑ جائے گی"۔

سقراط۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ تم نے سیکھ لیا ہے کہ صفائی کے معنی تندرستی اور دولت کے ہیں۔ اور فضول خرچی سے انسان محتاج

ہو جاتا ہے۔ اور پڑھی لکھی تربیت یافتہ بیوی ہو تو گھر سرگ اور بچے خوبصورت ہوتے ہیں"۔

زمیندار۔" یہ تو سچ ہے مگر تمہیں معلوم ہے کہ ہم کس قدر سست ہیں۔ اور کس قدر جھگڑالو کسی اچھے مقصد کے لئے متفق ہو جانا ہمارے لئے بہت مشکل ہے

سقراط۔" دوستو یہ تو مجھے خوب معلوم ہے۔ کہ اگر کوئی بری بات ہو تو تم بہت جلد اتفاق کر لیتے ہو"۔

زمیندار۔" سقراط جی اب تم جا رہے ہو۔ ہم ہیں آج تمہارا آخری دن ہے۔ اور آج بھی تمہاری زبان ویسی ہی تیز ہے۔ لیکن جو تم کہتے ہو وہ بالکل ٹھیک ہے۔ ہماری سمجھ میں یہ نہیں آیا۔ کہ یہ نیک کام جو تم نے ہمیں سکھایا۔ کیسے جاری رہیگا"۔

سقراط۔" تم اتفاق کر کے اسے جاری رکھو۔

زمیندار۔" وہ کیسے"۔

سقراط۔" جو لوگ امداد باہمی چاہیں۔ انہیں بلاؤ۔ اور ایک مجلس بنا لو"۔

زمیندار۔" یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

سقراط۔" پہلے تم مجلس بنا لو۔ جب انجمن بن جاتی ہے۔ تو تمام نئے طریقے اور عادتیں قواعد میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اور ان کی

پابندی تمہارا فرض ہو جاتا ہے۔ اگر تم خلاف ورزی کرو۔ تو دوسرے ممبر تمہیں جرمانہ کرتے ہیں"۔

زمیندار۔ "یہ تو بہت اچھا خیال ہے۔ لیکن یہ کیسے جاری رہ سکتا ہے"؟

سقراط۔ "اسی طرح جس طرح مجلسِ امدادِ باہمی کے اراکین تمہارے دیگر بیٹھک جاری رکھتے ہیں"۔

زمیندار۔ "بہت اچھا ہم فوراً ایسا کرینگے"۔

سقراط۔ "لو دوستو۔ اللہ بیلی۔ بیشک میری زبان کسی وقت کڑوی تھی لیکن مجھے تم سے محبت ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ میں تم سے جدا ہو رہا ہوں"۔

زمیندار۔ "سقراط جی تم نے ہماری کایا پلٹ دی ہے۔ اور اب ہم خوش و خورم۔ تندرست اور آسودہ انسان ہیں۔ خدا تمہیں برکت دے۔ اور جلد واپس لائے"۔

سقراط۔ "جلد واپس لائے۔ میں پھر واپس کیسے آ سکتا ہوں"؟

زمیندار۔ "البتہ تم ضرور آؤگے"۔

سقراط۔ "میں تم کو کیا بتاؤں۔ اگر تم یہ تمام نئی باتیں جو اب میری موجودگی میں تم نے شروع کی ہیں جاری رکھوگے اور اپنے

پرانے غلیظ طریقوں کو پھر اختیار نہ کرو - تو میں وعدہ کرتا ہوں - کہ میں واپس آ جاؤنگا +

زمیندار - "ہم سچے دل سے وعدہ کرتے ہیں"

سقراط - "مجھے معلوم ہے زمیندار کا قول و قرار کیا ہوتا ہے" +

زمیندار - "پھر وہی تلخ زبانی" +

سقراط - "مجھے افسوس ہے مگر دوستو میں کئی سال سے تمہارا واقف ہوں" +

زمیندار - لیکن یہ پکا وعدہ ہے - کیا تم نے ہمیں نہیں سکھایا کہ وعدہ کا پاس ہونا چاہیئے اور کیا ہمارے بچے اب سچ بولنے کے عادی نہیں ہو رہے" +

سقراط - "ہاں یہ بات درست ہے - پس اگر تم نے وعدہ خلافی نہ کی - اور اس روشنی کو دوسرے اضلاع میں پھیلایا - جس سے گڑگاؤں کی ترقی ہندوستان کی ترقی ہو گئی - تو میں ضرور پھر آؤنگا اور دیکھوں گا - کہ تمہارا کیا حال ہے" +

زمیندار - "اور شاید اس وقت تم ہماری بہتری کے لئے ہمیں اور باتیں بھی بتا سکو" +

سقراط - "بے شک ابھی تو ہم نے آغاز کیا ہے" +

زمیندار۔" او خدا ترقی کا راستہ مشکل اور دشوار گذار ہے"۔

سقراط۔"تمہارا خیال درست ہے۔ ہر قدم پر نئی دقّت پیش آتی ہے۔ اور نئی پیچیدگیوں کا مقابلہ اور تصفیہ کرنا پڑتا ہے"۔

زمیندار۔" لیکن اس وقت تمہارا ملک تو کمال پر پہنچ چکا ہے"۔

سقراط" اجی نہیں ابھی وہاں بھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ حالانکہ بہت کچھ ترقی ہو چکی ہے۔ میری رائے میں امر واقعہ تو یہ ہے۔ کہ جتنی زیادہ ترقی ہو۔ اتنے ہی زیادہ حل طلب سوالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ میں بھی اس بارہ میں کچھ مدد کر سکونگا"۔

زمیندار۔" وہاں کے معاملات میں بہت زیادہ دلچسپی نہ لینا۔ سقراط جی کہیں وہی کے نہ ہو رہنا۔ اگر جو تم کہہ رہے ہو ٹھیک ہے۔ تو بہت جلد ہمیں پھر تمہاری ضرورت ہوگی"۔

سقراط۔"کیوں"۔

زمیندار۔"کیونکہ اب ہم ترقی پر تلے ہوئے ہیں۔ تم نے ابھی کہا ہے۔ کہ جتنی زیادہ ترقی ہو۔ اتنے ہی زیادہ حل طلب سوال پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بہت جلد واپس آنا"۔

ہیں۔ اور گھروں کے اندر یا باہر کہیں کوڑا نہیں رہا تاکہ میں اپنے رہنے کی جگہ بنا سکوں +

مکھی:" یہ ہی شکایت مجھے ہے۔ اب میں کہاں انڈے دوں۔ اور کیا کھاؤں۔ تمام سامان خوراک اب ڈھکا رہتا ہے۔ اور یہ اس کو کھلا رہنے نہیں دیتے +

پسّو۔ (بمشکل تمام پھدک کر) اور میرا کیا حال ہوگا۔ ان کے مکان تمام روشن اور ہوا دار ہیں۔ اور میں اندھیرے کو پسند کرتا ہوں" +

چوہا۔" بھئی تم تو پھر بھی گذارہ کر سکتے ہو۔ میری زندگی تم سے بڑھ کر حرام ہے۔ اگر میں ذرا ناک باہر نکالوں تو یہ لوگ بلوں میں زہریلی گیس داخل کر دیتے ہیں۔ اور اگر کھیتوں میں جاؤں تو وہاں بھی یہی گت بنتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ اب ہر گھر میں کھڑکیاں موجود ہیں۔ اور میری آنکھیں روشنی برداشت نہیں کر سکتیں" +

کتا۔" بھوں بھوں میں تو سقراط کا عاشق ہوں۔ اب مجھے رہنے کو گھر میسر ہے۔ اچھا کھانا ملتا ہے۔ اب میرا بھی نام ہے۔ اس خوبصورت پٹے کی طرف تو دیکھو۔ اب مجھے گھر کی رکھوالی چوہوں کا پکڑنا۔ اور ہر قسم کی مفید باتیں سکھائی گئی ہیں۔ اب میں انسان کا رفیق

ہوں - سقراط کی جے - جے - جے ٭

سؤر - وف - وف - میں تو بھوکا مر گیا - اب وہ ہر ایک جگہ صاف رکھتے ہیں اور نجاست گڑھوں میں ڈالتے ہیں - اب مجھے کہیں اور ٹھکانہ کرنا ہوگا ٭

شکاری پرندے جو بنی میں رہتے تھے - اُن تبدیلیوں پر جو سقراط نے رائج کی تھیں - بحث کر رہے تھے - تیتر تو بہت ہی ناراض تھا ٭

ایک بوڑھی مادہ بولی " گذشتہ ایام میں کھیتوں میں گھاس جھاڑیاں اس قدر گنجان تھیں - کہ ہم تمام دن اُن میں چھپ کر بیٹھے رہتے تھے - اور کسی قسم کا ڈر نہ تھا - اب یہ لوگ لوہے کے ہل چلاتے ہیں اور کھیت اس قدر صاف اور ہموار ہیں کہ فصل کے دنوں میں ہم کہیں بھی جھول نہیں چھپا سکتے " ٭

ایک بوڑھا تیتر بولا - اس بات کا کیا ذکر کرتی ہے - اب تو رات کے وقت بسیرا لینے کو بھی جگہ نہیں رہی - تمام جھاڑیاں اور کیکر کاٹ ڈالے ہیں - سقراط کو دفع کرو - مجھے گذشتہ ایام پھر واپس لادو ٭

تلیر - واہ واہ جب سے لوہے کے ہل استعمال ہونے لگے اب زمین سے اتنے کیڑے نکال دئے جاتے ہیں - کہ اب سال میں دو جھول نکال سکتا ہوں - سقراط کی جے ٭

اتنے میں جنگلی سؤر وہاں آ نکلا وہ بہت بڑبڑا

رہا تھا - جنگلی سور بولا - کہ جب میں جوان تھا - تو بڑے آرام سے بنی میں کٹتی تھی - ہم تمام دن بنی میں رہتے اور رات کو ایکھ کھاتے تھے - یہ نئے گنے اتنے سخت ہیں کہ میرے بوڑھے دانت انہیں چبا نہیں سکتے - اور لو اب انہوں نے بنی میں گھاس اور جلانے کی لکڑی کا بندوبست کیا ہے - اب میرے لئے کوئی جگہ حفاظت کی نہیں رہی - اور ہر صبح لمبا راستہ طے کرکے اِن جنگلوں میں جو شکم دریا میں ہیں - جانا پڑتا ہے - وغ وغ وہ سقراط آرہا ہے لو میں رفو چکر ہوتا ہوں "

سقراط - بڈھے دشمن آج تو میرے ہاتھ سے بچ گیا ہے - مجھے نیزا (برچھا) ساتھ لانا یاد نہیں رہا

ایک جوان گائے نے جس کا بچھڑا بہت خوبصورت تھا - اُسے آتے دیکھا اور کہا - " اِس خراب آدمی سے اچھی خلاصی ہوئی - وہ کہتا تھا کہ میلے انسان مویشیوں سے کچھ ہی بہتر ہیں اچھی کہی - مجھ سے بہتر ہیں! میری طرف اور میرے بچھڑے کی طرف تو دیکھو میں اسے کوئی بارہ مرتبہ دن میں صاف کرتی ہوں - اور یہ انسان ابھی چند دن کی بات ہے - کہ اپنے بچوں کو مہینے میں ایک بار بھی نہیں نہلاتے تھے - اور میری نسل کا

تو خیال کرو ہیں خالص حصاری ہوں"۔

ایک بڈھی گائے قریب کھڑی تھی۔ اُس نے جوان گائے کی پسلی پر سینگ گاڑ کر کہا۔ کہ احمق چُپ کر تو خالص حصاری اس لئے ہے۔ کہ سقراط نے تیرے بزرگ حصار سے منگوائے تھے۔ ابھی تو کم عمر ہے۔ تجھے کیا خبر سقراط کے یہاں آنے سے پہلے ہم کیسے گذارہ کرتے تھے۔ اب ہمارا خوبصورت ہوا دار اصطبل ہے۔ پہلے ہم اندھیرے ہیں اور میلے ہی رہتے تھے۔ اور گندہ پانی پینے کو ملتا تھا۔ اچھی غذا کبھی قسمت سے نصیب ہوتی تھی۔ اب ہمیں صاف پانی ملتا ہے۔ اور وافر غذا میسر ہے۔ احمق بچھیا شکایت مت کر۔ یہ سقراط کی مہربانی ہے۔ کہ لوگ اب ہمارا گوبر نہیں جلاتے۔ اور اسے کھیتوں ہیں ڈالا جاتا ہے۔ اور جب سے یہ ہونے لگا ہے۔ کال کا نام نہیں رہا۔ آ ہم دونوں مل کر کہیں۔ سقراط کی جے"۔

بوڑھا گدھا :- ڈھینچوں ڈھینچوں اب مجھے اچھی غذا ملتی ہے۔ اب مجھے کوڑے کے ڈھیر اٹھانے نہیں پڑتے۔ نہ ہی مجھے اپنی غذا کے لئے سوروں سے دھکم دھکا ہونا پڑتا ہے"۔

مور :- کک کک کک ہیں نجاست کے

ڈھیروں پر بیٹھا کرتا تھا - اب میں ایک
خوبصورت پھولوں کے مختصر چمن میں جلوہ
افروز ہوتا ہوں - صاف ستھرے اور خوبصورت
بچے اور عورتیں مجھے ہر روز شام کو دانہ ڈالتی
ہیں - ٹک - ٹک - ٹک -

سقراط کی جے

ٹک - ٹک - ٹک - ٹک -